مرزا قادیانی اور انجینئر مرزا کے اسلامی توحید کے خلاف اللہ عزوجل کی
شان میں کفریہ و شرکیہ عقائد پر مشتمل کتب کے اصل سکین کے ساتھ

قادیانی توحید

مفتی مبشر شاہ

مرزا قادیانی اور انجینئر مرزا کے اسلامی توحید کے خلاف اللہ عزوجل کی
شان میں کفریہ و شرکیہ عقائد پر مشتمل کتب کے اصل سکین کے ساتھ



قادیانی توحید

مفتی مبشر شاہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ———— قادیانی توحید
مصنف ———— مفتی مبشر شاہ
طبع اول ———— 2025ء
تعداد ———— 1000
قیمت ————

اپیل

مخیر حضرات سے گزارش ہے کہ یہ خالص عقیدہ ختم نبوت کا کام ہے۔ہماری تمام کتب فی سبیل اللہ تقسیم کی جاتی ہیں۔ہماری بہت سی کتب ابھی تک زیرِ طبع ہیں ،اپنے رزق حلال سے حصہ نکال کرکم ازکم کوئی ایک کتاب یا چھوٹے رسائل کی اشاعت میں حصہ ڈالئے اللہ آپ کے جان مال کی خیر فرمائے آمین۔کتاب کی اشاعت یا جامعہ ختم نبوت کے لیے اگرآپ تعاون کرنا چاہتے ہیں تو درج ذیل وٹس ایپ پر رابطہ فرمائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست کتاب

مقدمہ

الحمدللہ ربّ العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین، نبیّنا محمد، وعلی آلہ وأصحابہ أجمعین۔

اسلام ایک مکمل دین ہے، جس کی بنیاد توحید، رسالت، اور آخرت جیسے بنیادی عقائد پر قائم ہے۔ یہ دین تمام انبیاء کرام کی تعلیمات کا خلاصہ اور حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ختمِ نبوت پر مہرِ تصدیق ہے۔ لیکن ہر دور میں کچھ گمراہ فرقے، فتنہ پرور افراد اور ذہنی مغالطوں کے حامل شخصیات نے اس کامل دین میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کی۔ ان ہی فتنہ پرور عناصر میں دو شخصیات قابل ذکر ہیں:

(1) مرزا غلام احمد قادیانی
(2) انجینئر مرزا محمد علی جہلمی

گو کہ ان دونوں کے ظاہری دعوے اور الفاظ مختلف ہیں، لیکن ان کے عقائد کا لبّ لباب ایک ہی ہے: اسلام کی بنیادوں کو کمزور کرنا، مسلمانوں کو شک میں ڈالنا، اور امت مسلمہ کو تقسیم کرنا۔

مرزا غلام قادیانی کا فتنہ

مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر کے نہ صرف قرآن وسنت بلکہ امتِ مسلمہ کے اجماعی عقیدہ ختمِ نبوت کو جھٹلایا۔ اس نے توحید کے مفہوم کو مسخ کیا، نبوت کے سلسلے کو جاری مانا، اور انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں گستاخانہ عقائد رکھے۔ مرزا قادیانی نے صحابہ کرام، اولیاءِ امت، اور جلیل القدر علماء کو گمراہ کہا اور اپنے متبعین

کو اُن سے دور رہنے کی تلقین کی۔

انجینئر محمد علی مرزا کا نظریاتی فتنہ

انجینئر محمد علی مرزا بظاہر قرآن و سنت کی بات کرتا ہے، مگر در حقیقت وہ دین کی جڑوں پر کاری ضرب لگا رہا ہے۔ اس کی گفتگو میں اولیاءِ کرام کی گستاخی، فقہی ائمہ کی تضحیک، صحابہ کرام کی توہین، اور جمہور امت کے مسلمہ نظریات کی تردید واضح نظر آتی ہے۔ وہ امت کے اجماعی عقائد کو ”فرقہ واریت“ کہہ کر مسترد کرتا ہے، اور اہلِ باطل کو اہلِ حق کے ساتھ برابر کھڑا کر کے فکری انتشار پھیلاتا ہے۔

عقائد کی یکسانیت

اگر گہرائی سے تجزیہ کیا جائے تو ان دونوں افراد کے نظریات میں درج ذیل مشترکات پائی جاتی ہیں:

★ ختمِ نبوت کی مخالفت:

مرزا قادیانی نے براہِ راست نبوت کا دعویٰ کیا، جبکہ محمد علی مرزا، ختم نبوت کے واضح دفاع سے اجتناب کر کے اسے متنازع بناتا ہے۔

★ اولیاء اللہ کی توہین:

دونوں نے اولیاء و صوفیاء کرام کو بدعات کے عامل کہہ کر رد کیا۔

★ صحابہ کرام پر تنقید:

قادیانیوں کے ہاں حضرت معاویہؓ اور دیگر جلیل القدر صحابہ کو برا بھلا کہا جاتا ہے، جبکہ مرزا جہلمی بھی اسی راہ پر گامزن ہے۔

★ ائمہ فقہ کی مخالفت:

دونوں شخصیات جمہور ائمہ، بالخصوص امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام

احمد بن حنبلؒ کی فقہ کو" اندھی تقلید" قرار دے کر مسترد کرتے ہیں۔

★ اسلامی خلافت و اجماع امت کی مخالفت:

یہ دونوں شخصیات خلافتِ راشدہ، اجماعِ امت، اور تاریخی اسلامی نظام کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔

امت مسلمہ کے لیے ایک فکری اپیل

امتِ مسلمہ کو جس چیز نے ہمیشہ مضبوط رکھا، وہ ہے اجتماعی عقیدہ، سلف صالحین کی پیروی، اور دین کے اصولوں پر غیر متزلزل ایمان۔ لیکن دورِ جدید میں فتنہ پرور شخصیات جو بظاہر "عقل و تحقیق" کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں دین کی جڑوں کو کاٹنے میں مصروف ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان کو "منطقی تحقیق" کی چھلنی سے گزار کر قبول کرنے کا درس دیتے ہیں، مگر خود کسی ایک معتبر علمی دبستان سے وابستہ نہیں ہوتے۔ یہ شخصیات امت کے اجماعی موقف کو رد کر کے، لوگوں کو شک و تردد میں مبتلا کر کے، دینی غیرت و حمیت کو مٹانے کے درپے ہیں۔ ایک طرف مرزا غلام قادیانی ہے جو وحی کا مدعی بن کر نبوت کے جھوٹے لباس میں ظاہر ہوا، اور دوسری طرف مرزا محمد علی جہلمی ہے جو بظاہر قرآن و سنت کی بات کرتا ہے، مگر اس کی تحریر و تقریر امت کی چودہ سو سالہ علمی میراث پر وار کرتی ہے۔

ان فتنوں کا مقابلہ کیسے کیا جائے؟

ان فتنوں کا رد کرنے کے لیے ہمیں:

(1) قرآن و سنت کو اجماعِ امت کی روشنی میں سمجھنا ہوگا۔

(2) سلف صالحین کے فہمِ دین کو بنیاد بنانا ہوگا، کیونکہ یہی وہ نسل ہے جس کی گواہی قرآن نے دی۔

(3) باطل کو صرف علمی زبان میں رد نہیں کرنا بلکہ اس کے فریب کا پردہ بھی چاک کرنا

ہو گا۔

(4) مسلمانوں کو شعور دینا ہو گا کہ ہر علمی بات، دلیل کی آڑ میں کی گئی بات حق نہیں ہوتی، بلکہ حق وہی ہے جو سچوں کے راستے پر ہو۔

خلاصۂ کلام

یہ کتاب" مرزائی عقائد باطلہ" صرف ایک فکری یا دفاعی تحریر نہیں، بلکہ یہ امتِ مسلمہ کی فکری بیداری، اور ایمان کے دفاع کی ایک صدا ہے۔ مرزا غلام قادیانی کے نبی بننے کے دعوے سے لے کر محمد علی جہلمی کی فکری دراندازی تک یہ تمام فتنے ایک ہی سانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں: اسلام کے خالص عقائد کو مٹانے، اور سادہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا سانچہ۔ لہٰذا ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں باطل کے ان تمام چہروں کو پہچاننے کی توفیق دے، اور ہمارے دلوں کو ہدایت، بصیرت، اور اخلاص کے نور سے منور کرے۔ آمین۔

مقصدِ کتاب

اس کتاب" مرزائی عقائد باطلہ" کا مقصد ان دونوں فتنے بازوں کے عقائد کا علمی، تحقیقی، اور مدلل جائزہ پیش کرنا ہے تاکہ عام مسلمان ان کے فریب سے محفوظ رہیں اور اپنے ایمان و عقیدہ کی حفاظت کر سکیں۔ ہم ہر باب میں قرآن وسنت، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور محدثین وفقہاء کی روشنی میں ان باطل عقائد کی تردید کریں گے۔ یہ کتاب صرف ایک تنقیدی تصنیف نہیں بلکہ ایک دعوتِ فکر و اصلاح ہے۔ جو بھی اس کتاب کو پڑھے، وہ یہ بات دل سے محسوس کرے گا کہ دین اسلام آج بھی دشمنوں کے نرغے میں ہے، مگر اہلِ حق کا کام ہے کہ وہ باطل کا پردہ چاک کرتے رہیں، اور حق کی روشنی کو پھیلاتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اور امت کو ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

توحیدِ باری تعالیٰ

مرزائی گستاخیوں کا پردہ چاک

اسلام کا سب سے پہلا ستون توحید ہے اللہ تعالیٰ کو یکتا، لاشریک، بے نیاز، خالق کل، اور واحد مستحق عبادت ماننا۔ یہی وہ عقیدہ ہے جس پر تمام آسمانی مذاہب کا دارومدار رہا ہے، اور یہی وہ پیغام ہے جو تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے دنیا کو دیا۔

لیکن جب فتنے جنم لیتے ہیں تو سب سے پہلے اسی عقیدہ توحید پر حملہ ہوتا ہے، کیونکہ اگر توحید کی بنیاد کمزور کر دی جائے تو دین کا پورا قلعہ زمیں بوس ہو جاتا ہے۔

اسی نوعیت کا حملہ مرزا غلام احمد قادیانی اور انجینئر محمد علی مرزا جہلمی جیسے فتنہ پرور افراد نے کیا۔ ان دونوں کے ہاں بظاہر" اللہ" کا ذکر ضرور ہوتا ہے، مگر ان کے اقوال و بیانات میں اللہ تعالیٰ کی صفاتِ الوہیت کی گستاخی، شانِ ربوبیت کا مذاق، اور عقیدہ توحید کی تحریف نظر آتی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا تصورِ خدا

مرزا قادیانی کے ملفوظات اور جملہ تحریرات میں اللہ تعالیٰ کو انسانی صفات کا حامل، مزاحیہ انداز میں بات کرنے والا، اور مرزا کے ذاتی مقاصد میں مشغول ایک" ذاتی خدا" کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ جیسے میں خود خدا ہوں، خدا کے بے شمار ہاتھ پیر ہیں، خدا آسمان سے اتر کر قادیان میں آگیا، میں خدا کا بیٹا ہوں وغیرہ وغیرہ

یہ کلمات کسی عام انسان کے نہیں بلکہ اس شخص کے ہیں جسے اس کے پیروکار" مسیح

موعود" اور" نبی" مانتے ہیں۔ یہ گستاخانہ جملے نہ صرف توحید کے عقیدے کی توہین ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عظمت، جلال، اور بے نیازی کی کھلی مخالفت ہیں۔

محمد علی مرزا جہلمی کا رویّہ

دوسری طرف محمد علی مرزا ابظاہر علمی گفتگو کرتا ہے، مگر اس کی باتوں میں توحید کا وہ تقدس اور ادب ناپید ہے جو اہلِ ایمان کا خاصہ ہوتا ہے۔ وہ "صوفیانہ تعبیرات"، "علماء امت کی تشریحات"، اور" کلامی اصولوں" کو مذاق بنا کر اللہ کی صفات کو عقلی چکر میں ڈال کر مسخ کرتا ہے۔ اس کا انداز ایسا ہوتا ہے جیسے خدا پر فلسفیانہ تبصرہ ہو رہا ہو، نہ کہ رب العالمین کے سامنے عاجزی سے ایمان کی بات ہو رہی ہو۔

اس کی گفتگو میں صفاتِ الٰہی، علمِ الٰہی، اور مشیتِ الٰہی پر بارہا ایسے انداز میں سوالات اٹھائے جاتے ہیں جن سے ایک عام مسلمان کا ایمان متزلزل ہو سکتا ہے۔

اس باب کا مقصد

اس باب میں ہم دلائل، حوالہ جات، اور دونوں مرزاؤں کی اصل عبارتوں کی روشنی میں ان کی توحید دشمنی، اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی، اور ان کے باطل نظریات کو بے نقاب کریں گے۔

ہم یہ واضح کریں گے کہ:

کس طرح مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ کو ایک" ذاتی معاون" کے طور پر پیش کیا۔

کس طرح محمد علی مرزا فلسفہ کی آڑ میں صفاتِ باری تعالیٰ پر حملہ آور ہوتا ہے۔

اور کس طرح ان دونوں نے امت کے سادہ مسلمانوں کے دلوں سے

توحید کی عظمت اور اللہ کے جلال کا احساس نکالنے کی کوشش کی۔

ایک فکری سوال

کیا ایک مسلمان ایسے شخص کو اپنا رہنما مان سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات پر طنز، تحریف، اور توہین کے پہلو نکالے؟ کیا ایک سچا مومن ایسے اقوال سن کر بھی خاموش رہ سکتا ہے جن میں رب العالمین کے لیے گھٹیا اور مضحکہ خیز الفاظ استعمال کیے جائیں؟ سوچیے! تھوڑا نہیں پورا سوچیے! یہ سوال ہر صاحبِ ایمان کے ضمیر کو جھنجھوڑتا ہے اور یہی اس باب کا بنیادی مقصد ہے۔

اب ہم اِس باب کے آئندہ صفحات پر مرزا غلام احمد قادیانی (مرزا سینئر) اور محمد علی مرزا جہلمی (مرزا جونیئر) کی جانب سے عقیدۂ توحید پر کیے گئے حملوں کے چند نمایاں نمونے پیش کریں گے۔

مرزا غلام قادیانی چونکہ اپنے نظریات کو کتب کی صورت میں محفوظ کر چکا ہے، اس لیے ہم اُس کی اصل تصانیف سے باقاعدہ حوالہ جات اور اقتباسات کے ساتھ اُس کے عقائد کا جائزہ لیں گے۔ جبکہ مرزا جونیئر (محمد علی مرزا) کا میدانِ اظہار سوشل میڈیا اور یوٹیوب ویڈیوز ہے، چنانچہ ہم اس کی ان ویڈیوز سے بعینہٖ وہی الفاظ پیش کریں گے جو اُس نے توحید کے بارے میں کہے تاکہ قاری خود ان کے طرزِ بیان، اندازِ فکر، اور خیالات کی حقیقت کو براہِ راست سمجھ سکے۔

ان اقتباسات پر ہم مدلل گفتگو پیش کریں گے، تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ ان دونوں افراد نے عقیدۂ توحید جو کہ اسلام کی روح ہے اس پر کس انداز سے حملہ آور ہونے کی جسارت کی ہے۔

منی خدا

مرزا سینئر اینڈ جونیئر کا خدائی دعویٰ

عام طور پر عوام الناس میں یہ تصور رائج ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی صرف نبوت کا دعویدار تھا۔ مگر حقیقت اس سے کہیں زیادہ سنگین اور ایمان سوز ہے۔ درحقیقت، مرزا قادیانی نے نہ صرف نبوت کا دعویٰ کیا بلکہ خود کو خدائی صفات کا حامل، بلکہ کئی مقامات پر خدائی مظہر تک قرار دیا، جس کی تصریحات اس کی تحریروں میں جا بجا موجود ہیں۔

ہم آنے والے صفحات میں اس دعویٰ خدائی کو اصل کتب کے حوالہ جات کے ساتھ تفصیل سے پیش کریں گے تاکہ حق آشکار ہو اور باطل بے نقاب۔

اسی طرح مرزا جونیئر محمد علی جہلمی کا طرزِ کلام اور اندازِ فکر بھی اسی خطرناک روش کی غمازی کرتا ہے۔ وہ اپنے مخصوص الفاظ، طنزیہ انداز، اور" فوق البشر فہم" کے دعووں کے ذریعے گویا منی خدا بننے کی کوشش کرتا ہے۔ اس نے اپنے آپ کو حق و باطل کا آخری معیار، اور اپنے فہم کو خدائی فہم کے مترادف قرار دیا اور یہ سب کچھ اس کی ویڈیوز میں واضح طور پر موجود ہے۔

ہم ان دونوں افراد کے خدائی دعووں کو ان کی اپنی زبان میں، ان کے اپنے الفاظ کے ذریعے قارئین کے سامنے رکھیں گے تاکہ کوئی شبہ باقی نہ رہے کہ یہ دونوں شخصیات صرف گمراہ نہیں بلکہ صریح فتنہ اور دین کے بنیادی عقائد کے منہدم کنندہ ہیں۔

مرزا سینئر اور مرزا جونیئر کا فتنہ الوہیت

اسلام کا عقیدہ توحید نہایت واضح، روشن اور خالص ہے: اللہ تعالیٰ وحدہٗ لا شریک ہے، نہ اُس کا کوئی مشابہ ہے، نہ اُس جیسا کوئی ہو سکتا ہے، نہ وہ کسی میں حلول کرتا ہے اور نہ کسی مخلوق میں اُس کی صفات منتقل ہو سکتی ہیں۔

یہ وہ بنیاد ہے جس پر پورا دین قائم ہے۔لیکن جب کوئی فتنہ پرور شخص خود کو خدا کہنے لگے یا خدائی صفات کا مدعی بنے تو یہ صرف کفر نہیں بلکہ سرکشی کی بدترین شکل ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا صریح دعویٔ خدائی

بہت سے لوگ مرزا قادیانی کو صرف ایک جھوٹا مدعی نبوت سمجھتے ہیں،لیکن اس کی تحریرات کا گہرائی سے مطالعہ یہ حقیقت واضح کرتا ہے کہ مرزا قادیانی نے نہ صرف نبوت بلکہ خدائی کا بھی دعویٰ کیا۔وہ اپنے کشوف وخوابوں کو وحی کا درجہ دے کر اپنے آپ کو ”اللہ“ قرار دیتا ہے،جیسا کہ درج ذیل اقتباسات میں صراحت سے موجود ہے:

"و رأيتنی فی المنام عينَ اللهِ و تيقنتُ أننی هو"

”میں نے خواب میں اپنے آپ کو عین اللہ(یعنی حقیقی اللہ) بنے دیکھا،اوریقین کرلیا کہ میں ہی وہ (اللہ) ہوں۔“

(روحانی خزائن، جلد 5،صفحہ 564،آئینہ کمالات اسلام)

”میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں،اوریقین کیا کہ وہی ہوں“

(روحانی خزائن، جلد 13،صفحہ 103،کتاب البریہ)

یہ کلمات خالص کفر،الحاد،اورصریح گمراہی پر مبنی ہیں۔ایک انسان کا یہ کہنا کہ ” میں اللہ ہوں“ ،محض خواب یا کشف کے پردے میں اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کے ساتھ کھلی توہین اور شرک ہے۔مرزا قادیانی نے خواب کو سچائی کا ذریعہ بنا کر اپنے نفس کو خدا بنا دیا نعوذ باللہ۔

مرزا جونیئر کا "منی خدا" بننے کا نظریہ

مرزا غلام قادیانی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے مرزا جونیئر جہلمی نے بھی ایک ویڈیو بیان میں ایسا کلام کیا ہے جو نہ صرف توحید کے منافی ہے بلکہ خدائی صفات کے انسانوں میں منتقل ہونے کے عقیدہ کو فروغ دیتا ہے۔ویڈیو میں وہ دعویٰ کرتا ہے:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم مجھے ساٹھ سال کی عمر دے دو، تو میں تمہیں جنت میں منی خدا (یعنی چھوٹا خدا، اللہِ اصغر) بنا دوں گا۔ اپنی تمام صفات بھی دے دوں گا، حتیٰ کہ کن فیکون کی صفت بھی عطا کر دوں گا۔"

یہ کلمات صرف خرافات نہیں بلکہ شرکِ جلی کی ایک جدید اور فلسفیانہ صورت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات اس کی ذاتی ملکیت ہیں، وہ کسی مخلوق کو اُن میں شریک نہیں کرتا:

لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَيۡءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ

ترجمہ کنزالایمان: اس جیسا کوئی نہیں، اور وہی سنتا دیکھتا ہے۔

(الشوریٰ: 11)

مرزا جونیئر کا یہ کہنا کہ انسان کن فیکون (یعنی "ہو جا" کہنے سے تخلیق کرنے) جیسی صفت حاصل کر سکتا ہے خالص شرکیہ عقیدہ ہے۔ یہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود جیسے باطل تصوف کے نظریات سے بھی زیادہ خطرناک دعویٰ ہے، کیونکہ یہ براہِ راست اللہ تعالیٰ کی الوہیت کے اشتراک کا اعلان ہے۔

ایک عقیدہ، دو چہرے

مرزا غلام قادیانی اور محمد علی مرزا جہلمی دونوں نے مختلف انداز میں خود کو الٰہی صفات کا حامل قرار دیا۔ ایک نے خواب میں "اللہ بننے" کا دعویٰ کیا، دوسرے نے جنت میں "منی خدا" بننے کی امید پر توحید کا تمسخر اڑایا۔

ایسے باطل دعوؤں کے سامنے خاموشی اختیار کرنا جرم ہے۔ امت مسلمہ کو بیدار ہونا ہوگا، تاکہ ایمان کی اصل، یعنی توحید، محفوظ رہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ان اقوال کو ان کے اصل ماخذ کے ساتھ عوام کے سامنے رکھا جائے تاکہ کسی کو بھی ان کے گمراہ کن نظریات کے

بارے میں شبہ نہ رہے۔

منی خدا کا عقیدہ، مرزا قادیانی کا گھڑا ہوا فتنہ

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے فکری وارثین نے عقیدۂ توحید کو جس بری طرح بگاڑا ہے، اس کی ایک نمایاں مثال "منی خدا" یعنی" چھوٹا خدا بننے" کا باطل نظریہ ہے، جسے آج مرزا جونیئر محمد علی مرزا ایک نئے لبادے میں پیش کر رہا ہے۔

یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ "منی خدا" کا یہ عقیدہ ہرگز نیا نہیں بلکہ اس کی جڑیں قادیانیت کے فلسفۂ نجات اور تصوف زدہ الحاد میں پیوست ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود جو جماعت احمدیہ کا دوسرا خلیفہ تھا اس عقیدے کو اپنی کتاب میں پوری وضاحت سے بیان کرتا ہے:

"نجات اللہ تعالیٰ کی صفات اپنے اندر پیدا کرنے کا نام ہے
درحقیقت نجات نام ہی ہے ان اعلیٰ صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے کا جو اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ یہ ایک غلط خیال ہے جو لوگوں کے دلوں میں پایا جاتا ہے کہ دوزخ سے بچ جانا یا جنت کا مل جانا نجات ہے۔ جنت کا ملنا تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص اپنے کسی دوست سے ملنے کیلئے جاتا ہے تو وہ اُس کے آگے کھانا رکھ دیتا ہے۔ اب کوئی کمینہ ہی ہوگا جو اپنے دوست سے ملنے کیلئے جائے اور پھر کہے کہ مجھے کھانا بھی کھلاؤ۔ کھانا وہ اپنی مرضی سے کھلاتا ہے ورنہ اس کا اصل مقصد اپنے دوست سے ملنا اور اس سے باتیں کرنا ہوتا ہے۔ اسی طرح جنت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنوں کو جو انعامات ملیں گے وہ ایک زائد چیز ہیں اور ایسے ہی ہیں جیسے دوست دوست سے ملنے کے لئے جاتا

ہے تو وہ اُس کے سامنے اچھے سے اچھا کھانا بھی رکھ دیتا ہے ورنہ نجات اصل میں جنت میں داخل ہونے کا نام نہیں بلکہ اُن صفات کا انسان کے اندر پیدا ہو جانا نجات ہے جو خدا تعالی میں پائی جاتی ہیں ۔جب ہم سفلی اثرات سے محفوظ ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنے اندر پیدا کر لیتے ہیں تو ہمیں اسی دنیا میں جنت مل جاتی ہے۔"

(انوار العلوم جلد 17، صفحہ 75 اسوہ حسنہ)

مرزا بشیر یہاں نجات کی عام اسلامی تعبیر کو رد کر کے ایک نیا فلسفہ پیش کرتا ہے کہ نجات دراصل اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنانے کا نام ہے۔ آگے وہ جنت کو محض ایک "ثانوی نعمت" قرار دیتا ہے، اور اصل مقصود کو الٰہی صفات کا حصول بتاتا ہے۔

اس فلسفے کے تحت قادیانیت کا یہ عقیدہ ابھرتا ہے کہ:

انسان خدائی صفات کا حامل بن سکتا ھے۔

نجات کا مطلب اللہ بننے جیسی صفات کو پانا ھے۔

جنت یا دوزخ دراصل غیر اھم تفصیلات ھیں۔

یہی وہ فکری بنیاد ہے جس پر محمد علی مرزا جہلمی کا بیان کھڑا ہے، جس میں وہ کہتا ہے:

"اللہ فرماتا ہے: مجھے ساٹھ سال کی عمر دے دو، میں تمہیں جنت میں منی خدا بنا دوں گا۔ اپنی تمام صفات، حتیٰ کہ 'کن فیکون' کی صفت بھی تمہیں عطا کر دوں گا۔"

گویا قادیانیت کا پرانا زہر اب ایک نئے برانڈ، ایک نئے لہجے اور جدید اسلوب میں دوبارہ پیش کیا جا رہا ہے لیکن باطل آج بھی باطل ہے، چاہے وہ کسی بھی زبان میں بیان ہو۔

اسلامی عقیدۂ توحید کی روشنی میں ردّ

اسلام کا عقیدہ واضح ہے:

وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا
ترجمہ کنزالایمان: اس کے سوا ان کا کوئی والی نہیں، اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

(سورۃ الکہف: 26)

اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات ذاتی اور کامل ہیں، نہ وہ کسی کو منتقل ہوتے ہیں، نہ ان میں کسی مخلوق کا اشتراک ممکن ہے۔

اللہ کی صفات کا "اپنے اندر پیدا کر لینا" یا انسان کا "کن فیکون" جیسی صفات کا حامل بن جانا یہ فکری شرک اور فلسفیانہ الحاد ہے، جس کی جڑیں صوفیت کے انحرافی رجحانات اور قادیانی فتنہ میں پیوست ہیں۔

خلاصۂ کلام

یہ حقیقت اب روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ "منی خدا" کا عقیدہ محمد علی مرزا کا اختراع نہیں بلکہ وہی پرانا قادیانی زہر ہے جو مرزا غلام قادیانی کے خاندان اور اس کے ماننے والوں نے گھڑا۔ مرزا جونیئر محض اسی باطل نظریے کو فکری رنگ میں دوبارہ زندہ کر رہا ہے۔

یہ فتنہ اگرچہ نئی شکل میں سامنے آیا ہے، مگر اس کی جڑیں مرزا قادیانی کی گمراہی اور تحریفِ توحید میں پیوست ہیں۔ ایسے عقائد کے رد اور ان کی جڑوں کو پہچاننا ہر مسلمان کا ایمانی فریضہ ہے۔

فانهمّ لا يقبلون الاصلاح فصرف الوقت فى نصحهم فى حكم إضاعة الوقت و طمع قبول الحق منهم كطمع العطاء من الضنين. و **رأيت** انه يحبّني و يصدّقني و يرحم عليّ و يشير الى أن عُكّازته معي و هو من الناصرين. **ورأيتني فى المنام عين الله و تيقنت أنني هو** ولم يبق لى ارادة و لا خطرة و لا عمل من جهة نفسي و صِرت كاناء منثلم بل كشيءٍ تأبّطه شيءٌ آخر و أخفاه فى نفسه حتى ما بقى منه اثر و لا رائحة و صار كالمفقودين. و أعنى بعين الله رجوع الظل إلى أصله و غيبوبته فيه كما يجرى مثل هذه الحالات في بعض الاوقات على المحبين. و تفصيل ذالك أن الله إذا أراد شيئًا من نظام الخير جعلني من تجلّياته الذاتية بمنزلة مشيّته وعلمه و جوارحه و توحيده و تفريده لإتمام مراده و تكميل مواعيده كما جرت عادته بالأبدال و الأقطاب و الصديقين. فرأيت أن روحه احاط عليَّ و استوى على جسمي و لفّني في ضمن وجوده حتى ما بقى منى ذرة و كنت من الغائبين. و نظرت الى جسدى فاذا جوارحي جوارحه و عيني عينه و أذني أذنه و لساني لسانه. أخذني ربى و استوفاني و أكدالاستيفاء حتى كنت من الفانين. ووجدت قدرته و قوته تفور فى نفسي وألوهيته تتموج فى روحي و ضُربت حول قلبي سرادقات الحضرة و دقق نفسي سلطان الجبروت، فما بقيت وما بقى إرادتي ولامناى. و انهدمت عمارة نفسي كلها و تراء ت عمارات رب العالمين. وانمحت أطلال وجودى و عفت بقايا أنانيتي و ما بقيت ذرة من هويتي، والألوهية غلبت عليّ غلبة شديدةً تامةً

خدا کا سایہ تیرے پر ہوگا اور وہ تیری پناہ رہے گا۔ آسمان بندھا ہوا تھا اور زمین بھی ہم نے دونوں کو کھول دیا۔ تو وہ عیسیٰ ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں ہوسکتا۔ ہم تجھے لوگوں کے لئے نشان بنائیں گے اور یہ امر ابتدا سے مقدر تھا۔ تو میرے ساتھ ہے۔ تیرا بھید میرا بھید ہے تو دنیا اور آخرت میں وجیہ اور مقرب ہے۔ تیرے پر انعام خاص ہے اور تمام دنیا پر تجھے بزرگی ہے۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ اس کے لئے وہ مقام ہے جہاں انسان اپنے اعمال کی قوت سے پہنچ نہیں سکتا تو میرے ساتھ ہے۔ تیرے لئے رات اور دن پیدا کیا گیا۔ تیری میری طرف وہ نسبت ہے جس کی مخلوق کو آگاہی نہیں۔ اے لوگو تمہارے پاس خدا کا نور آیا پس تم منکر مت ہو"۔

وغیرہ الخ۔ اور ان کے ساتھ اور مکاشفات ہیں جو ان کی تائید کرتے ہیں چنانچہ ایک کشف میں مَیں نے دیکھا کہ میں اور حضرت عیسیٰ ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ اس کشف کو بھی میں براہین میں چھاپ چکا ہوں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کی تمام صفات روحانی میرے اندر ہیں اور جن کمالات سے وہ موصوف ہوسکتے ہیں وہ مجھ میں بھی ہیں۔ اور پھر ایک اور کشف ہے جو آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴ و ۵۶۵ میں مدّت سے چھپ چکا ہے اس کو بعینہٖ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے ترجمہ:۔ میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں اور میرا اپنا کوئی ارادہ اور کوئی خیال اور کوئی عمل نہیں رہا اور میں ایک سوراخ دار برتن کی طرح ہوگیا ہوں

نجات اللہ تعالیٰ کی صفات اپنے اندر پیدا کرنے کا نام ہے

درحقیقت نجات نام ہی ہے اُن اعلیٰ صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے کا جو اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ یہ ایک غلط خیال ہے جو لوگوں کے دلوں میں پایا جاتا ہے کہ دوزخ سے بچ جانا یا جنت کا مِل جانا نجات ہے۔ جنت کا ملنا تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص اپنے کسی دوست سے ملنے کیلئے جاتا ہے تو وہ اُس کے آگے کھانا رکھ دیتا ہے۔ اَب کوئی کمینہ ہی ہوگا جو اپنے دوست سے ملنے کیلئے جائے اور پھر کہے کہ مجھے کھانا بھی کھلاؤ۔ کھانا وہ اپنی مرضی سے کھلاتا ہے ورنہ اِس کا اصل مقصد اپنے دوست سے ملنا اور اُس سے باتیں کرنا ہوتا ہے۔ اِسی طرح جنت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنوں کو جو انعامات ملیں گے وہ ایک زائد چیز ہیں اور ایسے ہی ہیں جیسے دوست دوست سے ملنے کے لئے جاتا ہے تو وہ اُس کے سامنے اچھے سے اچھا کھانا بھی رکھ دیتا ہے ورنہ نجات اصل میں جنت میں داخل ہونے کا نام نہیں بلکہ اُن صفات کا انسان کے اندر پیدا ہو جانا نجات ہے جو خدا تعالیٰ میں پائی جاتی ہیں۔ جب ہم سِفلی اثرات سے محفوظ ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنے اندر پیدا کر لیتے ہیں تو ہمیں اِسی دنیا میں جنت مِل جاتی ہے۔ اِسی کی طرف قرآن کریم کی اِس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے کہ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا [18] جو شخص اِس دنیا میں اندھا ہوگا وہ اگلے جہان میں بھی اندھا ہوگا۔ یعنی اگر کسی شخص نے صفاتِ الٰہیہ کا انعکاس اپنے آئینۂ قلب میں پیدا نہیں کیا اور اِس سِفلی زندگی کا وہ شکار ہو چکا ہے تو اگلے جہان میں بھی اُسے کوئی نُور نہیں ملے گا اور وہ اپنے آپ کو عذاب میں محسوس کرے گا کیونکہ اُس وقت حجاب اُٹھ چکا ہوگا اور اُسے علم عطا کر دیا جائے گا اور چونکہ اُس وقت اُسے اپنی نابینائی کا علم ہو جائے گا اِس لئے یہی احساس اُس کے لئے دُکھ اور عذاب کا موجب بن جائے گا۔ جیسے اگر کوئی شخص بیہوش ہو اور بیہوشی کی حالت میں ہی اُس کی آنکھیں ماری جائیں تو اُسے اس کا احساس نہیں ہوتا اور نہ کوئی تکلیف محسوس ہوتی ہے لیکن اگر اُسے ہوش آ جائے تو پھر یہی چیز اِس کے لئے دُکھ اور عذاب کا موجب بن جاتی ہے۔ اِسی طرح ایک شخص دنیا کی زندگی میں روحانی لحاظ سے اندھا ہوتا ہے مگر وہ سمجھتا نہیں کہ وہ اندھا ہے۔ ایک مدہوشی کی سی حالت اُس پر طاری رہتی ہے۔ لیکن

ساٹھ سالہ عبادت گزار

کیا ساٹھ سالہ عبادت گزار منی خدا بن سکتا ہے؟

مرزا جونیئر (انجینئر محمد علی مرزا) اپنے ویڈیو بیان میں یہ دعویٰ کرتا ہے کہ:

"اگر انسان ساٹھ سال اللہ کی عبادت کرے تو وہ جنت میں منی گاڈ (چھوٹا خدا) بن سکتا ہے، اللہ اپنی تمام صفات اسے عطا کر دے گا، حتیٰ کہ 'کن فیکون' (یعنی تخلیق کرنے) کی صفت بھی۔"

یہ بیان صرف غلو اور گمراہی پر مبنی نہیں بلکہ اسلام کے بنیادی عقیدے توحید و صفاتِ باری تعالیٰ پر صریح حملہ ہے۔ کیا محض ساٹھ سالہ عبادت کسی بندے کو اس مقام پر لے جا سکتی ہے کہ وہ رب العالمین کی صفات کا وارث اور خدائی قوتوں کا حامل بن جائے؟

اسلامی تعلیمات اس دعوے کو نہ صرف رد کرتی ہیں بلکہ اسے خطرناک فکری گمراہی قرار دیتی ہیں۔

حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں حقیقت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں عبادت کی قبولیت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ الرَّجُلَ لَيُصَلِّي سِتِّينَ سَنَةً، مَا تُقْبَلُ لَهُ صَلَاةٌ، لَعَلَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَلَا يُتِمُّ السُّجُودَ، وَيُتِمُّ السُّجُودَ وَلَا يُتِمُّ الرُّكُوعَ

ایک شخص ساٹھ سال نماز پڑھتا ہے مگر اس کی ایک بھی نماز قبول

نہیں ہوتی۔ممکن ہے وہ رکوع مکمل کرے لیکن سجدہ ناقص ہو، یا سجدہ مکمل کرے مگر رکوع ادھورا رہ جائے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الصلاۃ، جلد 1، صفحہ 257)

یہ حدیث اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ عبادت کی مدت نہیں بلکہ اخلاص، خشوع، اور اتباعِ سنت ہی اصل پیمانہ ہے۔ اگر ساٹھ سال کی نمازیں بھی معیارِ قبولیت پر پوری نہ اتریں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ محض ساٹھ سال عبادت سے انسان" خدا" بن جائے نعوذ باللہ؟

عبادت کا مقصد: بندگی، نہ کہ خدائی

اسلام میں عبادت کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس کو توڑ کر، عاجزی کے ساتھ، رب کے در پر جھکے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

ترجمہ کنزالایمان: اور میں نے جن اور آدمی اپنے ہی لیے بنائے کہ میری بندگی کریں۔

(الذاریات:56)

عبادت کا مقصد بندگی ہے، نہ کہ خدائی کا حصول۔ اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتی اور ابدی ہیں، وہ کسی کو نہ اپنی الوہیت سونپتا ہے، نہ کسی کو اپنی صفات کا وارث بناتا ہے۔

عبادت کی اصل اور مرزائی مغالطہ

مرزا جونیئر کی طرف سے پیش کردہ یہ نظریہ کہ انسان" ساٹھ سالہ عبادت" کے بعد"منی گاڈ" بن سکتا ہے ایک قادیانی نظریے کی تجدید ہے، جیسا کہ اس سے پہلے مرزا قادیانی اور اس کے بیٹے نے انسان میں" صفاتِ الٰہی" پیدا ہو جانے کو" نجات" قرار دیا تھا۔ یہ سب فتنہ پرور لوگ

اسلامی عقیدے کی روح کو مسخ کر کے" خدائی" کے منصب کو انسانوں میں بانٹنے کے داعی ہیں، جوکہ نہ صرف توہین ربّ العالمین ہے بلکہ امتِ مسلمہ کے ایمان پر کھلا حملہ ہے۔

ساٹھ سال کی عبادت بھی مردود ہو سکتی ہے

مذکورہ بالا حدیث سے چند نتائج اخذ ہوتے ہیں کہ:

(1) عبادت کی مدت انسان کو خدا نہیں بناتی۔

(2) عبادت کی مقدار، اگر شریعت کے مطابق نہ ہو، تو وہ مردود ہو سکتی ہے۔

(3) انسان ہمیشہ عبد (بندہ) ہے، اور اللہ ہمیشہ معبود (خالق و مالک) ہے۔

صحابہ کرام و اولیاء اللہ کی عبادتیں مگر کبھی دعویٰ خدائی نہیں کیا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاءِ اُمت، عبادت، زہد، اخلاص اور خشیتِ الٰہی میں ایسی بلندیاں رکھتے تھے جن تک آج کوئی پہنچ بھی نہیں سکتا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ۔ ہر لمحہ اللہ سے ڈرتے تھے، فرمایا کرتے:" کاش میں درخت ہوتا جسے کاٹا جاتا، اور اس کا حساب نہ لیا جاتا!"

حضرت عمر فاروقؓ۔ راتوں کو روتے، خود کو ملامت کرتے، فرمایا:" اگر تمام انسان جنت میں چلے جائیں اور صرف ایک جہنمی باقی ہو، تو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ میں نہ ہوں۔"

صحابہ اور اولیاء، جو عبادت، علم اور قربِ الٰہی میں کامل تھے، انہوں نے کبھی خدا بننے کا تصور تک نہیں کیا انبیاء علیہم السلام نے خود کو بندہ کہا، خدا بننے کا یا خدائی صفات کے وارث بننے کا کبھی دعویٰ نہ کیا مرزا قادیانی و مرزا جہلمی کا یہ کہنا کہ" ساٹھ سال عبادت سے انسان کن فیکون کی طاقت پا سکتا ہے" قرآن، حدیث اور سیرتِ صالحین کے خلاف کھلی بغاوت ہے۔

فلمح بمؤخر عينه إلى رجل لا يقيم صلبه في الركوع والسجود فلما قضى النبي ﷺ الصلاة قال: يا
معشر المسلمين لا صلاة …

٢٩٥٨ ـ حدثنا أبو … بن خلاد عن أبيه عن
عمه وكان بدرياً قال: كنا … فيفة لا يتم ركوعاً ولا
سجوداً ورسول الله ﷺ … النبي ﷺ فقال: أعد
فإنك لم تصل قال: ففعل … ان في الرابعة قال: يا
رسول الله علمني فقد والله … م كبر ثم اقرأ ثم اركع
حتى تطمئن راكعاً ثم ار … اجلس حتى تطمئن
جالساً فإذا فعلت ذلك فقد … ك.

٢٩٥٩ ـ حدثنا أبو … عيد عن أبي هريرة أن
رجلاً دخل المسجد فصلى … ه فقال وعليك ارجع
فصل فانك لم تصل بعد … في الثالثة فعلمني يا
رسول الله فقال: إذا قمت … قرأ بما تيسر معك من
القرآن ثم اركع حتى تطمئن … مئن ساجداً ثم ارفع
حتى تستوي قائماً أو قال …

٢٩٦٠ ـ حدثنا عف … عيد بن المسيب عن
أبي سعيد الخدري أن ال … قالوا: يا رسول الله
كيف يسرقها؟ قال: لا يتم …

٢٩٦١ ـ حدثنا شب … ثابت عن أنس قال:
وصف لنا أنس صلاة النبي … توى قائماً حتى رأى
بعضنا أنه قد نسي قال: …

٢٩٦٢ ـ حدثنا أبو … أبا مسعود الأنصاري
في بيته فقلنا له حدثنا عن … ضع كفيه على ركبتيه
وجعل أصابعه أسفل من … أسه ثم قال سمع الله
لمن حمده فقام حتى استوى … فلما قضاهما قال
هكذا رأيت رسول الله ﷺ يصلي.

الكتاب المصنف
في
الأحاديث والآثار

للإمام الحافظ
أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة الكوفي العبسي
المتوفى سنة ٢٣٥ هـ

تقديم وضبط
كمال يوسف الحوت

الجزء الأول

دار التاج

٢٩٦٣ ـ حدثنا عبدة بن سليمان عن محمد بن عمرو عن أبي سلمة عن أبي هريرة قال: إن الرجل ليصلي ستين سنة ما تقبل له صلاة لعله يتم الركوع ولا يتم السجود ويتم السجود ولا يتم الركوع.

صفتِ کن فیکون

الٰہی صفت "کُنْ فَیَکُوْنُ" کی حقیقت

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ کو کئی مقامات پر اس انداز سے بیان فرمایا:

إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَن يَقُولَ لَهُ كُن فَيَكُونُ

ترجمہ کنزالایمان: اس کا کام تو یہی ہے کہ جب کسی چیز کو چاہے تو اس سے فرمائے ہو جاوہ فوراً ہو جاتی ہے۔

(سورۃ یٰس:82)

یہ صفت خالص اللہ تعالیٰ کی ذاتی اور ابدی صفت ہے، جس کا تعلق تخلیق، ارادہ اور حکمِ مطلق سے ہے۔ قرآن کے مطابق "کن فیکون" کا تعلق اللہ کے ارادۂ تکوینی سے ہے، جو کسی مخلوق کے اختیار سے ماوراہے۔

مرزا غلام قادیانی کا دعویٰ کُنْ فَیَکُوْنُ

مرزا قادیانی نے نہ صرف نبوت و الوہیت کا دعویٰ کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ کی یہ خاص صفت بھی اپنے لیے مخصوص کی۔

وہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

إِنَّمَا أَمْرُكَ إِذَا أَرَدتَ شَيْئًا أَنْ تَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ

یعنی اے مرزا قادیانی جب بھی تو کسی چیز کا ارادہ کرتے تو بس کن کہا کر تو فیکون وہ کام ہو جایا کرے گا۔

(روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 714)

یعنی اللہ تعالیٰ کا جو اسلوب قرآن میں استعمال ہوا، بعینہ وہی انداز مرزا قادیانی اپنے لیے نقل کر رہا ہے۔

گویا مرزا قادیانی نہ صرف وحی کا دعویدار ہے بلکہ تخلیقی حکم کی صفات جو صرف اللہ کی ذات کے لائق ہیں اپنے لیے مخصوص کرتا ہے۔ یہ دعویٰ صریح شرک، کفر، اور عقیدۂ توحید کی جڑ کاٹنے کے مترادف ہے۔

مرزا جونیئر کا دعویٰ کن فیکون

محمد علی مرزا نے اسی قادیانی نظریے کو نئی زبان میں دہراتے ہوئے کہا:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم مجھے ساٹھ سال کی عبادت دے دو، تو میں تمہیں کن فیکون کی صفت عطا کر دوں گا، یعنی چھوٹا خدا (منی گاڈ) بنا دوں گا۔"

(ویڈیو اقتباس)

یہ الفاظ فکری الحاد، خفیہ شرک، اور عقیدہ توحید کی تحریف کا بدترین نمونہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات نہ مخلوق میں منتقل ہو سکتی ہیں، نہ مخلوق اس کی ذات میں شریک ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا ۖ لَهُ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ ۚ مَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا

ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ اللہ خوب جانتا ہے وہ جتنا ٹھہرے اسی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمینوں کے سب غیب، وہ کیا ہی دیکھتا اور کیا ہی سنتا ہے اس کے سوا ان کا کوئی والی نہیں، اور وہ اپنے حکم میں کسی

کو شریک نہیں کرتا۔

(سورۃ الکہف:26)

”کن فیکون“ نہ کوئی معمولی صفت ہے، نہ بندے کی عبادت کا انعام، بلکہ یہ صرف اسی ہستی کی شان ہے جو خالق کائنات ہے، جس کے کُن کہنے سے آسمان و زمین وجود میں آتے ہیں۔

خدائی کے فریب میں لپٹا شرکِ اکبر

مرزا غلام قادیانی اور مرزا جونیئر محمد علی مرزا دونوں نے وحی، صفاتِ الٰہی، اور تخلیق کے اختیار جیسے خالص ربانی افعال کو اپنے یا کسی بندے کے لیے ثابت کیا، جو کہ عقیدۂ توحید کی کھلی مخالفت ہے۔

یہ دونوں شخصیات خود کو الٰہی صفات کا مظہر، یا مستحق قرار دے کر ربوبیت کی نقالی کر رہے ہیں۔ یہ وہی باطل سوچ ہے جس کے خلاف قرآن نے بارہا انبیاء کی زبان سے اعلان کروایا:

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا

ترجمہ کنزالایمان: تو فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔

(سورۃ الکہف:110)

جنت میں خواہش کا پورا ہونا "کن فیکون" نہیں ہوتا

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جنت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ

ترجمہ کنزالایمان: ان کے لیے ہے اس میں جو چاہیں اور ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ ہے۔

(ق:35)

مگر یاد رکھیں:

یہ سب نعمتیں اللہ کے عطا کرنے سے ہوں گی، جنتی انسان خالق نہیں بنے گا، نہ وہ اپنی مرضی سے کسی چیز کو تخلیق کرے گا، نہ وہ خود کسی کو "ہو جا" کہے گا اور وہ چیز وجود میں آجائے گی۔ بلکہ یہ سب اللہ کی قدرت، اجازت اور مشیت سے ہوگا۔

تنبیہ برائے اہلِ ایمان

ایسے فتنہ پرور افراد، چاہے وہ "نبی" کہلائیں یا "انجینئر"، جب اللہ کی صفات کو مخلوق میں بانٹنے کی بات کریں تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ وہ صرف زبان سے نہیں، عقیدے سے اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔

امت مسلمہ کو ایسے گمراہ فتنوں سے بچانے کے لیے ان کی اصل تحریروں، ویڈیوز، اور عقائد کو بے نقاب کرنا فرضِ عین ہے۔

الحديد. إنّي مع الأفواج آتيك بغتة. إني مع الرسول أجيب، أخطى☆ وأصيب. وقالوا أنّٰى لك هٰذا؟ قل هو اللّٰه عجيبٌ. جاء ني آيل+ واختار، وأدار إصبعه وأشار. إنّ وعد اللّٰه أتٰى، وركل وركى، فطوبٰى لمن وجد ورأى. الأمراض تشاع والنفوس تضاع. إنّي مع الرسول أقوم، أفطر❁ وأصوم، ولن أبرح الأرض إلى الوقت المعلوم، وأجعل لك أنوار القدوم، وأقصدك وأروم، وأعطيك ما يدوم. إنّا نرث الأرض نأكلها من أطرافها. ونُقلوا إلى المقابر. ظفر من اللّٰه وفتح مبين. إن ربى قويّ قدير، إنه قويّ عزيز. حلّ غضبه على الأرض. إنّي صادق صادق، وسيشهد اللّٰه لي. (ترجمة الهندى): اٰتنا ياربَّنا الأزليّ الأبديّ آخذًا للسلاسل. ضاقت الأرض بما رحبت. ربِّ إني مغلوب فانتصِرْ، فَسَحِّقْهم تسحيقًا. (ترجمة الهندى): قوم بعدوا من طريق الحياة الإنسانية. إنّما أمرك إذا أردت شيئا أن تقول له كن فيكون. (ترجمة الهندى): لمّا كنتَ تدخل في منزلي مرّة بعد مرّة، فانظر هل مطَر سحاب الرحمة أو لا. إنّا أمَتْنا أربعة عشر دوابًّا. ذالك بما عصوا وكانوا يعتدون. (ترجمة الفارسي): إنّ مآل الجاهل جهنم، فإن الجاهل قلّ أن تكون له عاقبة الخير. حصل لي الفتح، حصل لي الغلبة. إني أُمِّرتُ من الرحمٰن، فأْتوني،

☆ سبحانه وتعالى من أن يخطى، فقولُه "أخطى" قد ورد علٰى طريق الاستعارة كمثل لفظ التردد المنسوب إلى اللّٰه تعالٰى في الأحاديث. منه

+ المراد من الآيل جبرئيلُ عليه السلام، وكذالك فهّمني ربّي، ولمّا كان الأَوْل والإيابُ من صفات جبرئيل عليه السلام فلذالك سُمّي بالآيل في كلام اللّٰه تعالٰى. منه

❁ فيه إشارةٌ إلٰى عذاب الطاعون إلٰى وقتٍ، ثم تأخيرِه إلٰى وقت، كأنّ اللّٰه يُفطر ويصوم. منه

مرزا قادیانی اور مرزا جہلمی کا مشترکہ عقیدہ
اللہ کی صفات میں مخلوق کی شرکت

اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں یکتا، بے نیاز، اور ہر عیب ونقص سے پاک ہے۔ اس کا کوئی شریک، نظیر یا مثیل نہیں۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی (مرزا سینئر) اور محمد علی مرزا جہلمی (مرزا جونیئر) دونوں نے عقیدۂ توحید پر زہر آلود حملہ کرتے ہوئے یہ گمراہ کن نظریہ پیش کیا کہ:

"اللہ تعالیٰ انسان کو اپنی صفات میں شریک کرتا ہے اور اپنی ذاتی صفات اُس کو عطا کر دیتا ہے۔"

یہ عقیدہ صرف گمراہی نہیں بلکہ کھلا شرک اور کفر ہے۔ یہ لوگ انسان کو "مظہرِ خدا"، "منی گاڈ"، اور یہاں تک کہ "اللہ کا بیٹا" یا "اللہ کی بیوی" جیسے صریح کفریہ نظریات کے قریب لے جا چکے ہیں جنہیں ہم اب دلائل کے ساتھ تفصیل سے بیان کریں گے۔ ان مرزوں کے نزدیک اللہ کی صفات میں انسان بھی شامل ہیں۔

1. زندہ کرنے اور مارنے کی صفت (اَلْمُحْيِي وَالْمُمِيت) مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے "زندہ کرنے" اور "مارنے" کا اختیار دیا ہے۔ اسی نظریے کو مرزا جہلمی بھی "روحانی اثرات" اور "الٰہی صفات" کے عنوان سے پھیلاتا ہے۔

2. تخلیق کائنات کی صفت (الخالق)

3. صفتِ "حی و قیوم" ہمیشہ زندہ اور قائم رکھنے والا

مرزا قادیانی نے اپنی بعض تحریروں میں اپنے آپ کو "قیوم" اور "باقی رہنے والا" قرار

دیا۔مرزا جہلمی کا کہنا کہ انسان کو اللہ اپنی تمام صفات عطا کرے گا، اس میں یہ صفات بھی شامل ہو جاتی ہیں جو کہ صریح الحاد و شرک ہیں۔

مزید کفریہ عقائد جنہیں ہم آگے تفصیل سے بیان کریں گے:

مرزا قادیانی کا دعویٰ: میں خدا کا بیٹا ہوں

مرزا قادیانی کا دعویٰ: میں خدا کی بیوی ہوں

مرزا قادیانی کی صریح گستاخیاں

مرزا جہلمی کی طرف سے بھی اللہ کی صفات کا تمسخر

خلاصۂ کلام

مرزا سینئر قادیانی اور مرزا جونیئر جہلمی کا باطنی اشتراک شرکِ صفاتی، الحاد اور خدائی کی نقالی پر مبنی ہے۔ یہ دونوں شخصیات اللہ تعالیٰ کی صفاتِ خاصہ کو مخلوق میں بانٹنے، اور انسان کو ربوبیت کے مقام پر پہنچانے کی باتیں کرتے ہیں جو کہ اسلام میں ناقابل معافی جرم ہے۔ اب ہم ان دعووں کی اصل تحریریں، وڈیوز اور نصوص سامنے لا کر ان کی حقیقت اور اسلام سے ان کا تضاد دلائل کے ساتھ ثابت کریں گے۔

اب ہم آئندہ صفحات میں مرزا سینئر غلام قادیانی اور مرزا جونیئر کی بہت سے کفریہ شرکیہ عقائد پیش کر رہے ہیں جو کہ اللہ پاک کی شان میں صریح گستاخیاں ہیں۔مرزا قادیانی کی تو کتب موجود ہیں ان کتب کے اصل سکین بھی ہم ساتھ ساتھ لگاتے جا رہے ہیں جبکہ مرزا جونیئر کے وڈیوز کلپ ہیں جن کے اندر وقتاً فوقتاً وہ مرزا قادیانی کی اتباع کرتے ہوئے اللہ کی شان میں گستاخیاں کرتا رہا ہے، یہ تو چند گستاخیاں ہیں جو ہم نے اس کے وڈیو کلپس میں دیکھی ہیں اگر اس کی تمام وڈیوز کو بغور سنا جائے تو ہزارہا گستاخیاں برآمد ہوں گی۔اللہ پاک انجینئر مرزا اور اس کے پیروکاروں کو ہدایت عطا فرمائے اور دین اسلام کی حقیقی روشنی سے منور فرمائے

زندہ کرنے اور مارنے کی صفت

عقیدۂ توحید کا ایک بنیادی اور غیر متبدل اصول یہ ہے کہ زندگی دینا اور موت دینا صرف اللہ رب العزت کا خاص اور ابدی اختیار ہے۔

قرآن مجید واضح اعلان کرتا ہے:

اللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

ترجمہ کنز الایمان: ،اور اللہ جِلاتا اور مارتا ہے اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

(آلِ عمران:156)

مرزا قادیانی کا صریح دعویٰ

اس قرآنی حقیقت کے بالکل برخلاف، مرزا غلام احمد قادیانی نے خدا کی ذاتی صفت **الْمُحْيِي وَالْمُمِيت** کو اپنے لیے مخصوص کر کے نہ صرف حدودِ بندگی کو پامال کیا بلکہ ایک ایسا دعویٰ کیا جو کسی نبی، ولی یا فرشتہ نے بھی نہیں کیا۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

وَأُعْطِيتُ صِفَةَ الْإِفْنَاءِ وَالْإِحْيَاءِ مِنَ الرَّبِّ الْفَعَّالِ

اور مجھے فنا کرنے اور زندہ کرنے کی صفت ربّ فعّال کی طرف سے عطا ہوئی ہے۔

(روحانی خزائن، جلد 16، صفحہ 55-56)

کیا انسان کو خدا کی صفات عطا ہو سکتی ہیں؟

یہ دعویٰ کئی لحاظ سے نہایت سنگین شرک اور کفریہ مفہوم کا حامل ہے۔ زندگی اور موت اللہ

تعالیٰ کی ایسی صفت ہے جو کسی مخلوق کو دی ہی نہیں جا سکتی۔

قرآن میں ارشاد ہے:

لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجمہ کنزالایمان: اسی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت، جِلاتا ہے اور مارتا اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

(الحدید:2)

یہ صفت اللہ کے ارادۂ تکوینی سے تعلق رکھتی ہے، یعنی وہ محض اپنے ارادہ وکلمہ "کن" سے کسی کو وجود میں لاتا یا موت دیتا ہے۔ اگر کوئی بندہ یہ دعویٰ کرے کہ" مجھے زندہ ومردہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے" تو یہ اللہ کی توحیدِ افعال میں کھلا شرک ہے۔ سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کیوں خطرناک ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عقیدہ قرآن کے بنیادی اصول کے خلاف ہے۔ یہ صفت نہ کسی نبی کو دی گئی، نہ کسی فرشتہ کو، نہ کسی ولی کو تو مرزا کو کیسے دی گئی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی عظیم ترین ہستی نے کبھی نہیں کہا:" مجھے زندہ اور مردہ کرنے کی طاقت دی گئی ہے"۔

بلکہ قرآن نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہلوایا:

قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ میں اپنی جان کے بھلے برے کا خود مختار نہیں مگر جو اللہ چاہے۔

(الاعراف:188)

مرزا جونیئر (جہلمی) کی مماثل سوچ

مرزا جہلمی کا یہ کہنا کہ:

”اگر ساٹھ سال عبادت کی جائے تو اللہ تمہیں اپنی تمام صفات دے دے گا، یہاں تک کہ کن فیکون کی طاقت بھی عطا ہو گی“

یہ وہی شرکیہ سوچ ہے جو مرزا قادیانی کے ”زندگی و موت دینے“ والے عقیدے کا تسلسل ہے۔ دونوں شخصیات ایک ہی زہر کو مختلف بوتلوں میں پیش کر رہے ہیں۔ یہ خدائی صفات تو اللہ نے انبیاء علیھم السلام کے لیے وعدہ نہیں کیا کہ اپنی صفات ذاتیہ دنیا کی زندگی میں یا آخرت کی زندگی میں دے گا بلکہ یہ صفات الٰہیہ حقیقیہ صرف اور صرف اللہ جل شانہ کے لیے ہیں کسی بھی مخلوق کو یہ صفات نہیں ملیں اور نہ ملیں گی۔

نتیجہ

مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ ”مجھے زندہ کرنے اور فنا کرنے کی صفت دی گئی ہے“، اسلام کے بنیادی عقیدۂ توحید کے خلاف، کفریہ اور مرتدانہ کلمات پر مبنی ہے۔ مرزا جہلمی کا ”صفاتی خدا“ کا تصور اسی قادیانی فکر کا جدید نمونہ ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ایسے افراد اور ان کے ماننے والوں سے بریّت کا اعلان کریں، اور ان کے عقائد کو گمراہی و فتنہ سمجھیں۔

النسـاء والرجال ۔فجعلنی مظهر المسیح عیسی

وزنان رحم کرده آید پس مرا جائے ظہور مسیح عیسےٰ

عورتوں پر رحم کیا جائے پس مجھ کو مسیح عیسےٰ

ابن مریم لدفع الضرّ وابادة مواد الغواية ۔

ابن مریم کرد تا کہ مادہ ہائے ضرر وگمراہی را دور فرماید

بن مریم کا مظہر بنایا تا کہ ضرر اور گمراہی کے مادوں کو دور فرماوے

وجعلنی مظهر النبی المهدی احمد اکرم

و مرا مظہر مہدی احمد اکرم فرمود

اور مجھ کو مہدی احمد اکرم کا مظہر بنایا

لافاضة الخير واعادة عهاد الدراية والهداية ۔

کہ تا بمردم خیررا برساند و باران درایت و ہدایت را دوبارہ فرستد

تا کہ لوگوں کو فائدہ پہنچاوے اور درایت اور ہدایت کی بارش کو دوبارہ اتارے

وتطهير الناس من دَرَنِ الغفلة والجناية ۔

و مردم را از چرک غفلت وگناہگاری پاک کند

اور لوگوں کو غفلت اور گناہگاری کے میل سے پاک کرے

فَجِئْتُ فی الحلتين المهزودتين المصبّغتين

پس من در دو حلہ زرد رنگ آمدہ ام کہ رنگین ہستند

پس میں زرد رنگ والے دو لباسوں میں آیا ہوں

بصبغ الجلال وصبغ الجمال ۔ واعطيت صفة

برنگ جلال و رنگ جمال ۔ و دادہ شدم صفت

جو جلال اور جمال کے رنگ سے رنگے ہوئے ہیں اور مجھ کو

الافنـاء والاحيـاء من الـرب الفعال ۔ فـامـا الـجلال

فانی کردن وزندہ کردن از پروردگارے کہ بر ہر کار قادر است۔ مگر جلالے کہ دادہ شدم

فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے اور یہ صفت خدا کی طرف سے مجھ کو ملی ہے لیکن وہ جلال

الـذی اعـطيـت فهـو اثـرٌ لبـروزی الـعيسـوی مـن

پس آں اثر آں بروز من است کہ عیسوی است از

جو مجھ کو دیا گیا ہے وہ میرے اس بروز کا اثر ہے جو عیسوی بروز ہے اور جو خدا کی

الـلّـه ذی الجلال☆ ۔ لابيـد بـهٖ شـر الشـرک الموّاج

خدائے کہ ذوالجلال است تامن آں بدی شرک را نیست کنم کہ موج زن

طرف سے ہے تا کہ میں اس شرک کی بدی کو نابود کروں جو

الـمـوجـود فـی عقـائد اهل الضلال ۔الـمشـتـعل بكمال

و موجود در عقائد گمراہان است و بکمال اشتعال

گمراہوں کے عقیدوں میں موج مار رہی ہے اور موجود ہے اور اپنی پوری بھڑک میں

الاشـتـعـال ۔ الـذی هـو اكبـر من كل شـرٍّ فـی

مشتعل است آنکہ در چشم خدائے دانندہ احوال از ہر شر

بھڑک رہی ہے اور جو حالات کے جاننے والے خدا کی نظر میں ہر ایک بدی سے

☆ قـد قلت غير مرة انـی مـااتيـت بـالسيف ولاالسـنان. وانما اتيت بالأيات

بارہا گفتہ ام کہ من بہ تیغ و نیزہ نیامدہ ام وجز ایں نیست کہ آمدن من بہ نشانہا ست

میں نے کئی دفعہ بتلایا ہے کہ میں تلواروں اور نیزوں کے ساتھ نہیں آیا ہوں بلکہ میرے پاس نشان ہیں اور

والـقوة الـقـدسية وحسـن البيـان. فـجـلالـی من السماء لا بالجنود والاعوان. منه

و قوت قدسیہ وحسن بیان۔ پس جلال من از آسمان است نہ بہ لشکرہا ومددگاراں۔منہ

قوت قدسیہ اور حسن بیان ہے۔ پس میرا جلال آسمانی ہے نہ کہ لشکروں کے ساتھ۔منہ

مرزا قادیانی خالق کائنات

مرزا قادیانی دعویٰ کرتا ہے کہ: ”میں خالق کائنات ہوں“ یہ بات اس نے بڑی تفصیل کے ساتھ عربی زبان میں روحانی خزائن جلد 5، صفحہ 564 تا 566 پر بھی کی ہے لیکن ہم اس کی اردو زبان میں لکھی ہوئی عبارت پیش کر رہے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

اِس اثناء میں مَیں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی روح مجھ پر محیط ہوگئی اور میرے جسم پر مستولی ہو کر اپنے وجود میں مجھے پنہاں کرلیا۔ یہاں تک کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہا اور میں نے اپنے جسم کو دیکھا تو میرے اعضاء اس کے اعضا اور میری آنکھ اس کی آنکھ اور میرے کان اس کے کان اور میری زبان اس کی زبان بن گئی تھی۔ میرے ربّ نے مجھے پکڑا اور ایسا پکڑا کہ میں بالکل اس میں محو ہوگیا اور میں نے دیکھا کہ اس کی قدرت اور قوت مجھ میں جوش مارتی اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے۔ حضرت عزت کے خیمے میرے دل کے چاروں طرف لگائے گئے اور سلطان جبروت نے میرے نفس کو پیس ڈالا۔ سو نہ تو مَیں مَیں ہی رہا اور نہ میری کوئی تمنا ہی باقی رہی۔ میری اپنی عمارت گر گئی اور ربّ العالمین کی عمارت نظر آنے لگی اور الوہیت بڑے زور کے ساتھ مجھ پر غالب ہوئی اور میں سر کے بالوں سے ناخن پا تک اس کی طرف کھینچا گیا۔ پھر میں ہمہ مغز ہوگیا جس میں کوئی پوست نہ تھا اور ایسا تیل بن گیا کہ جس میں کوئی مَیل نہیں تھی اور

مجھ میں اور میرے نفس میں جدائی ڈال دی گئی۔پس میں اس شے کی طرح ہوگیا جو نظر نہیں آتی یا اس قطرہ کی طرح جو دریا میں جا ملے اور دریا اس کو اپنی چادر کے نیچے چھپالے۔اس حالت میں مَیں نہیں جانتا تھا کہ اس سے پہلے مَیں کیا تھا اور میرا وجود کیا تھا۔الوہیت میری رگوں اور پٹھوں میں سرایت کرگئی۔

(روحانی خزائن جلد 13 ،صفحہ 104)

یہ بیان خالص وحدت الوجود،حلول اور الہ بننے کا اعلان ہے۔مرزا قادیانی کے اس بیان کا مفہوم واضح ہے:(1)اللہ تعالیٰ کی ذات (معاذ اللہ) اس کے جسم پر"مستولی" ہو گئی۔(2)مرزا کے اعضاء خدا کے اعضاء بن گئے۔(3)یہاں تک کہ وہ خود الوہیت کا مظہر نہیں بلکہ"خود اللہ" بن گیا۔ یہ صریح عقیدۂ حلول ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا کسی انسان میں داخل ہو جانا، جوکہ اسلامی عقیدۂ توحید کے بالکل منافی ہے۔

دعویٰ: "میں نے چاہا کہ کائنات از سر نو تخلیق کروں"

اگرچہ آپ نے اوپر کے اقتباس میں اس بات کا خلاصہ ملاحظہ فرمایا،لیکن اس دعوے کی تائید مرزا قادیانی کی دیگر عبارتوں سے بھی ہوتی ہے جن میں وہ اپنے آپ کو خالق، فاعل مختار اور الوہیت کا مظہر قرار دیتا ہے۔

مثلاً وہ لکھتا ہے:

"میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں"

(روحانی خزائن، جلد 13 ،صفحہ 103)

اور پھر انہی روحانی مشاہدات (کشفیات) کے تحت، وہ یہ نظریہ پیش کرتا ہے کہ:

”اب میں جو کچھ کروں گا، وہ خدا کا فعل ہو گا۔“ یہ ایک بہت ہی خطرناک، گمراہ کن اور الحادی عقیدہ ہے، کیونکہ اس کے ذریعے مرزا نے:

اپنے تمام افعال کو اللہ کا فعل قرار دیا۔ اور نتیجتاً کائنات کی تخلیق کو بھی اپنی طرف منسوب کرنے کی بنیاد رکھ دی۔ خالق کائنات“ صرف ایک ہی ہے اللہ وحدہٗ لاشریک۔

قرآن پاک میں بارہا تاکید کی گئی ہے کہ:

اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ

ترجمہ کنزالایمان: اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، اور وہ ہر چیز کا مختار ہے۔

(الزمر:62)

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۚ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ

ترجمہ کنزالایمان: اے لوگو! اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو کیا اللہ کے سوا اور بھی کوئی خالق ہے کہ آسمان اور زمین سے تمہیں روزی دے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، تو تم کہاں اوندھے جاتے ہو۔

(فاطر:3)

وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو۔

(الصافات:96)

کائنات کی تخلیق یا اس میں ذرہ برابر تصرّف کرنا بھی صرف اور صرف اللہ کے لیے مخصوص ہے۔ کسی انسان، نبی، فرشتہ یا ولی کے لیے اس کا دعویٰ کرنا شرکِ اکبر ہے۔

انبیاء وصحابہ نے کبھی ایسا دعویٰ نہیں کیا!

نبی اکرم ﷺ جنہیں "بدر الدجیٰ، شفیع الوریٰ، سید الانبیاء" کہا گیا، انہوں نے کبھی نہیں کہا: "میں اللہ میں فنا ہو گیا، میرا ہاتھ اس کا ہاتھ بن گیا، میں نے کائنات کو ازسرِ نو تخلیق کیا"

حضرت موسیٰؑ، جن سے اللہ نے کلام کیا، وہ بھی صرف کہتے تھے:

قَالَ رَبِّ إِنِّي لَا أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي وَأَخِي ۖ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ

ترجمہ کنز الایمان: موسیٰ نے عرض کی کہ اے رب! میرے مجھے اختیار نہیں مگر اپنا اور اپنے بھائی کا تو تو ہم کو ان بے حکموں سے جدا رکھ۔

(المائدہ:25)

حضرت عیسیٰؑ، جن کے ہاتھ پر مردے زندہ ہوئے، وہ بھی کہتے تھے:

وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

ترجمہ کنز الایمان: اور رسول ہو گا بنی اسرائیل کی طرف، یہ فرماتا ہو کہ میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں

شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مُردے
جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے
گھروں میں جمع کر رکھتے ہو، بیشک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی
نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

(آلِ عمران:49)

تو مرزا قادیانی کون ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی روح کو خود میں جذب کرلے، اللہ کا خالق ہونا اپنے اندر جذب کرلے، اور کہے کہ میں نے خود کائنات کو تخلیق کیا؟

یہ دعویٰ محض کفر نہیں بلکہ الوہیت کی نقالی ہے

مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ:

"اللہ مجھ میں سرایت کر گیا"

"میں اللہ کی آنکھ، زبان، جسم بن گیا"

"الوہیت میری رگوں میں دوڑنے لگی"

"میں نے چاہا کہ کائنات ازسرنو بناؤں"

یہ تمام باتیں ایسے کفریہ عقائد ہیں جن کی بنا پر امتِ مسلمہ کا اجماعی فیصلہ ہے کہ مرزا قادیانی مرتد، دائرہ اسلام سے خارج اور زندیق ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر، جو شخص مرزا کو نبی مانے، یا اس کی ان تحریروں کو قبول کرے، وہ بھی توحیدِ اسلامی کا دشمن اور ملتِ اسلامیہ سے خارج ہے۔

یا اس شَے کی طرح جسے کسی دوسری شے نے اپنی بغل میں دبا لیا ہو اور اسے اپنے اندر بالکل مخفی کر لیا ہو یہاں تک کہ اس کا کوئی نام ونشان باقی نہ رہ گیا ہو۔ اس اثناء میں مَیں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی روح مجھ پر محیط ہوگئی اور میرے جسم پر مستولی ہو کر اپنے وجود میں مجھے پنہاں کر لیا۔ یہاں تک کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہا اور میں نے اپنے جسم کو دیکھا تو میرے اعضاء اس کے اعضا اور میری آنکھ اس کی آنکھ اور میرے کان اس کے کان اور میری زبان اس کی زبان بن گئی تھی۔ میرے ربّ نے مجھے پکڑا اور ایسا پکڑا کہ میں بالکل اس میں محو ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ اس کی قدرت اور قوت مجھ میں جوش مارتی اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے۔ حضرت عزت کے خیمے میرے دل کے چاروں طرف لگائے گئے اور سلطان جبروت نے میرے نفس کو پیس ڈالا۔ سو نہ تو مَیں ہی رہا اور نہ میری کوئی تمنا ہی باقی رہی۔ میری اپنی عمارت گر گئی اور ربّ العالمین کی عمارت نظر آنے لگی اور الوہیت بڑے زور کے ساتھ مجھ پر غالب ہوئی اور میں سر کے بالوں سے ناخن پا تک اس کی طرف کھینچا گیا۔ پھر میں ہمہ مغز ہو گیا جس میں کوئی پوست نہ تھا اور ایسا تیل بن گیا کہ جس میں کوئی مَیل نہیں تھی اور مجھ میں اور میرے نفس میں جدائی ڈال دی گئی۔ پس میں اس شے کی طرح ہو گیا جو نظر نہیں آتی یا اس قطرہ کی طرح جو دریا میں جا ملے اور دریا اس کو اپنی چادر کے نیچے چھپا لے۔ اس حالت میں مَیں نہیں جانتا تھا کہ اس سے پہلے مَیں کیا تھا اور میرا وجود کیا تھا۔ الوہیت میری رگوں اور پٹھوں میں سرایت کر گئی۔ اور مَیں بالکل اپنے آپ سے کھویا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے سب اعضا اپنے کام میں لگائے اور اس زور سے اپنے قبضہ میں کر لیا کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔ چنانچہ اس کی گرفت سے میں بالکل معدوم ہو گیا۔ اور میں اس وقت یقین کرتا تھا کہ میرے اعضا میرے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اعضا ہیں۔ اور میں خیال کرتا تھا کہ میں اپنے سارے وجود سے معدوم اور اپنی ہویت سے قطعاً نکل چکا ہوں اب کوئی شریک اور مناع روک کرنے والا نہیں رہا۔ خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا اور میرا غضب اور حلم اور تلخی اور شرینی اور حرکت اور سکون سب اسی کا ہو گیا۔ اور اس حالت میں مَیں یوں کہہ رہا تھا کہ **ہم ایک نیا نظام**

وجُذِبتُ الیها من شعر رأسی الی أظفار أرجلی، فکنت لُبًّا بلا قشور وذُهنًا بغیر ثُفلٍ و بذور و بُوعِدَ بینی و بین نفسی فکنت کشیء لا یُری أو کقطرة رجعت الی البحر فستره البحر برداءہ و کان تحت امواج الیم کالمستورین. فکنت فی هذه الحالة لا ادری ما کنت من قبل و ما کان وجودی. و کانت الالوهیة نفذت فی عروقی و أوتاری و أجزاء أعصابی و رأیت وجودی کالمنهوبین. وکان اللّٰه استخدم جمیع جوارحی وملکها بقوة لا یمکن زیادة علیها فکنت من اخذه و تناوله کانی لم اکن من الکائنین. و کنت أتیقن أن جوارحی لیست جوارحی بل جوارح اللّٰه تعالی و کنت أتخیل أنی انعدمت بکل وجودی وانسخلت من کل هویتی والآن لا منازع و لا شریک و لا قابض یزاحم. دخل ربی علی وجودی وکان کل غضبی و حلمی و حلوی و مری و حرکتی و سکونی له و منه و صرت من نفسی کالخالین. و بینما انا فی هذه الحالة کنت اقول انا نرید نظامًا جدیدًا و سماءً جدیدةً و أرضًا جدیدة. فخلقت السماوات والأرض أوّلًا بصورة إجمالیة لا تفریق فیها و لا ترتیب، ثم فرقتها ورتّبتها بوضع هو مراد الحق و کنت أجد نفسی علی خلقها کالقادرین. ثم خلقت السماء الدنیا و قلت انا زیّنّا السماء الدنیا بمصابیح. ثم قلت: الآن نخلق الانسان من سلالة من طین. ثم انحدرت من الکشف الی الالهام فجری علی لسانی: "اردت ان استخلف فخلقت آدم انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم. و کنا کذالک خالقین". و ألقی فی قلبی

بقول مرزا قادیانی ”جو نبی خدائی کا دعویٰ کرے، وہ کافر ہے“

”کیا یہ سچ نہیں ہے کہ معصومیت کی بحث میں پہلے قدم میں ہی یہ سوال پیش آئے گا کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے عقیدہ کے رو سے جو شخص عورت کے پیٹ سے پیدا ہو کر خدا یا خدا کا بیٹا ہونا اپنے تئیں بیان کرتا ہے وہ سخت گناہگار بلکہ کافر ہے؟ تو پھر اس صورت میں معصومیت کیا باقی رہی؟“

(مجموعہ اشتہارات، جلد 2، صفحہ 380) (مکتوبات احمد، جلد 3، صفحہ 82)

خلاصۂ عبارت: جو شخص عورت کے پیٹ سے پیدا ہو کر اپنے آپ کو خدا یا خدا کا بیٹا کہے۔ وہ گناہگار، بلکہ ”کافر“ ہے۔ اس کی معصومیت نفی ہو جاتی ہے۔

اب مرزا قادیانی کے اپنے دعوے دیکھئے:

”میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں، میں نے اپنے آپ کو اللہ ہی پایا، الوہیت میرے رگ و پٹھوں میں سرایت کر گئی، اللہ نے مجھ میں اپنی تمام صفات ڈال دیں“۔ (حوالہ جات سابقہ گفتگو میں گزر چکے ہیں ملاحظہ فرمائیں)

یہ خالص جھوٹ، منافقت اور خود فریبی کی بدترین مثالیں ہے۔ مرزا قادیانی خود اپنے اصول کے مطابق کافر، جھوٹا اور گمراہ قرار پاتا ہے۔

مرزا قادیانی خود اپنے فتوے کے مطابق کافر

وہ اپنے لیے الوہیت کا دعویٰ کرتا ہے۔ پھر اس نے خود ہی اعتراف کیا کہ ایسا شخص کافر ہوتا ہے۔ لہٰذا مرزا اسلامی عقائد کی روشنی میں بھی، اور اپنے ہی معیار کے مطابق بھی، کافر اور ملتِ اسلامیہ سے خارج ہے۔

درجہ کے معصوم ہیں مگر مسلمانوں کے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی بھی گناہ نہیں کہ انسان اپنے تئیں یا کسی اور کو خدا کے برابر ٹھہراوے۔ غرض یہ طریق مختلف فرقوں کے لیے ہرگز حق شناسی کا معیار نہیں ہو سکتا جو بشپ صاحب نے اختیار کیا ہے۔ ہاں یہ طریق نہایت عمدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا علمی اور عملی اور اخلاقی اور تقدسی اور برکاتی اور تاثیراتی اور ایمانی اور عرفانی اور افاضہ خیر اور طریق معاشرت وغیرہ وجوہ فضائل میں باہم موازنہ اور مقابلہ کیا جائے۔ یعنی یہ دکھلایا جائے کہ ان تمام امور میں کس کی فضیلت اور فوقیت ثابت ہے اور کس کی ثابت نہیں۔ کیونکہ جب ہم کلام کلی کے طور پر تمام طرق فضیلت کو مدنظر رکھ کر ایک نبی کے وجوہ فضائل بیان کریں گے تو ہم پر یہ طریق بھی کھلا ہوگا کہ اسی ترتیب پر ہم اس نبی کی پاک باطنی اور تقدس اور طہارت اور معصومیت کے وجوہ بھی جس قدر ہمارے پاس ہوں بیان کر دیں۔ اور چونکہ اس قسم کا بیان صرف ایک جزوی بیان نہیں ہے بلکہ بہت سی باتوں اور شاخوں پر مشتمل ہے اس لیے پبلک کے لیے آسانی ہوگی کہ اس تمام مجموعہ کو زیر نظر رکھ کر اس حقیقت تک پہنچ جائیں کہ ان دونوں نبیوں میں سے درحقیقت افضل اور اعلیٰ شان کس نبی کو حاصل ہے اور گو ہر ایک شخص فضائل کو بھی اپنے مذاق پر ہی قرار دیتا ہے مگر چونکہ یہ انسانی فضائل کا ایک کافی مجموعہ ہوگا اس لیے اس طریق سے افضل اور اعلیٰ کے جانچنے میں وہ مشکلات نہیں پڑیں گی جو صرف معصومیت کی بحث میں پڑتی ہیں بلکہ ہر ایک مذاق کے انسان کے لیے اس مقابلہ اور موازنہ کے وقت ضرور ایک ایسا قدر مشترک حاصل ہو جائے گا جس سے بہت صاف اور سہل طریقہ پر نتیجہ نکل آئے گا کہ ان تمام فضائل میں سے فضائل کثیرہ کا مالک اور جامع کون ہے۔ پس اگر ہماری بحثیں محض خدا کے لیے ہیں تو ہمیں وہی راہ اختیار کرنی چاہیئے جس میں کوئی اشتباہ اور کدورت نہ ہو۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ معصومیت کی بحث میں پہلے قدم میں ہی یہ سوال پیش آئے گا کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے عقیدہ کی رُو سے جو شخص عورت کے پیٹ سے پیدا ہو کر خدا یا خدا کا بیٹا ہونا اپنے تئیں بیان کرتا ہے وہ سخت گنہگار بلکہ کافر ہے تو پھر اس صورت میں معصومیت کیا باقی رہی اور اگر کہو کہ ہمارے نزدیک ایسا دعویٰ نہ گناہ نہ کفر کی بات ہے تو پھر اسی الجھن میں آپ پڑ گئے جس سے بچنا چاہیئے تھا کیونکہ جیسا آپ کے نزدیک حضرت مسیح کے لیے خدائی کا دعویٰ کرنا گناہ کی بات نہیں ہے ایسا ہی ایک شاکت مت والے کے نزدیک ماں بہن سے بھی زنا کرنا گناہ کی بات نہیں ہے اور آریہ صاحبوں کے نزدیک ہر ایک ذرہ کو اپنے وجود کا آپ ہی خدا جاننا اور اپنی پیاری بیوی کو باوجود اپنی موجودگی کے کسی دوسرے سے ہم بستر کرا دینا کچھ بھی گناہ کی بات نہیں اور سناتن دھرم والوں کے نزدیک راجہ رامچندر اور کرشن کو اوتار جاننا اور پرمیشر ماننا اور پتھروں کے آگے سجدہ کرنا کچھ گناہ کی بات نہیں اور ایک گبر کے نزدیک آگ کی پوجا کرنا کچھ گناہ کی بات نہیں۔ اور ایک فرقہ یہودیوں کے مذہب موافق غیر قوموں کے مال کو چوری کر لینا اور ان کو نقصان پہنچا دینا کچھ گناہ کی بات نہیں اور بجز مسلمانوں کے

یہ تینیں محض خدا کے لئے ہیں تو ہمیں وہی راہ اختیار کرنی چاہیئے۔ جس میں کوئی اشتباہ اور کدورت نہ ہو کیا یہ سچ نہیں ہے کہ معصومیت کی بحث میں پہلے قدم میں ہی یہ سوال پیش آئیگا کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے عقیدہ کے رو سے جو شخص عورت کے پیٹ سے پیدا ہو کر خدا یا خدا کا بیٹا ہونا اپنے تئیں بیان کرتا ہے وہ سخت گنہ گار بلکہ کافر ہے تو پھر اس صورت میں معصومیت کیا باقی رہی۔ اور اگر کہو کہ ہمارے نزدیک ایسا دعویٰ نہ گناہ نہ کفر کی بات ہے تو پھر اسی الجھن میں آپ پڑ گئے جس سے بچنا چاہیئے تھا کیونکہ جیسا آپ کے نزدیک حضرت مسیح کے لئے خدائی کا دعویٰ کرنا گناہ کی بات نہیں ہے۔ ایسا ہی ایک شاکت مت والے کے نزدیک ماں بہن سے بھی زنا کرنا گناہ کی بات نہیں ہے اور آریہ صاحبوں کے نزدیک ہر ایک ذرہ کو اپنے وجود کا آپ ہی خدا جاننا اور اپنی پیاری بیوی کو باوجود اپنی موجودگی کے کسی دوسرے سے ہمبستر کرا دینا کچھ بھی گناہ کی بات نہیں۔ اور سناتن دھرم والوں کے نزدیک راجہ رامچندر اور کرشن کو اوتار جاننا اور پرمیشور ماننا اور پتھروں کے آگے سجدہ کرنا کچھ گناہ کی بات نہیں اور ایک گبر کے نزدیک آگ کی پوجا کرنا کچھ گناہ کی بات نہیں اور ایک فرقہ یہودیوں کے مذہب کے موافق غیر قوموں کے مال کی چوری کر لینا اور ان کو نقصان پہونچانا کچھ گناہ کی بات نہیں۔ اور بجز مسلمانوں کے سب کے مذہب کے نزدیک سود لینا کچھ گناہ کی بات نہیں تو اب ایسا کون فارغ ہے کہ ان جھگڑوں کا فیصلہ کرے اس لئے حق کے طالب کے لئے افضل اور اعلیٰ نبی کی شناخت کے لئے یہی طریق کھلا ہے جو میں نے بیان کیا ہے۔ اور اگر ہم فرض بھی کر لیں تو تمام قومیں معصومیت کی وجوہ ایک ہی طور سے بیان کرتی ہیں یعنے اس بیان میں اگر تمام مذہبوں والے متفق بھی ہوں کہ فلاں فلاں امر گناہ میں داخل ہے جس سے باز رہنے کی حالت میں انسان معصوم کہلا سکتا ہے تو گو ایسا فرض کرنا غیر ممکن ہے تاہم محض اس امر کی تحقیق ہونے سے کہ ایک شخص شراب نہیں پیتا۔ رہزنی نہیں کرتا ڈاکہ نہیں مارتا خون نہیں کرتا۔ جھوٹی گواہی نہیں دیتا ایسا شخص صرف اسی قسم کی معصومیت کی وجہ سے انسان کامل ہونے کا ہرگز مستحق نہیں ہو سکتا اور نہ کسی حقیقی اور اعلیٰ نیکی کا مالک ٹھہر سکتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی کسی کو

مرزا قادیانی کے لیے سجدے

مرزا بشیر احمد (مرزا قادیانی کا بیٹا) نقل کرتا ہے:

کہ لدھیانہ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص جو بظاہر فاتر العقل معلوم ہوتا تھا۔ حضرت مسیح موعود کے پاس خاکی وردی اور بوٹ پہنے ہوئے آیا اور سر پر کلاہ اور پگڑی تھی۔ وہ آ کر حضرت صاحب کے سامنے جھک گیا۔ سر زمین سے لگا دیا۔ حضور نے اس کی کمر پر تین تھاپیاں ماریں اور وہ اٹھ کر ہنستا ہوا چلا گیا۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے دریافت بھی کیا مگر حضور مسکراتے رہے اور کچھ نہ بتایا۔

(سیرت المہدی، جلد دوم، صفحہ 66، روایت نمبر 1085)

اس واقعہ کے چند سنگین نکات

سجدہ، جو صرف اللہ کا حق ہے، مرزا کے سامنے کیا گیا اسلام میں سجدہ عبادت کی بلند ترین شکل ہے، جو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔

فَاسْجُدُوا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوا

ترجمہ کنز الایمان: تو اللہ کے لیے سجدہ اور اس کی بندگی کرو۔

(النجم:62)

کسی نبی، ولی یا بزرگ کو بھی سجدہ جائز نہیں اور یہ عمل شرکِ اکبر کے دائرے میں داخل ہوتا ہے۔

مرزا قادیانی نے اس سجدے کو نہ روکا، نہ برا جانا

مرزا نے اس شخص کو تین بار کمر پر تھاپیاں ماریں، یعنی حوصلہ افزائی کی، پھر مسکرا کر

خاموشی اختیار کی، اگر وہ واقعی "مسیح موعود" یا "نبی" ہوتا، تو اس پر فرض تھا کہ سجدے سے روکتا جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پر فرمایا تھا:

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللَّهَ، فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ

تم میں جو بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کی وفات ہو چکی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اور اس کو کبھی موت نہیں آئے گی۔

(صحیح بخاری، حدیث 4454)

اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ، لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا

اگر میں کسی کو کسی کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا، تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

(سنن الترمذی، حدیث 1159)

مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ مثالاً فرمایا، حقیقتاً سجدہ کسی بشر کے لیے جائز نہیں۔

مرزا کا سکوت

مرزا قادیانی نے اس عمل پر ہنسی، سکوت اور پذیرائی کا مظاہرہ کیا، یہ رویہ بتاتا ہے کہ مرزا قادیانی سجدہ قبول کر کے خوش ہوا۔ سائل کو "فاتر العقل" قرار دے کر قادیانی حضرات سجدے کا جواز نکالتے ہیں، مگر مرزا کا طرزِ عمل اس باطل عذر کو رد کرتا ہے۔ اگر کوئی

شخص فاتر العقل ہو بھی تو کیا نبی کا کام نہیں کہ اس کی اصلاح کرے؟

خلاصہ کلام

مرزا نے اپنے آپ کو سجدہ کروایا اور قبول بھی کیا، یہ واقعہ اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ مرزا قادیانی شریعتِ محمدیہ کے بنیادی اصول توحید کو پامال کرنے والا تھا۔

اس کا باطنی مزاج خدا بننے، سجدے قبول کرنے اور نبی سے بڑھ کر بننے کی طرف مائل تھا۔

اس نے ”نبوت“ کے پردے میں خدائی کا مزہ لینا شروع کیا، جیسا کہ اس کی دیگر تحریریں بھی واضح کرتی ہیں۔

سجدہ صرف اللہ کے لیے ہے سوائے اللہ کے کسی بھی بڑی سے بڑی ہستی کے لیے سجدہ کروانا جائز نہیں اس پر بے شمار قرآنی دلائل، نبی کریم ﷺ کی احادیث شاہد ہیں اور کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں جو غیر خدا کو سجدہ کرنے کو جائز سمجھتا ہو۔ یہ عمل صریح شرک ہے اور مرزا اس شرک کا راست فائدہ اٹھانے والا تھا۔ اب کوئی قادیانی حضرت یوسف علیہ السلام والا سجدہ یا حضرت آدم علیہ السلام والے سجدے کو دلیل بنا کر مرزا قادیانی کو نہیں شرک وکفر سے نہیں بچا سکتا کیوں کہ حضور خاتم النبیین ﷺ نے سابقہ شرائع کو منسوخ قرار دے دیا ہے، اور سابقہ شریعتوں میں جو انسانوں کو سجدہ کیا جاتا تھا وہ سجدہ تعظیمی تھا نہ کہ سجدہ تعبدی۔ ہماری شریعت اسلامیہ میں سجدہ تعظیمی بھی حرام ہے۔

سے لپٹ گیا۔آپ کی آنکھ کھل گئی تو مسکرانے لگے۔میں نے کہا۔حضور اس موسم میں پیشانی پر پسینہ دیکھ کر میں نے خیال کیا کہ اس وقت آپ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہو رہے ہیں۔آپ نے فرمایا! مجھے اس وقت ایک ہیبت ناک الہام ہوا۔اور یہ عادت ہے کہ جب ایسا الہام ہو تو پسینہ آجاتا ہے۔وہ الہام بھی حضور نے مجھے بتایا تھا مگر اب مجھے وہ یاد نہیں رہا۔

﴿1085﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا۔کہ لدھیانہ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص جو بظاہر فاتر العقل معلوم ہوتا تھا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس خاکی وردی اور بوٹ پہنے ہوئے آیا اور سر پر کلاہ اور پگڑی تھی۔وہ آکر حضرت صاحب کے سامنے جھک گیا۔سر زمین سے لگا دیا۔حضور نے اس کی کمر پر تین تھاپیاں ماریں اور وہ اٹھ کر ہنستا ہوا چلا گیا۔مولوی عبدالکریم صاحب نے دریافت بھی کیا مگر حضور مسکراتے رہے اور کچھ نہ بتایا۔

﴿1086﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دن مسجد اقصیٰ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تقریر فرما رہے تھے کہ میرے درد گردہ شروع ہو گیا۔اور باوجود بہت برداشت کرنے کی کوشش کے میں برداشت نہ کر سکا اور چلا آیا۔میں اس کوٹھے پر جس میں پیر سراج الحق صاحب مرحوم رہتے تھے،ٹھہرا ہوا تھا۔حضرت صاحب نے تقریر میں سے ہی حضرت مولوی نور الدین صاحب کو بھیجا۔انہوں نے درد گردہ معلوم کر کے دوا بھیجی مگر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔تکلیف بڑھتی گئی۔پھر حضور جلدی تقریر ختم کر کے میرے پاس آگئے اور مولوی عبداللہ صاحب سنوری سے جو آپ کے ساتھ تھے فرمایا کہ آپ پرانے دوست ہیں،منشی صاحب کے پاس ہر وقت رہیں اور حضور پھر گھر سے دوا لے کر آئے اور اس طرح تین دفعہ یکے بعد دیگرے دوا بدل کر خود لائے۔تیسری دفعہ جب تشریف لائے تو فرمایا۔زینے پر چڑھنے اُترنے میں دقت ہے۔آپ میرے پاس آجائیں۔آپ تشریف لے گئے اور مولوی عبداللہ صاحب سنوری مجھے سہارا دے کر حضرت صاحب کے پاس لے گئے۔راستہ میں دو دفعہ میں نے دعا مانگی۔مولوی صاحب پہچان گئے اور کہنے لگے کہ تم یہ دعا مانگتے ہو گے کہ مجھے جلدی آرام نہ ہوتا کہ دیر تک حضرت صاحب کے پاس ٹھہرا رہوں۔میں نے کہا ہاں یہی بات ہے۔جب میں آپ کے پاس پہنچا تو

جج اللہ کی کرسی پر

مرزا قادیانی کے نقشِ قدم پر انجینئر مرزا جہلمی

اسلام ایک ایسا دین ہے جو توحید خالص پر قائم ہے، اور جس میں اللہ رب العزت کی ذات و صفات میں کسی قسم کی شرکت، تشبیہ یا استعاراتی گستاخی کو بھی برداشت نہیں کیا جاتا۔ بدقسمتی سے مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد آج مرزا محمد علی جہلمی بھی اسی راستے پر گامزن دکھائی دیتا ہے، جہاں خدا کی صفات کو مخلوق پر منطبق کرنا، اور اللہ کی مخصوص صفات کا تمسخر روا رکھنا معمول بن چکا ہے۔

انجینئر مرزا جہلمی کا کفریہ جملہ

انجینئر مرزا اپنی ایک ویڈیو میں کہتا ہے اور یہ جملہ یوٹیوب پر اس کے مختلف لیکچرز میں موجود ہے، جسے وہ عدلیہ کے نظام پر تبصرہ کرتے ہوئے استعمال کرتا ہے:

> ”سر جج جو ہیں نا، دنیا میں اللہ کی کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں یہ کہا ہے کہ میں انصاف ہوں ترازو میں نے نازل کیا ہے، عدل کا نظام اتنا بڑا نظام ہے، دنیا میں اللہ نے جو کرسی رکھی ہے نا، اپنا قائم مقام ججوں کو بٹھایا ہوا ہے۔“

(وڈیو اقتباس)

اس جملے کی فکری و اعتقادی خرابی

”دنیا میں خدا کی کرسی پر جج“ اللہ کی صفت میں مخلوق کو شریک ٹھہرانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے ”کرسی“ کا ذکر قرآن میں آیا ہے:

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۖ وَلَا يَئُودُهُ

حِفۡظُهُمَا ۚ وَهُوَ الۡعَلِيُّ الۡعَظِيمُ

ترجمہ کنزالایمان: اس کی کرسی میں سمائے ہوئے آسمان اور زمین اور اسے بھاری نہیں ان کی نگہبانی اور وہی ہے بلند بڑائی والا۔

(البقرہ:255)

مفسرین نے" کرسی" سے مراد اللہ کی شان، علم، اقتدار اور غلبہ لیا ہے جو مخلوق میں سے کسی کے لیے ممکن ہی نہیں۔ لہٰذا یہ کہنا کہ:" دنیا کے جج خدا کی کرسی پر بیٹھے ہیں" یہ اللہ تعالیٰ کے جلالی وصف کو ایک فانی، گناہگار انسان سے منسوب کرنا ہے جو کہ صریح شرکیہ، کفریہ اور گستاخانہ جملہ ہے یہ توحیدِ صفات کا انکار ہے، اور اللہ کی شان میں بے ادبی ہے۔ یہی تو عالم اور جاہل کا فرق ہے کہ علماء کے علم میں ہے کہ خالق و مخلوق کے لیے کونسے الفاظ بولنے ہیں۔

تمسخر، طنز یا توہینِ الٰہی

یہ بات بالکل واضح ہے کہ مرزا جہلمی اپنے اس جملے کو سنجیدہ عقیدے کے طور پر بیان کیا ہے نہ کہ طنز و تمسخر کے رنگ میں لیکن اگر کوئی مرزائی یہ کہے کہ انجینئر مرزا نے عقیدہ کے طور پر نہیں نہیں بلکہ طنز و طعن اور تمسخر کے انداز میں کہا ہے تو یاد رکھیے! اللہ کی ذات یا صفات پر طنز یا استعاراتی توہین بھی کفر کے زمرے میں آتی ہے جیسا کہ قرآن میں ہے:

وَلَئِن سَأَلۡتَهُمۡ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلۡعَبُ قُلۡ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمۡ تَسۡتَهۡزِئُونَ

ترجمہ کنزالایمان: اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو۔

(التوبہ:65)

مرزا جہلمی کا تعلق مرزا قادیانی سے

وہی نظریہ، وہی گستاخی یہ کہنا کہ ”جج خدا کی کرسی پر بیٹھے ہیں“ بالکل اسی راستہ پر ہے جس پر مرزا قادیانی نے کہا تھا: ”میں نے دیکھا کہ اللہ کی روح میرے جسم پر مستولی ہوگئی... میری زبان، اللہ کی زبان بن گئی... میں نے چاہا کہ کائنات کو از سر نو تخلیق کروں“ (سابقہ صفحات میں اس کی تفصیلی گفتگو گزر چکی ہے) دونوں مرزاؤں میں ایک قدرِ مشترک ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات و مقام کا مخلوق میں حلول اور تقسیم، خدائی اختیارات کا انسانی اداروں یا شخصیات کو سونپنا اور توحید کا تمسخر اُڑانا۔

امام ابوجعفر الطحاوی رحمہ اللہ (العقیدۃ الطحاویہ) میں لکھتے ہیں:

من وصف الله بِمَعْنى من مَعَاني الْبشر فقد كفر

جس نے اللہ تعالیٰ کو انسانوں کے اوصاف میں سے کسی وصف سے متصف کیا، وہ کافر ہوگیا۔

یعنی اللہ کی صفات کو مخلوق پر منطبق کرنا کفر ہے۔

ابن اللہ (خدا کا بیٹا) ہونے کا دعویٰ

اسلامی توحید میں ”ابن اللہ“ کا عقیدہ باطل ہے۔اسلام کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ:

لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ

ترجمہ کنزالایمان: نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔

(الاخلاص:3)

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے کسی بھی قسم کی اولاد،نسب،بنوت کو اپنی ذات سے نفی فرمایا ہے۔یہود نے عزیرؑ کو،اور نصاریٰ نے عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا کہا، جسے قرآن نے شرک وکفریہ عقیدہ قرار دیا:

وَقَالَتِ ٱلنَّصَارَى ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ ٱللَّهِ

ترجمہ کنزالایمان: اور نصاریٰ نے کہا مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔

(التوبہ:30)

مرزا قادیانی کا بیٹا ہونے کا دعویٰ

قادیانی لاہوری جماعت نے مرزا قادیانی کی شیطانی وحیوں کو ایک جگہ جمع کر کے اس کتاب کا نام رکھا ہے البشریٰ اس میں ایک عجیب وغریب شیطانی وحی کا ذکر ہے ملاحظہ فرمائیں:

اِسْمَعْ وَلَدِی

اے میرے بیٹے سن

(البشریٰ،جلد2،صفحہ49)

یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیے گئے ہیں اور مرزا نے خود کہا کہ یہ الہامِ الٰہی ہے۔اس جملے کی خطرناک معنوی جہات "وَلَدِی" (اے میرے بیٹے) یہ ایسا کلمہ ہے جوقرآن نے صرف عیسائیوں کے عقائد کے رد میں استعمال کیا اور اسے کفر قرار دیا۔کیا انبیاء کو کبھی "بیٹا" کہا گیا؟ نہیں! قرآن مجید میں اللہ نے کسی نبی کو "بیٹا" کہہ کر مخاطب نہیں فرمایا، بلکہ عبدنا (ہمارا بندہ) نبی، رسول، عبد صالح، یہی القابات استعمال کیے۔

جیسے

سُبۡحَٰنَ ٱلَّذِیٓ أَسۡرَىٰ بِعَبۡدِهِۦ

ترجمہ کنزالایمان: پاکی ہے اسے جو لے گیا اپنے بندے کو۔

(الاسراء:1)

مرزا قادیانی نے خود کو "ابن اللہ" کہا یہ دعویٰ اسلامی عقائدِ توحید کے سراسر خلاف ہے یہ عقیدہ یہودی وعیسائی انحرافات کا عکس ہے۔مرزا قادیانی کی یہ وحی باطل ہے، جو قرآن کے منافی ہے۔ایسا شخص قرآن وسنت کی روشنی میں کافر، مرتد اور زندیق ہے۔

البشریٰ جلد اول

(۱۲۴) جنازہ

تشریح حضرت مسیح موعود پر اپنے بھائی مرزا غلام قادر صاحب کی وفات سے ایک یوم پہلے یہ الہام ہُوا۔ (نزول المسیح صفحہ ۲۲۵ تاریخ نزول الہام قریباً ۱۸۸۱ء)

(۱۲۵) بحسن قبولی دعا بنگر کہ چہ زود دعا قبول میکنم (از مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۷۲ تاریخ نزول الہام ۳ جنوری ۱۸۸۳ء ۲۔ ربیع الاول سن ۱۳۰۰ھ)

(۱۲۶) لا تقف ما لیس لك به علم ولا تقل لشیئ انی فاعل ذٰلك غدًا (ترجمہ) جس چیز کا تجھ کو علم نہیں اس کے پیچھے مت پڑ۔ اور کسی شے کی نسبت یہ نہ کہہ کہ میں اسکو کل

(از کتاب مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۲۰ تاریخ نزول الہام ۸۳ء)

(۱۲۷) کَذَبَ عَلَیْکُمُ الْخَبِیْثُ کَذَبَ عَلَیْکُمُ الْخِنْزِیْرُ عِنَایَۃُ اللّٰہِ حَافِظُكَ اِنِّیْ مَعَكَ اِسْمَعْ وَلَدِیْ۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ فَبَرَّاَہُ اللّٰہُ مِمَّا قَالُوْا وَکَانَ عِنْدَ اللّٰہِ وَجِیْھًا۔

(ترجمہ) تم پر خبیث نے جھوٹ باندھا تم پر خنزیر نے جھوٹ باندھا اللہ تعالیٰ کی عنایت تیری حافظ ہے میں تیرے ساتھ ہوں اے میرے بیٹے سُن کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں پس اللہ تعالےٰ نے اس کو بری ثابت کیا اُس بات سے جو انھوں نے اسکی نسبت کہی تھی وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک وجیہہ تھا۔

(از کتاب مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۴۳ تاریخ نزول الہام ۱۲۔ جون ۸۳ء مطابق ۶ شعبان ۱۳۰۰ھ)

(۱۲۸) قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَقَالُوْا اَنّٰی لَكَ ھٰذَا۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ عَجِیْبٌ یَجْتَبِیْ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَتِلْكَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النَّاسِ

(ترجمہ) انہیں کہدے کہ اگر تم اللہ کے محب بننا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کریگا میں تجھے طبعی طور پر وفات دونگا اور اپنی طرف تیرا رفع کرونگا اور تیرے تابعداروں کو تیرے منکروں پر قیامت تک غلبہ دونگا اور انہوں نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہدے اللہ تعالےٰ عجیب ہے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے برگزیدہ کرلیتا ہے اور ان ایام کو ہم لوگوں میں پھیرتے رہتے ہیں۔

(از مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۴۲ تاریخ نزول الہام ۱۲۔ جون ۸۳ء سے چند یوم قبل)

(۱۲۹) وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ

تیسرا کالم ۱۳۰۱ ربیع الاول

رجولیت کی طاقت کا اظہار

مرزا قادیانی کے خدا نے مرزے سے لواطت کی معاذ اللہ۔ اسلامی قربانی کے اندر مرزا قادیانی کا مرید خاص قاضی یار محمد جس سے ٹانک وائن جیسی شراب کی بوتلیں منگواتا تھا وہ صفحہ 12 پر لکھتا ہے:

" جیسا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور یلاش خدا (اللہ تعالیٰ) نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے۔"

(نیچے غور کریں کہ قاضی یار محمد کو شرم آگئی اور وہ کہتا ہے کہ سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے)

(اسلامی قربانی صفحہ 12)

کفر و الحاد کی ناپاک گہرائیاں

اس عبارت سے درج ذیل کفریہ پہلو ثابت ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو مردانہ صفات کا جسمانی مظاہرہ کرنے والا سمجھنا مرزا قادیانی نے کشف میں خود کو عورت تصور کیا، اور پھر اللہ کو نعوذ باللہ مرد کی حیثیت سے پیش کیا۔ یہ عقیدہ سراسر تجسیم (Anthropomorphism) یعنی اللہ کو جسم والا اور جنسی صفات والا، یا انسانی صفات والا ماننا ہے۔ اسلامی عقیدہ کے مطابق اللہ پاک غیر مجسم ہے یعنی جسم سے پاک ہے کیونکہ جسم کو ایک دن فنا ہے اور اللہ پاک فنا ہونے سے پاک ہے۔ جسم کی تخلیق اللہ پاک کی ہے اور اجسام کا خالق اللہ عزوجل ہے لہذا کوئی ایسا فعل جو اللہ کے جسم کو ثابت کرے کفر و الحاد ہے۔

قرآن کریم کی روشنی میں رد

لَيۡسَ كَمِثۡلِهِۦ شَيۡءٞ

ترجمہ کنزالایمان: اس کے مثل کوئی چیز نہیں۔

(الشوریٰ: آیت 11)

اللہ تعالیٰ ہر قسم کے جسم، جنس، شباہت، اور مخلوقی صفات سے پاک ہے۔ مرزا قادیانی کا کشف اس آیت کے صریح خلاف ہے۔

حدیث نبوی ﷺ سے رد

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" أُرَاهُ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: شَتَمَنِي ابْنُ آدَمَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَشْتِمَنِي وَيُكَذِّبُنِي، وَمَا يَنْبَغِي لَهُ أَمَّا شَتْمُهُ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم نے میری تکذیب کی، حالانکہ اس کو یہ لائق نہ تھا۔

(صحیح بخاری:3193)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ابن آدم نے مجھے گالی دی اور اس کے لیے مناسب نہ تھا کہ وہ مجھے گالی دیتا۔ اس نے مجھے جھٹلایا اور اس کے لیے یہ بھی مناسب نہ تھا۔

عقیدہ طحاویہ سے استدلال

امام ابو جعفر الطحاوی رحمہ اللہ، العقیدہ الطحاویہ:

تعالیٰ عن الحدودِ والغایاتِ والأرکانِ والأعضاءِ والأدواتِ، لا تحویهِ الجِهاتُ الستُّ کسائرِ المبتدَعاتِ

اللہ تعالیٰ ہر حد، انتہا، عضو، اور آلہ سے پاک ہے، اور مخلوق کی طرح جہتوں (سمتوں) میں نہیں آتا۔

(العقیدۃ الطحاویۃ، جلد 1، صفحہ 13، مطبوعہ دار ابن حزم)

مرزا قادیانی کا عقیدہ کہ اللہ کی رجولیت نے عورت (مرزا) پر اثر کیا یہ عقیدہ عقیدۂ طحاویہ کے سراسر منافی ہے۔

ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

وَاعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى بِجَمِيعِ صِفَاتِهِ لَيْسَ كَالْبَشَرِ، وَمَنْ وَصَفَ اللّٰهَ تَعَالَى بِمَعْنًى مِنْ مَعَانِي الْبَشَرِ فَقَدْ كَفَرَ

"اور جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنی تمام صفات کے ساتھ انسانوں کی طرح نہیں ہے، اور جس نے اللہ تعالیٰ کو انسانوں کی صفات میں سے کسی صفت کے ساتھ موصوف کیا، تو یقیناً وہ کافر ہو گیا۔"

(شرح بدء الأمالی، صفحہ 126، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

مرزا قادیانی سے اللہ تعالیٰ نے انسانوں والا فعل یعنی رجولیت کی طاقت کا اظہار کیا، کفر ہے اور یہ عقیدہ اسلام کے منافی ہے۔

قادیانی مرید کی شرمندگی

قاضی یار محمد لکھتا ہے: "سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے"

وہ کامل فحاشی و بے حیائی کو بیان کرتے ہوئے براہِ راست الفاظ سے گریز کرتا ہے، کیونکہ وہ خود سمجھ رہا ہے کہ بات ناشرع، ناپاک، اور حرام ہے مگر پھر بھی اس نے اپنے پیر مرزا قادیانی کے اس فعل شنیع و قبیح کو محتاط انداز میں بیان کیا ہے۔

ظاہر ہے کہ یلج الجمل فی سم الخیاط اشارے کے طور پر ہے۔ اور مدارج میں سے
ایک درجے کی علامت کنایہ مقرر فرمائی گئی ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت
آپ پر اس طرح طاری ہوئی۔ کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اور اللہ تعالے نے
رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے
پس جن لوگوں کو میرا وہ رقعہ جو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت
میں لکھا تھا او ... ن کی دلیل
نظر آتا ہے ... خلاف مقام
دو جنتیں د ... لکھیں بیاں
اللہ تعالے ڈ ... جس کی
تعریف در میـ ... رجان ہونگے
سرہانے ہو ... ہے درجے دو
جنت اور بھی ... ایسے ہی
اسی دنیا کی زند ... ہ اعمیٰ فھو
فی الاخرۃ ا
اب میاں ... کر لکھیں کہ
اُن کو دو جنت ... آسان ہے
خود کسی جنـ ... ن خوابوں
اور کشفوں کو ... ہ والے ہیں
ایک سال ... ے گرد کسی
مسلمان بادشاہ کی چھیڑ چھاڑ ہو رہی ہے انجام کچھ معلوم نہ ہوا تھا۔ مگر تاہم میں نے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ٹریکٹ موسومہ

اسلامی قربانی

نمبر (۳۴) - (ج)

مؤلفہ

قاضی یار محمد صاحب بی۔ او۔ ایل پلیڈر

نور پور

ضلع کانگڑہ

جنوری ۱۹۲۰ء

ریاض ہند پریس امرتسر میں باہتمام شیخ نور احمد پرنٹر کے چھپا

اور

قاضی یار محمد پلیڈر نے نور پور ضلع کانگڑہ سے شائع کیا۔

ذَمَّه الله وعَابَه وأوعده بِسَقَر(١) حيثُ قال تعالى: ﴿سَأُصْلِيهِ سَقَرَ﴾(٢)، فلمَّا أوعَدَ اللّهُ بسقر لمن قال: ﴿إِنْ هَٰذَآ إِلَّا قَوْلُ ٱلْبَشَرِ﴾(٣)، عَلِمنا وأيقَنَّا أنهُ قولُ خالقِ البَشر، ولا يُشْبه قولَ البشر.

٣٩ ــ ومَنْ وَصَفَ اللّهَ بمعنىً مِن مَعَاني البَشَر، فقد كَفَر، فَمَنْ أَبْصَرَ هـذا اعتَبَر، وعن مِثْـلِ قَولِ الكُفّـارِ انْزَجَر، وعَلِم أنه بِصِفاته ليس كالبَشر.

٤٠ ــ والرؤيـة(٤) حقٌّ لأهْلِ الجَنَّة، بغير إحَاطة ولا كيفية، ... إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ ... ـه،

٤١ ... صَحيحِ

متن

العقيدة الطحاوية

بيان عقيدة أهل السنة والجماعة

للإمام أبي جعفر الطحاوي الحنفي

المتوفى سنة ٣٢١ هجرية

دار ابن حزم

(١) ا...
(٢) سـ...
(٣) سـ...
(٤) أي...
(٥) سـ...

٧ - باب فى أنَّ الله لا هو ولا غيره

صِفَاتُ اللَّـهِ لَيْسَـتْ غيْرَ ذَاتٍ   وَلاَ غَيْـرًا سِـوَاهُ ذَا انْفِصَـالِ

واعلم أن الله تعالى بجميع صفاته ليس كالبشر، ومن وصف الله تعالى بمعنى من معانى البشر فقد كفر، فإن صفة الله مختصة بذاته[١]، لا هو ولا غيره عند أهل السنة والجماعة، وهى غير محدثة[٢] سواء كانت من صفات الذات أو من صفات الفعل.

---

(١) الصفات الذاتية هى التى لا تنفك عن الله، وصفات الله الفعلية هى التى تتعلق بالمشيئة والقدرة، ومثال الصفات الذاتية العين، والنفس، والعلم، والحياة، والقدرة، والسمع، والبصر، والوجه، والكلام، والقدم، واليد، والرجل، والملك، والعظمة، والكبرياء، والعلو، والغنى، والرحمة، والحكمة.

وضابط الصفة الذاتية أيضًا أن يقال: هى الملازمة للذات، ويقال: هى التى لا ينفك البارى عنها. والصفات الذاتية الفعلية مثل: الكلام، والرحمة، والمغفرة، ينطبق عليها حد الذاتية، ويصلح فيها تقدير إذا شاء، أما الصفات الفعلية فهى: الاستواء، والنزول، والمجىء، والعجب، والضحك، والرضى، والحب، والكره، والسخط، والفرح، والغضب، وهذا القسم قديم النوع حادث الآحاد، ويصلح أن يقدر فيها إذا شاء. (الأسئلة والأجوبة الأصولية على العقيدة الواسطية لعبد العزيز المحمد السلمان).

(٢) قوله: «وهى غير محدثة»، إل... أنها أزلية، وصفات الفعل أيضًا
عندنا». قول صحيح؛ لأن ... ، عن الشبيه والنظير، فصفاته
صفات كمال، فهو كما ك... أبديًا.
أما صفات المخلوقات فهى ... حوادث عليهم. الثانى: أنها
مفقودة. الثالث: أنها ليست ... رن صفات الخالق التى ليس
كمثلها شىء بصفات المخل...
ويقال كما بيّن المؤلف بعد ... شاهد أنه لا يكون المكتوب
مكتوبًا إلا بالكتبة. وقولهم ... وآمر بأمره، وغير ذلك من
إفكهم، وكل ذلك مردود.
قال على بن أبى العز الأذر... ـفًا بالكمال، صفات الذات
وصفات الفعل، ولا يجوز أ... يكن متصفاً بها؛ لأن
صفاته سبحانه صفات الكم... كون قد حصل له الكمال بعد
أن كان متصفًا بضده. =

شَرح بَدْءِ الأَمَالي
تأليف
الإمَام أبي بكر أحمد بن علي الرَّازي الحَنفي
المتوفى سنة ٣٧٠هـ
تحقيق
أبي عمرو الحسيني بن عمر بن عبد الرحيم
منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

مرزا خدا کی اولاد

مرزا قادیانی کا اللّٰہ کی اولاد ہونے کا دعویٰ

مرزا قادیانی کی کتب سے اسے بہت سے دعوے ملتے ہیں جہاں پر مرزا غلام قادیانی نے اللہ کی طرف جھوٹی وحی منسوب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

عبارت 1:

أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ أَوْلَادِي

تو میری اولاد کے درجے میں ہے۔

(روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 452)

(روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 376)

(روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 581)

عبارت 2:

أَنْتَ مِن مَائِنَا

تو ہمارے پانی (نطفہ) سے ہے۔

(روحانی خزائن جلد 11، صفحہ 56،55)

(روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 71 اور 385)

عبارت 3:

أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ بُرُوزِيِّ

تو میرا بروزی وجود ہے۔

(روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 404)

"بروزی" کا مطلب ہے: خدا کا مظہر، اس کی ذات میں حلول شدہ، چھپی ہوئی چیز کا

ظاہر ہو جانا بروزی کہلاتا ہے، جیسے عربی کی ضمائر دوطرح کی ہوتی ہیں ایک ضمیر مستتر جوکہ کسی کلمہ کے اندر چھپی ہوتی ہے اور دوسری ضمیر بارز جوکہ جملہ میں ظاہر ہوتی ہے۔

عبارت 4:

انت منی بمنزلة ولدی

تو میرے بیٹے کے درجہ پر ہے۔

(روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 709)

ان عبارات کی لغوی و شرعی سنگینی

"أنت منی بمنزلة أولادی" یہ عیسائیوں کے " ابن اللہ" عقیدہ کی عین نقل ہے، جسے قرآن نے صریح کفریہ عقیدہ قرار دیا۔

"أنت من مائنا" یہ عقیدہ اللہ تعالیٰ کے لیے نطفہ (منی، مادہ تولید) کی نسبت کرنا ہے جوکہ سراسر تشبیہ و تجسیم ہے اللہ کو جسمانی، جنسی صفات والا قرار دینا ہے یہ عقیدہ اللہ کو انسانوں جیسا بنا دیتا ہے۔

قرآن مجید سے رد

مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِن وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَٰهٍ ۚ إِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ إِلَٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ

ترجمہ کنزالایمان: اللہ نے کوئی بچہ اختیار نہ کیا اور نہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا خدا یوں ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق لے جاتا اور ضرور ایک دوسرے پر اپنی تعلّی چاہتا پاکی ہے اللہ کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔

(المؤمنون: آیت 91)

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۖ بَل لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ كُلٌّ لَّهُ قَانِتُونَ

ترجمہ کنزالایمان: اور بولے خدا نے اپنے لیے اولاد رکھی پاکی ہے اسے بلکہ اسی کی مِلک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اس کے حضور گردن ڈالے ہیں۔

(البقرہ: آیت 116)

ان آیات میں واضح ہے کہ اللہ کی نہ کوئی اولاد ہے، نہ جسم، نہ نطفہ، نہ اولاد کی ضرورت۔
امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ومن وصف اللهَ بمعنى من معاني البشر فقد كفر

ترجمہ: جس نے اللہ تعالیٰ کو مخلوق کی کسی صفت سے متصف کیا، وہ کافر ہے۔

مرزا قادیانی نے اللہ کی طرف نطفہ (ماء) کی نسبت کی، جو کہ انسانی صفت ہے لہٰذا یہ عقیدہ کفرِ صریح ہے۔ اگر کوئی شخص اللہ کو جسمانی باپ قرار دے، یا کہے" میں اللہ کے نطفے سے ہوں" تو وہ اللہ کو انسان جیسا سمجھتا ہے۔ اللہ کے پاکیزہ وجود پر شرک اور فحاشی کی تہمت لگاتا ہے۔ عیسائی کفریات کو اسلام کے لبادے میں پیش کرتا ہے۔ لہذا ایسے قبیح عقائد کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ڈال دیتے اور پھر خدا کے فعل کو بطور ایک حَکَم کے فعل کے مان لیتے مگر ان لوگوں کو تو اس قسم کے مقابلہ کا نام سُننے سے بھی موت آتی ہے۔ مہر علی شاہ گولڑوی کو سچا ماننا اور یہ سمجھ لینا کہ وہ فتح پا کر لاہور سے چلا گیا ہے کیا یہ اس بات پر قوی

بقیہ حاشیہ

تھوڑی دیر کے بعد منشی الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہوا۔ یریدون ان یروا طمثک واللّٰہ یرید ان یریک انعامہ. الانعامات المتواترة. انت منی بمنزلة اولادی. واللّٰہ ولیک وربّک. فقلنا یانار کونی بردا. ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم یحسنون الحسنیٰ ۔ترجمہ:- یہ لوگ خون حیض تجھ میں دیکھنا چاہتے ہیں یعنی ناپاکی اور پلیدی اور خباثت کی تلاش میں ہیں اور خدا چاہتا ہے کہ اپنی متواتر نعمتیں جو تیرے پر ہیں دکھلاوے۔ اور خون حیض سے تجھے کیونکر مشابہت ہو اور وہ کہاں تجھ میں باقی ہے۔ پاک تغیرات نے اس خون کو خوبصورت لڑکا بنا دیا اور وہ لڑکا جو اس خون سے بنا میرے ہاتھ سے پیدا ہوا اس لئے تو مجھ سے بمنزلہ اولاد کے ہے یعنی گو بچوں کا گوشت پوست خون حیض سے ہی پیدا ہوتا ہے مگر وہ خون حیض کی طرح ناپاک نہیں کہلا سکتے۔ اسی طرح تو بھی انسان کی فطرتی ناپاکی سے جو لازم بشریت ہے اور خون حیض سے مشابہ ہے ترقی کر گیا ہے۔ اب اس پاک لڑکے میں خون حیض کی تلاش کرنا حمق ہے وہ تو خدا کے ہاتھ سے غلام زکی بن گیا اور اس کے لئے بمنزلہ اولاد کے ہو گیا اور خدا تیرا متولی اور تیرا پرورندہ ہے اس لئے خاص طور پر پدری مشابہت درمیان ہے۔ جس آگ کو اس کتاب عصائے موسیٰ سے بھڑکانا چاہا ہے ہم نے اس کو بُجھا دیا ہے۔ خدا پرہیزگاروں کے ساتھ ہے جو نیک کاموں کو پوری خوبصورتی کے ساتھ انجام دیتے ہیں اور تقویٰ کے باریک پہلوؤں کے لحاظ رکھتے ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو بغیر پوری تفتیش کے آیت کریمہ وَیۡلٌ لِّکُلِّ ہُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِۣ [1] کا مصداق بنتے ہیں خدا ان کے ساتھ نہیں ہے اور ان کیلئے

مخاطب کر کے فرماتا ہے:۔ یاقمرُ یاشمسُ انت منّی و انا منک۔ یعنی اے چاند! اور اے سورج! تو مجھ سے ہے اور مَیں تجھ سے۔ اب اس فقرہ کو جو شخص چاہے کسی طرف کھینچ لے مگر اصل معنے اس کے یہ ہیں کہ اوّل خدا نے مجھے قمر بنایا کیونکہ میں قمر کی طرح اس حقیقی شمس سے ظاہر ہوا اور پھر آپ قمر بنا کیونکہ میرے ذریعہ سے اُس کے جلال کی روشنی ظاہر ہوئی اور ہوگی۔ یعقوب حضرت عیسٰیؑ کا بھائی جو مریم کا بیٹا تھا وہ درحقیقت ایک راستباز آدمی تھا۔ وہ تمام باتوں میں توریت پر عمل کرتا تھا اور خدا کو واحد لاشریک جانتا تھا اور سؤر کو حرام سمجھتا تھا۔ اور یہودیوں کی طرح بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتا تھا اور جیسا کہ چاہیئے تھا وہ اپنے تئیں ایک یہودی سمجھتا تھا۔ صرف یہ تھا کہ حضرت عیسٰیؑ کی نبوت پر ایمان رکھتا تھا۔ لیکن پولوس نے بیت المقدس سے بھی نفرت دلائی۔ آخر خدا تعالیٰ کی غیرت نے اس کو پکڑا اور ایک بادشاہ نے اس کو سولی دے دیا۔ اور اس طرح پر اس کا خاتمہ ہوا۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام چونکہ صادق اور خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے اس لئے وہ سولی سے نجات پا گئے اور خدا تعالیٰ نے اُن کو سولی پر سے زندہ بچا لیا۔ لیکن چونکہ پولوس نے سچائی کو چھوڑ دیا تھا اس لئے وہ لکڑی پر لٹکایا گیا۔

یاد رہے کہ پولوس حضرت عیسٰی علیہ السلام کی زندگی میں آپ کا جانی دشمن تھا۔ اور پھر

بقیہ حاشیہ

کہ آداب انسان کو پیدا کریں۔ اس پر نادان مولویوں نے شور مچایا کہ دیکھو اب اس شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا حالانکہ اُس کشف سے یہ مطلب تھا کہ خدا میرے ہاتھ پر ایک ایسی تبدیلی پیدا کرے گا کہ گویا آسمان اور زمین نئے ہو جائیں گے۔ اور حقیقی انسان پیدا ہوں گے۔ اسی طرح ایک دفعہ مجھے خدا نے مخاطب کر کے فرمایا۔ انت منّی بمنزلة اولادی. انت منّی بمنزلةٍ لا یعلمها الخلق۔ یعنی تو مجھ سے بمنزلہ اولاد کے ہے اور تجھے مجھ سے وہ نسبت ہے جس کو دنیا نہیں جانتی۔ تب مولویوں نے اپنے کپڑے پھاڑے کہ اب کفر میں کیا شک رہا اور اس آیت کو بھول گئے فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ[1]۔ منه

کہ میں آپ کے افترا کی وجہ سے کسی انسانی عدالت میں آپ پر نالش نہیں کروں گا۔ سو میں کہتا ہوں کہ میں نہ صرف انسانی عدالت میں نالش کروں گا بلکہ میں خدا کی عدالت میں بھی نالش نہیں کرتا۔ لیکن چونکہ آپ نے محض جھوٹے اور قابل شرم الزام میرے پر لگائے ہیں اور مجھے ناکردہ گناہ دُکھ دیا ہے اس لئے میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ میں اس وقت سے پہلے مروں جب تک کہ میرا قادر خدا ان جھوٹے الزاموں سے مجھے بَری کر کے آپ کا کاذب ہونا ثابت نہ کرے۔ اَلا اِنَّ لَعْنَۃَ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن اِسی کے متعلق قطعی اور یقینی طور پر مجھ کو ۱۱؍دسمبر ۱۹۰۰ء روز پنجشنبہ کو یہ الہام ہوا۔

برمقام فلک شدہ یارب گر امیدے دہم مدار عجب۔ بعد ۱۱ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مگر بہرحال ایک نشان میری بریّت کے لئے اِس مدّت میں ظاہر ہوگا جو آپ کو سخت شرمندہ کرے گا۔ خدا کی کلام پر ہنسی نہ کرو۔ پہاڑ ٹل جاتے ہیں دریا خشک ہو سکتے ہیں موسم بدل جاتے ہیں مگر خدا کا کلام نہیں بدلتا جب تک پورا نہ ہو لے۔

اِسی طرح میری کتاب **اربعین نمبر۴** صفحہ ۱۹ میں بابو الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے یریدون اَنْ یروا طمثک واللّٰہ یرید ان یریک انعامہ الانعامات المتواترۃ۔ انت منی بمنزلۃ اولادی واللّٰہ ولیک وربک فقلنایا نار کونی برداً یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے۔ اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔ یعنی حیض ایک ناپاک چیز ہے مگر بچہ کا جسم اسی سے تیار ہوتا ہے۔ اسی طرح جب انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو جس قدر فطرتی ناپاکی اور گند ہوتا ہے جو انسان کی فطرت کو لگا ہوا ہوتا ہے اُسی سے ایک روحانی جسم تیار ہوتا ہے۔ یہی طمث انسانی ترقیات کا نتیجہ ہے۔ اِسی بناء پر صوفیاء کا قول ہے کہ اگر گناہ نہ ہوتا تو انسان کوئی ترقی نہ کرسکتا۔ آدم کی ترقیات کا بھی یہی موجب ہوا۔ اِسی وجہ سے ہر ایک نبی مخفی کمزوریوں پر نظر کر کے استغفار

ھُم محسنُون قالوا ان ھٰذا اِلّا اختِلاق. قل ان افتریتُہٗ فعلیّ اجرامٌ شدید. اِنّک الیوم
اوران کے ساتھ ہے جونیکوکار ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ تمام افتراء ہے کہہ اگر میں نے افترا کیا ہے تو یہ سخت گناہ میری گردن پر ہے
لَدَینا مکینٌ اَمینٌ. وَاِن علیکَ رَحمتِی فی الدّنیا والدّین. وَاِنّکَ
آج تو ہمارے نزدیک بارتبہ اورامین ہے۔ اور تیرے پر دین اور دنیا میں میری رحمت ہے۔ اور تو
مِن المنصورِین. یحمدک اللّٰہ مِن عَرشِہٖ. یحمدکَ اللّٰہ وَیمشی
مدد دیا گیا ہے۔ خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے۔ خدا تیری تعریف کرتا ہے۔ اور تیری
اَلیک. الَا اِنّ نصرَ اللّٰہِ قریب. کَمِثلکَ دُرٌّ لَا یُضاع. بشریٰ لکَ
طرف چلا آتا ہے۔ خبردار خدا کی مدد قریب ہے۔ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں کیا جاتا۔ تجھے
یااَحْمدی. انتَ مُرادِی ومعی. اِنّی ناصرک. اِنّی حافظکَ
خوشخبری ہو اے میرے احمد۔ تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ میں تیرا مددگار ہوں۔ میں تیرا حافظ ہوں
انّی جاعلک لِلنّاسِ امامًا. اکان لِلنَّاسِ عَجَبًا. قل ھواللّٰہ
میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا کیا لوگوں کو تعجب ہوا۔ کہہ وہ خدا عجیب ہے
عجیبٌ یجتبی من یّشاءِ مِن عبادہٖ. لَا یُسئل عمّا یَفعل وَھُمْ
جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے چن لیتا ہے۔ وہ اپنے کاموں میں پوچھا نہیں جاتا
یُسئلوُن. وتلک الایّام نُدَاوِلھا بین النّاس. وقالوا ان ھٰذا
اور دوسرے پوچھے جاتے ہیں۔ اور یہ دن ہم لوگوں میں پھیرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو
اِلّا اختِلاق. اِذا نصَر اللّٰہ المُؤمِن جعل لہ الحاسدِین فی الارض
ضرور افترا ہے۔ خدا جب مومن کو مدد دیتا ہے تو زمین پر اس کے کئی حاسد بنا دیتا ہے
قل اللّٰہ ثم ذَرھم فی خوضِھم یَلعَبون. لا تحاط اَسرار الأَولیاء
کہہ خدا ہے جس نے یہ الہام کیا پھر ان کو چھوڑ دے تا اپنی کج فکریوں میں بازی کریں۔ اولیاء کے اسرار پر
تلطّف بالنّاس وترحم علیھم. اَنتَ فیھم بمنزلۃِ مُوسٰی. وَاصْبِر
کوئی احاطہ نہیں کرسکتا۔ لوگوں سے لطف کے ساتھ پیش آ اور ان پر رحم کر۔ تو ان میں بمنزلہ موسیٰ کے ہے اور ان کی
علٰی ما یقولون. وذرنی والمکذّبین اولی النّعمۃ. اَنْتَ مِنْ مَّائنا
باتوں پر صبر کر اور منعم مکذبوں کی سزا مجھ پر چھوڑ دے۔ تو ہمارے پانی میں سے ہے

وَھُمۡ مِن فشل☆ وَ اِذا قیل لَھم اٰمنوا کما اٰمن النّاسُ قالوا انؤمن

اور وہ لوگ فشل سے۔ اور جب ان کو کہا جائے کہ ایمان لاؤ جیسا کہ اچھے آدمی ایمان لائے۔ تو جواب میں

کَمَا آمَنَ السّفھاءُ الا اِنّھم ھُم السّفھَاءُ ولٰکن لّا یعلمون. قل

کہتے ہیں کہ کیا اس طرح ایمان لائیں جیسا کہ سفیہ اور بیوقوف ایمان لائے۔ خوب یاد رکھو کہ درحقیقت بیوقوف

اِن کنتم تحِبّون اللّٰہ فَاتبِعُونی یُحبِبۡکُمُ اللّٰہ. قِیل ارجِعُوا اِلی اللّٰہ

اور سفیہ یہی لوگ ہیں مگر انہیں معلوم نہیں کہ ہم کیسی غلطی پر ہیں۔ ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو

فلا ترجعون. وَقیل استحوذوا فلا تستحوذون. الحمدُ للّٰہ الّذی

تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت رکھے۔ کہا گیا کہ تم رجوع کرو سو تم نے رجوع نہ کیا اور کہا گیا کہ تم اپنے

جَعلکَ المسِیح ابنَ مَریَمَ. الفتنۃ ھٰھُنا فاصبر کما صَبَرَ اُولو العزم

وساوس پر غالب آ جاؤ سو تم غالب نہ آئے۔ سب تعریف خدا کو ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔ اس جگہ فتنہ ہے۔ سو

تبت یدا ابی لَھَبٍ وَّتبّ. ما کان لہٗ اَنۡ یدخل فیھا اِلّا خائفًا. وَ

اولوالعزم لوگوں کی طرح صبر کر۔ ابی لہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوگئے اور وہ آپ بھی ہلاک ہوگیا۔ اس کو نہیں چاہیئے تھا کہ وہ اس

مَا اَصَابک فَمِنَ اللّٰہ. اَلَا اِنّھا فتنۃ من اللّٰہ لیحبّ حُبّا جمّا.

فتنہ میں دخل دیتا یعنی اس کا بانی ہوتا مگر ڈرتے ہوئے۔ اور تجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی مگر اسی قدر جو خدا نے مقرر کی۔ یہ فتنہ

حُبّا مِن اللّٰہ العَزیز الاکرم. عَطَاءً غیر مجذوذ. وقت الابتلاء

خدا کی طرف سے ہے تا وہ تجھ سے بہت ہی پیار کرے یہ خدا کا پیار کرنا ہے جو غالب اور بزرگ ہے اور یہ پیار وہ عطا ہے جو کبھی

☆حاشیہ نمبر ۱۔ یہ جو فرمایا کہ تو ہمارے پانی میں سے ہے اور وہ لوگ فشل سے۔ اس جگہ پانی سے مراد ایمان کا پانی، استقامت کا پانی، تقویٰ کا پانی، وفا کا پانی، صدق کا پانی، حُبّ اللّٰہ کا پانی ہے۔ جو خدا سے ملتا ہے اور فشل بزدلی کو کہتے ہیں جو شیطان سے آتی ہے۔ اور ہریک بے ایمانی اور بدکاری کی جڑ بزدلی اور نامردی ہے۔ جب قوتِ استقامت باقی نہیں رہتی تو انسان گناہ کی طرف جھک جاتا ہے۔ غرض فشل شیطان کی طرف سے ہے اور عقائد صالحہ اور اعمال طیبہ کا پانی خدا تعالیٰ کی طرف سے۔ جب بچہ پیٹ میں پڑتا ہے تو اس وقت اگر بچہ سعید ہے اور نیک ہونے والا ہے تو اس نطفہ پر روح القدس کا سایہ ہوتا ہے اور اگر بچہ شقی ہے اور بد ہونے والا ہے تو اس نطفہ پر شیطان کا سایہ ہوتا ہے اور شیطان اس میں شراکت رکھتا ہے اور بطور استعارہ وہ شیطان کی ذُرّیت کہلاتی ہے اور جو خدا

یا ابراھیم. انت القائم علٰی نفسه مظهر الحیّ. وانت منّی مبدء الامر. انت من مائنا وهم من فشل. ام یقولون نحن جمیع منتصر. سیهزم الجمع ویولّون الدّبر. الحمدللّٰه الذی جعل لکم الصهر والنسب. انذرقومک وقل انی نذیر مبین. انا اخرجنا لک زروعًا یا ابراهیم. قالوا لَنهلکنّک. قال لاخوف علیکم لاغلبن انا و رسلی. وانّی مع الافواج اٰتیک بغتة. وانّی اموج موج البحر. ان فضل اللّٰه لاٰت. ولیس لاحد ان یرد ما اتٰی. قل ای وربّی انه لحق لا یتبدّل ولا یخفٰی. وینزل ما تعجب منه وحی من ربّ السماوات العلٰی. لا اله الّا هو یعلم کل شیٔ و یریٰ. ان اللّٰه مع الذین اتقوا والذین هم یحسنون الحسنٰی تُفَتَّحُ لهم ابواب السّماء ولهم بشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا. انت تربی فی حجر النبی☆ وانت تسکن قنن الجبال. وانّی معک فی کل حال ۔ترجمہ۔ہم نے احمد کواس کی قوم کی طرف بھیجا۔ تب لوگوں نے کہا کہ یہ کذّاب ہےاورانہوں نے اس پر گواہیاں دیں اور سیلاب کی طرح اس پر گرے۔اس نے کہا کہ میرا دوست قریب ہے مگر پوشیدہ تجھے میری مدد آئے گی۔ میں رحمٰن ہوں۔تو قابلیت رکھتا ہے اس لئے تو ایک بزرگ بارش کو پائے گا۔ میں ہر ایک

☆ بعض نادان کہتے ہیں کہ عربی میں کیوں الہام ہوتا ہے اِس کا یہی جواب ہے کہ شاخ اپنی جڑ سے علیحدہ نہیں ہوسکتی۔جس حالت میں یہ عاجز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنار عاطفت میں پرورش پاتا ہے جیسا کہ براہین احمدیہ کا یہ الہام بھی اس پر گواہ ہے کہ تبارک الّذی من علّم وتعلّم.بہت برکت والا وہ انسان ہے جس نے اس کو فیض روحانی سے مستفیض کیا۔یعنی سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور دوسرا بہت برکت والا یہ انسان ہے جس نے اس سے تعلیم پائی۔تو پھر جب معلم اپنی زبان عربی رکھتا ہے ایسا ہی تعلیم پانے والے کا الہام بھی عربی میں چاہئے تا مناسبت ضائع نہ ہو۔ منه

یومی لفصل عظیم. لا تعجبن من امری. انا نریدان نعزک ونحفظک. یاتی قمر الانبیاء وامرک یتأتّی. ماانت ان تترک الشیطان قبل ان تغلبه. ویریدون ان یطفئوا نور اللّٰہ. واللّٰہ غالب علٰی امره ولکنّ اکثر الناس لا یعلمون. الفوق معک والتحت مع اعدائک. واینما تولّوا فثم وجه اللّٰہ. قل جاء الحق وزھق الباطل. اللّٰہ الذی جعلک المسیح ابن مریم. لتنذر قومًا ما انذر آباء ھم ولتدعو قومًا اٰخرین. عسی اللّٰہ ان یجعل بینکم وبین الذین عادیتم مودّة. انا نعلم الامروانا لعالمون. الحمدللّٰہ الذی جعل لکم الصھر والنسب۔ اذکر نعمتی رئیت خدیجتی☆. ھذا من رحمة ربک یتمّ نعمته علیک لیکون آیة للمؤمنین. انت معی وانا معک یاابراھیم. انت برھان وانت فرقان یری اللّٰہ بک سبیله. انت القائم علی نفسه مظھر الحیّ. وانت منی مبدء الامر. وانت من مائنا وھم من فشل. اذا التقی الفئتان فانی مع الرسول اقوم. وینصره الملائکة. انی انا الرحمان ذوالمجد والعلٰی. وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الّا وحی یوحی. اردت ان استخلف فخلقت اٰدم. وللّٰہ الامرمن قبل و من بعد. یاعبدی لاتخف. الم ترانا نأتی الارض ننقصھا من اطرافھا. الم تعلم ان اللّٰہ علٰی کل شیء قدیر. فقط.

الراقم مرزا غلام احمد از قادیاں ۔ ۲۷ ستمبر ۱۹۰۰ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان ۔ تعداد اشاعت ۷۰۰

☆ یہ الہام براہین احمدیہ میں درج ہے اور یہ حصہ اس الہام کا ہے جس میں کئی برس پہلے خبر دی گئی تھی یعنی مجھے بشارت دی گئی تھی کہ تمہاری شادی خاندان سادات میں ہوگی اور اس میں سے اولاد ہوگی تا پیشگوئی حدیث یتزوّج ویولد له پوری ہو جائے۔ یہ حدیث اشارت کر رہی ہے کہ مسیح موعود کو خاندان سیادت سے تعلق دامادی ہوگا کیونکہ مسیح موعود کا تعلق جس سے وعدہ یولدلہ کے موافق صالح اور طیب اولاد پیدا ہو۔ اعلیٰ اور طیّب خاندان سے چاہئے۔ اور وہ خاندان سادات ہے اور فقرہ خدیجتی سے مراد اولاد خدیجہ یعنی بنی فاطمہ ہے۔ منه

وہ پیشگوئی جو پانچ[۵] زلزلوں کے بارے میں ہے بتصریح بیان کر دی ہے تا تم پر حجت ہو اور تا تمہاری گمراہی پر موت نہ ہو۔ اے عزیز! خدا سے مت لڑو کہ اس لڑائی میں تم ہرگز فتح یاب نہیں ہو سکتے۔ خدا کسی قوم پر ایسے سخت عذاب نازل نہیں کرتا اور نہ کبھی اُس نے کئے جب تک اُس قوم میں اُس کی طرف سے کوئی رسول نہ آیا ہو۔ یعنی جب تک اُس کا بھیجا ہوا اُن میں ظاہر نہ ہوا ہو۔ سو تم خدا کے قانونِ قدیم سے فائدہ اُٹھاؤ اور تلاش کرو کہ وہ کون ہے جس کے لئے تمہاری آنکھوں کے روبرو آسمان پر رمضان کے مہینہ میں کسوف خسوف ہوا اور زمین پر طاعون پھیلی اور زلزلے آئے۔ اور یہ پیشگوئیاں قبل از وقت کس نے تم کو سُنائیں اور کس نے یہ دعویٰ کیا کہ مَیں مسیح موعود ہوں۔ اُس شخص کو تلاش کرو کہ وہ تم میں موجود ہے اور وہ یہی ہے کہ جو بول رہا ہے۔ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ [1]۔

مَیں نے اِس جگہ تک مضمون کو ختم کیا تھا کہ آج پھر ۱۵؍مارچ ۱۹۰۶ء کو بروز پنج شنبہ وقت صبح یہ الہام ہوا۔ خدا نکلنے کو ہے **انت منّی بمنزلة بروزی.** وعد اللّٰہ اِنّ وعداللّٰہ لا یُبدّل ۔ یعنی خدا اِن پانچ زلزلوں کو لانے سے اپنا چہرہ ظاہر کرے گا۔ اور اپنے وجود کو دکھلا دے گا۔ اور تُو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ مَیں ہی ظاہر ہو گیا۔ یعنی تیرا ظہور بعینہٖ میرا ظہور ہو گا یہ خدا کا وعدہ ہے کہ پانچ[۵] زلزلوں کے ساتھ خدا اپنے تئیں ظاہر کرے گا۔ اور خدا کا وعدہ نہیں ٹلے گا اور وہ ضرور ہو کر رہے گا۔

یاد رہے کہ پیشگوئی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک صرف وعید کی جس سے مقصود صرف سزا دینا اور عذاب دینا ہوتا ہے۔ ایسی پیشگوئی اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو تو کسی کے ڈرنے اور توبہ اور استغفار یا صدقہ دُعا سے ٹل سکتی ہے جیسا کہ یونس نبی کی پیشگوئی ٹل گئی اور ظہور میں نہ آئی کیونکہ یونس نبی کو وعید کے طور پر بتلایا گیا تھا کہ چالیس[۴۰] دن تک تیری قوم پر عذاب نازل ہو جائے گا اور یہ پیشگوئی قطعی طور پر بغیر کسی شرط کے تھی مگر تب بھی

مـصـطفٰی. إنّ اللّٰہ یصلح کلّ أمرک، ویعطیک کلّ مراداتک. ربُّ الأفواج یتوجّہ إلیک، کـذالک یـری الآیـات لیُثبـتَ أنّ الـقـرآن کتاب اللّٰہ وکلمات خرجت من فوهی. یـا عیسٰـی إنّـی متـوفّیک ورافعک إلیّ وجاعل الذین اتّبعوک فوق الذین کـفـروا إلٰـی یـوم الـقیـامة. ثـلّة مـن الأوّلیـن، وثـلّة مـن الآخرین. إنّی سأری بریقی، وأرفعک من قدرتی. جاء نذیر فی الدنیا، فأنکروه أهلها وما قبلوه، ولکن اللّٰہ یقبله، ویُظهر صـدقـه بـصـولٍ قـویٍّ شـدیـدٍ صول بعد صولٍ. أنت منّی بمنـزلة توحیدی وتـفـریـدی، فـحـان أن تـعـان وتُعرَف بین الناس. أنت منّی بمنـزلة عرشی، أنت منی بمنـزلة ولدی☆، أنت منّی بمنـزلةٍ لا یعلمها الخَلْقُ. نحن أولیاؤکم فی الحیاة الدنیا والآخرة. إذا غـضبـتَ غضبتُ، وکلّ ما أحببتَ أحببتُ. من عادیٰ لی ولیًّا فقد آذنته لـلـحرب. إنّی مع الرسول أقوم، وألوم من یلوم، وأعطیک ما یدوم. یأتیک الفرج. سـلامٌ عـلٰی إبراهیم+. صـافیـنـاه ونـجّیـنـاه مـن الـغمّ. تفرّدنا بذالک، فاتّخِذوا من مـقـام إبـراهیـم مـصـلّی. إنّا أنـزلناه قریبًا من القادیان. وبالحقّ أنـزلناه وبالحق نزل. صـدق الـلّٰـه ورسـولـه، وکـان أمـر الـلّٰـه مـفعولًا. الحمد للّٰه الذی جعلک المسیح ابـن مـریـم. لا یُسـأل عـمّـا یـفـعل وهم یُسألون. آثرک اللّٰہ علٰی کلّ شیءٍ. نـزلـت سُـرُرٌ مـن السّـمـاء، ولٰـکـن سـریـرک وُضـع فـوق کـل سـریر. یریدون أن یطفئوا نـور الـلّٰـه، ألا إنّ حـزب الـلّٰـه هـم الـغـالبـون. لا تـخَفْ إنّک أنـت الأعـلٰی.

☆ سبـحـان الـلّٰـه وتـعـالٰی مـمـا أن یـکون له ولد، ولٰـکن هذا استعارة کمثل قوله تعالی: فَاذْکُرُوا اللّٰهَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ، والاستعارات کثیرةٌ فـی الـقرآن، ولا اعتراض علیها عـنـد أهل العلم والعرفان. فهـذا الـقـول لیس بقولٍ منکر، وتجد نظائره فی الکتب الإلٰهیة وأقوال قومٍ رُوحانیین یُسمَّون بالصوفیة، فلا تعجلوا علینا یا أهل الفطنة. منه

+ سـمّانی ربّی إبراهیم، وکذالک سمّانی بجمیع أسماء الأنبیاء من آدم إلٰی خاتَمِ الرسل وخیرِ الأصفیاء، وقد ذکرته فی کتابی "البراهین"، فلیرجعْ إلیه من کان من الطالبین. منه

قادیانی خداؤں کے نام

اب ہم مرزا قادیانی اور اس کے خداوں کا ذکر کریں گے مرزا قادیانی کے چھ قسم کے خدا سامنے آئے ہیں: یلاش، کالا، کالو، عاج، وتر، صاعقہ۔ان کی تفصیلات یہ ہیں کہ اسلام کا سب سے پہلا اور اعلیٰ ترین عقیدہ "توحید" ہے، جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ

ترجمہ کنزالایمان: اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان۔

(سورۃ البقرہ:163)

لیکن مرزا غلام قادیانی نے اپنے الہامات، کشوف، اور اقوال میں ایسے نئے ناموں والے خداؤں کا ذکر کیا جو قرآن و حدیث میں موجود نہیں، لغت عربیہ میں معروف نہیں اور توحید کے مفہوم کو شرک سے آلودہ کرتے ہیں۔مرزا قادیانی کے "خدا" اور ان کی تفصیل:

یلاش

اسی مضمون کے لکھنے کے وقت خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ یَلَاشْ خدا کا ہی نام ہے۔ یہ ایک نیا الہامی لفظ ہے کہ اب تک میں نے اسکو اس صورت پر قرآن اور حدیث میں نہیں پایا اور نہ کسی لغت کی کتاب میں دیکھا۔اس کے معنے میرے پر یہ کھولے گئے کہ یا لا شریک۔

(روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 203)

مرزا خود تسلیم کرتا ہے کہ قرآن، حدیث یا لغت میں یہ نام موجود نہیں یہ ایک ایجاد کردہ

اللہ ہے، جس کی لغوی، شرعی یا عرفی کوئی بنیاد نہیں خالص اختراع، اور وحی کے نام پر خرافات کا پلندہ ہے۔

یلاش مجوسیوں کا خدا

تاریخ ابن خلدون میں مجوسیوں کے بادشاہ گزرے ہیں جن کے نام یلاش ہوا کرتے تھے اور ان کو مجوسی اپنا خدا مانتے تھے یہاں ہم تاریخ ابن خلدون کی اصل عبارت اور ترجمہ نقل کر رہے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

وَقالَ الْمَسْعُودِيُّ: مَلَكَ أَشْكُ بْنُ أَشْكُ بْنِ دارا بْنِ أَشْكانَ الأَوَّلُ مِنْهُمْ عَشْرَ سِنِينَ، ثُمَّ سابورُ ابْنُهُ سِتّينَ سَنَةً، وَغَزا بَنِي إِسْرائِيلَ بِالشّامِ، وَنَهَبَ أَمْوالَهُمْ، وَلإِحْدى وَأَرْبَعِينَ مِنْ مُلْكِهِ ظَهَرَ عِيسىٰ صَلَواتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ بِأَرْضِ فِلَسْطِينَ. ثُمَّ مَلَكَ عَمُّهُ جورٌ عَشْرَ سِنِينَ، ثُمَّ نيرو بْنُ سابورَ إِحْدى وَعِشْرِينَ سَنَةً، وَفِي أَيّامِهِ غَلَبَ طيطشُ قَيْصَرُ عَلىٰ بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَخَرَّبَها، وَأَجْلىٰ مِنْها الْيَهُودَ، كَما مَرَّ. ثُمَّ جورُ بْنُ نيرو تِسْعَ عَشْرَةَ سَنَةً، ثُمَّ جَرْسي أَخوهُ أَرْبَعِينَ سَنَةً، ثُمَّ هُرْمُزْ أَخُوهُما أَرْبَعِينَ سَنَةً، ثُمَّ ابْنُهُ أَرْدَوانُ بْنُ هُرْمُزَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً، ثُمَّ ابْنُهُ كِسْرَى بْنُ أَرْدَوانَ أَرْبَعِينَ سَنَةً. ثُمَّ ابْنُهُ يَلاوَشُ بْنُ كِسْرَى أَرْبَعاً وَعِشْرِينَ سَنَةً، وَفِي أَيّامِهِ غَزَتِ الرُّومُ السَّوادَ مَعَ قَيْصَرَ يَطْلُبُونَ بِثَأْرِ

أَنْطِيخُشَ مَلِكِ أَنْطَاكِيَةَ مِنَ الْيُونَانِ، الَّذِي قَتَلَهُ أَشْكُ جَدُّ يَلَاوَشَ هذا، فَجَمَعَ يَلَاوَشُ الْعَسَاكِرَ، وَاسْتَنْفَرَ مُلُوكَ الطَّوَائِفِ بِفَارِسَ وَالْعِرَاقِ، فَوَجَّهُوا لَهُ بِالْمَدَدِ، وَاجْتَمَعَ لَهُ أَرْبَعُمِائَةِ أَلْفٍ مِنَ الْمُقَاتِلَةِ، وَوَلَّى عَلَيْهِمْ صَاحِبَ الْحَضْرِ، وَكَانَ مِنْ مُلُوكِ الطَّوَائِفِ عَلَى السَّوَادِ، فَزَحَفَ إِلَى قَيْصَرَ، فَقَتَلَهُ وَاسْتَبَاحَ عَسْكَرَ الرُّومِ، وَقَتَلَ وَفَتَحَ أَنْطَاكِيَةَ، وَانْتَهَى إِلَى الْخَلِيجِ.وَوَلِّى مِنْ بَعْدِ يَلَاشَ ابْنُهُ أَرْدَوَانُ بْنُ يَلَاوَشَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً. ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْهِ أَرْدَشِيرُ بْنُ بَابَكِ بْنِ سَاسَانَ، وَجَمَعَ مُلْكَ فَارِسَ مِنْ أَيْدِي مُلُوكِ الطَّوَائِفِ، وَجَدَّدَ الدَّوْلَةَ السَّاسَانِيَّةَ، كَمَا نَذْكُرُ فِي أَخْبَارِهِمْ.

مسعودی نے کہا: اشک بن اشک بن دارا بن اشکان، جو ان (بادشاہوں) میں پہلا تھا، اس نے دس سال حکومت کی۔ پھر اس کا بیٹا سابور ساٹھ سال تک بادشاہ رہا، اور اس نے شام میں بنی اسرائیل پر چڑھائی کی، اور ان کے مال و اسباب لوٹ لیے۔ اور اس کی حکومت کے اکتالیسویں سال میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام فلسطین کی سرزمین میں ظاہر ہوئے۔ پھر اس کے چچا جور نے دس سال حکومت کی، پھر سابور کا بیٹا نیرو اکیس سال تک بادشاہ رہا، اور اس کے زمانے میں رومی بادشاہ طیطش نے بیت المقدس پر قبضہ کیا، اسے

ویران کیااور وہاں سے یہودیوں کو نکال دیا، جیسا کہ گزر چکا۔ پھر نیرو کا بیٹا جو رانیس سال تک حکومت کرتا رہا، پھر اس کا بھائی جرسی چالیس سال حکومت کرتا رہا، پھر ان دونوں کا بھائی ہُرمُز بھی چالیس سال حکومت کرتا رہا، پھر ہُرمُز کا بیٹا اَردوان پندرہ سال حکومت کرتا رہا، پھر اس کا بیٹا کسریٰ چالیس سال حکومت کرتا رہا، پھر اس کا بیٹا یلاش چوبیس سال حکومت کرتا رہا۔ اوراس کے زمانے میں روم کے بادشاہ قیصر نے سواد (عراق) پر حملہ کیااور ان کے ساتھ یونان کے انطاکیہ کے بادشاہ انطیخس کے بدلے کا مطالبہ کیا جسے اشک (یعنی یلاوش کا دادا) نے قتل کیا تھا۔ تو یلاش نے لشکر جمع کیے اور فارس و عراق کے ملوکِ طوائف کو جنگ کے لیے پکارا، چنانچہ انہوں نے اس کے لیے کمک بھیجیا ور چار لاکھ جنگجو اس کے ساتھ اکٹھے ہو گئے۔ یلاش نے ان پر صاحبِ حَضر کو مقرر کیا جو کہ سواد پر حکمرانوں میں سے تھا۔ پھر وہ قیصر سے لڑنے نکلا، اسے قتل کیا، رومی لشکر کو تباہ کیا، قتل و غارت کی، انطاکیہ فتح کیا ور خلیج تک جا پہنچا۔ پھر یلاش کے بعد اس کا بیٹا اَردوان بن یلاش بادشاہ ہوا اور اس نے تیرہ سال حکومت کی۔ پھر اردوان کے خلاف "اردشیر بن بابک بن ساسان" اٹھ کھڑا ہوا اور فارس کی بادشاہی کو ملوکِ طوائف کے ہاتھوں سے چھین کر اکٹھا کیااور ساسانی سلطنت کو دوبارہ قائم کیا، جیسا کہ ہم ان کے حالات میں ذکر کریں گے۔

(تاریخ ابن خلدون جلد 2 صفحہ 198، 199 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

اول تو اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نے جھوٹ بولا کہ یہ پہلا الہامی لفظ ہے حالانکہ اس سے قبل یہ لفظ استعمال ہو چکا ہے دوم یہ کہ یلاش آتش پرستوں کا خدا تھا کیا اس سے صریح نتیجہ اخذ نہیں ہوتا کہ مرزا قادیانی ایک مجوسی خدا کو اپنا خدا تسلیم کر رہا ہے؟

کالا، کالو

کالو کالا دراصل عربی الفاظ ہیں اس کے معنیٰ ہیں نگاہ رکھنے والا، یہ خدا تعالیٰ کا نام ہے۔

(ذکر حبیب مصنف مفتی صادق قادیانی صفحہ 230)

"کالو" اور "کالا" عربی میں نہ اسماء حسنیٰ میں ہیں، نہ لغت میں معروف، رنگ یا نسل پر مبنی نسلی صفات کو خدا سے منسوب کرنا توہین توحید ہے نیز "کالا" کا تکرار ہندوانہ اثرات کا مظہر معلوم ہوتا ہے جیسے کالی ماتا، کالا اوتار، کالو سنگھ وغیرہ

عاج

ہمارا رب عاجی ہے (اس کا معنیٰ ابھی تک معلوم نہیں ہوئے)

(روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 663)

مرزا خود تسلیم کرتا ہے: "اس کا مطلب ابھی تک معلوم نہیں ہوا" جس لفظ کا مفہوم خود مدعیِ وحی کو معلوم نہ ہو، وہ وحیِ الٰہی کیسے ہو سکتا ہے؟ "عاج" کا مطلب لغت میں کوئی معروف معنی نہیں، یہ جہالت پر مبنی الہام ہے۔

وتر

جئت من حضرۃ الوتر
میں جناب باری سے آیا ہوں۔

(تذکرہ صفحہ 151)

"وتر" اگرچہ اسماءِ صفات الٰہیہ میں شامل کر سکتے ہیں لیکن مرزا اس کا استعمال حلولی

اور الحادی معنی میں کرتا ہے، یعنی وہ براہِ راست وتر خدا کی طرف سے نازل ہونے والی شیطانی وحی کے فرشتہ کو وتر خدا کی طرف سے آنے کا دعویٰ کرتا ہے۔

صاعقه

میں صاعقہ ہوں اور میں رحمٰن ہوں صاحب لطف اور بخشش

(تذکرہ صفحہ 410)

یہاں مرزا خدا کو صاعقہ نام سے موسوم قرار دے رہا ہے" میں صاعقہ ہوں" کہنا یعنی عذاب الٰہی کا مجسم ہونا کہنا توہین عظیم، کیونکہ صاعقہ کے مختلف تراجم ہیں جیسے گرنے والی بجلی جو زمین پر گرے، آسمانی بجلی، کڑک، آسمان سے گرنے والی بجلی، بجلی کی کڑک وغیرہ اور یہ خدا کی مخلوقات ہیں نہ کہ خود خدا، یہ صریح کفر، گمراہی، جہالت ہے۔

عقیدہ طحاویہ سے اصولی رد:

اللهُ واحدٌ، ليس له شريكٌ، لا شيءَ يُشبهُه، لا شيءَ يُعجِزُه، لا إلهَ غيرُه

اللہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، کوئی چیز اس جیسی نہیں، کوئی چیز اسے عاجز نہیں کر سکتی، اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

(العقیدۃ الطحاویہ)

مرزا کے چھ مختلف ناموں والے خدا اللہ کے واحد و لاشریک ہونے کے خلاف ہیں۔ مرزا قادیانی کے یہ تمام خود ساختہ نام اور الہامی صفات اسلامی توحید کے سراسر مخالف ہیں۔ یہ عقیدہ کہ خدا کے مختلف نام یا مظاہر انسان پر نازل ہو کر اس میں حلول کرتے ہیں، وحدت الوجود اور حلول جیسے باطل نظریات سے ماخوذ ہے۔ ایسے عقائد رکھنے والا شخص مسلمان نہیں رہتا۔ اور جو ان عقائد کو درست مانے، وہ بھی اسلام کے دائرے سے خارج ہے۔

وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح قوم کے ہاتھ سے دُکھ اُٹھائے اور اس پر کفر کا فتویٰ لکھا جاوے اور اس کے قتل کے ارادے کئے جائیں اس لئے ترحم کے طور پر تمام مسلمانوں کو

ان میں بھی بڑی تحقیق کے ساتھ نظیروں کو پیش کیا ہے۔ ہندوؤں کی کتابوں کے لفظ چندر بنسی اور سورج بنسی درحقیقت انہی امور کی طرف اشارات ہیں۔ پس اس قسم کی پیدائش صرف اپنے اندر ایک ندرت رکھتی ہے۔ جیسے توام میں ایک ندرت ہے اس سے زیادہ نہیں۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ بغیر باپ پیدا ہونا ایک ایسا امر فوق العادت ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے خصوصیت رکھتا ہے۔ اگر یہ امر فوق العادت ہوتا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہی مخصوص ہوتا تو خدا تعالیٰ قرآن شریف میں اس کی نظیر جو اس سے بڑھ کر تھی کیوں پیش کرتا اور کیوں فرماتا اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ[1] یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسی ہے جیسے آدم کی مثال کہ خدا نے اس کو مٹی سے جو تمام انسانوں کی ماں ہے پیدا کیا اور پھر اس کو کہا کہ ہو جا تو وہ ہو گیا۔ یعنی جیتا جاگتا ہو گیا۔ اب ظاہر ہے کہ کسی امر کی نظیر پیدا ہونے سے وہ امر بے نظیر نہیں کہلا سکتا۔ اور جس شخص کے کسی عارضۂ ذاتی کی کوئی نظیر مل جائے تو پھر وہ شخص نہیں کہہ سکتا کہ یہ صفت مجھ سے مخصوص ہے۔ اسی مضمون کے لکھنے کے وقت خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ یَلاشْ خدا کا ہی نام ہے۔ یہ ایک نیا الہامی لفظ ہے کہ اب تک میں نے اسکو اس صورت پر قرآن اور حدیث میں نہیں پایا اور نہ کسی لغت کی کتاب میں دیکھا۔ اس کے معنے میرے پر یہ کھولے گئے کہ یا لا شریک۔ اس نام کے الہام سے یہ غرض ہے کہ کوئی انسان کسی ایسی قابل تعریف صفت یا اسم یا کسی فعل سے مخصوص نہیں ہے جو وہ صفت یا اسم یا فعل کسی دوسرے میں نہیں پایا جاتا۔ یہی سرّ ہے جس کی وجہ سے ہر ایک نبی کی صفات اور معجزات اظلال کے رنگ میں اس کی اُمت کے خاص لوگوں میں ظاہر ہوتی ہیں جو اس کے

ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے

ذکرِ حبیب

مصنّفہ

حضرت مفتی محمّد صادق

گھر میں خاندانی عادت سخت پردہ قائم رکھنے کی ہو۔ اِس واسطے اِس نظارہ سے مجھے ایسا غصہ آیا۔ کہ … ہوگیا۔ اِس خواب کے نظارہ نے مجھے ایسا مت… ہوگئی۔ جس میں وہ خواب دیکھا تھا۔ اَور … کیونکہ وہ کرایہ پر لیا ہُوا تھا۔ جب مَینے ا… مشورہ دیا۔ کہ خوابوں کی تعبیریں ہوتی ہیں … بظاہر ہر طرح سے آرام دہ ہے۔ اِس وا… آپ پہلے اپنا خواب بخدمت حضر… س کی تعبیر دریافت کریں۔ پھر جو وہ ارش… ئی۔ مجھے یہ مشورہ پسند آیا۔ اور مَیں نے … خط بھیجا۔ خواب کی ساری کیفیت عرض ک… جس پر حضرت علیہ السلام کا جواب آیا۔ کہ اِس خواب … اگر آپ کے گھر میں حمل ہے۔ تب اس کی تعبیر یہ ہے۔ کہ آپ کے گھر میں لڑکا پَیدا ہوگا۔ کالو۔ کالا دراصل عربی الفاظ ہیں۔ اِس کے معنے ہیں نگاہ رکھنے وَالا۔ یہ خُدا تعالیٰ کا نام ہے۔ کالو کے گھر میں آنے کی یہ تعبیر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس مشکل مرحلۂ حمل میں آپکی بیوی کا نگہبان ہوگا۔ اور فرزندِ نرینہ عطاء کریگا۔ حسن اتفاق سے ان دنوں ہمارے گھر میں حمل تھا جس کی حضرت صاحبؑ کو کوئی خبر نہ دی گئی تھی چنانچہ اسی تعبیر کے مطابق ایامِ حمل کے پُورا ہونے پر میرے گھر میں لڑکا پَیدا ہُوا۔ رؤیاء کی تعبیر کرنا بھی ہر کسی کا کام نہیں۔ خُدا کے خاص بندوں کو یہ علم بخشا جاتا ہے ؛

پُورانی نوٹ بُک سنہ ۱۸۹۹ء

اسلامی نام سے بُلاؤ

سردار سُندر سنگھ صاحب جب قادیان میں آکر مُسلمان ہو گئے۔ اور اُن کا

خاتمہ ہوجاتا یا اگر خدائے تعالیٰ عین وقتوں پر رات اور دن اور سورج اور چاند اور ہوا اور بادل کو خدماتِ مقررہ میں نہ لگاتا تو تمام سلسلہ عالم کا درہم برہم ہوجاتا اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے آپ اشارہ فرما کر کہا ہے۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ [1] وَهُوَ الَّذِىْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ وَهُوَ الْوَلِىُّ الْحَمِيْدُ۔ [2] **الجزو نمبر ۲۵**۔ یعنی کیا یہ منکر لوگ کہتے ہیں کہ یہ خدا کا کلام نہیں اور خدا پر جھوٹ باندھا ہے۔ اگر خدا چاہے تو اس کا اترنا بند کر دے پر وہ بند نہیں کرتا کیونکہ اس کی عادت اسی پر جاری ہے کہ وہ احقاقِ حق اور ابطال باطل اپنے کلمات سے کرتا ہے۔ اور یہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

اپنا بے مثل و مانند ہونا تمام مخلوقات کے مقابلہ پر پیش کر رہا ہے اور بلند آواز سے **ھل من معارض** کا نقارہ بجا رہا ہے اور دقائق حقائق اس کے صرف دو تین نہیں جس میں کوئی نادان شک بھی کرے بلکہ اس کے دقائق تو بحرِ ذخّار کی طرح جوش مار رہے ہیں اور آسمان کے ستاروں کی طرح جہاں نظر ڈالو چمکتے نظر آتے ہیں۔ کوئی صداقت

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

کہہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے۔ پس کیا تم ایمان نہیں لاتے۔ یعنی خدائے تعالیٰ کا تائیدات کرنا اور اسرارِ غیبیہ پر مطلع فرمانا اور پیش از وقوع پوشیدہ خبریں بتلانا اور دعاؤں کو قبول کرنا اور مختلف زبانوں میں الہام دینا اور معارف اور حقائقِ الٰہیہ سے اطلاع بخشنا یہ سب خدا کی شہادت ہے جس کو قبول کرنا ایماندار کا فرض ہے۔ پھر بقیہ الہامات بالا کا ترجمہ یہ ہے کہ بہ تحقیق میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے راہ بتلائے گا۔ اے میرے ربّ میرے گناہ بخش اور آسمان سے رحم کر ہمارا رب عاجی ہے (اس کے معنے ابھی تک معلوم نہیں ہوئے) جن نالائق باتوں کی طرف مجھ کو بلاتے ہیں ان سے اے میرے رب مجھے زندان بہتر ہے۔ اے میرے خدا مجھ کو میرے غم سے نجات بخش اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔

تذکرہ اولڈ ایڈیشن

۱۵۱

وَ فِیْٓ اَعْیُنِکُمْ عَجِیْبٌ۔

یعنی جو لوگ توبہ کریں گے اور اپنی حالت کو درست کرلیں گے تب مَیں بھی اُن کی طرف رجوع کروں گا اور مَیں تواب اور رحیم ہوں بعض گروہ وہ ہیں جن کے لئے ہم نے ہدایت کو آسان کر دیا اور بعض وہ ہیں جن پر عذاب ثابت ہوا۔ وہ مکر کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی مکر کر رہا ہے اور وہ خیر الماکرین ہے اور اس کا مکر بہت بڑا ہے۔ اور تجھے ٹھٹھوں میں اُڑاتے ہیں۔ کیا یہی ہے جو مبعوث ہو کر آیا ہے۔ ان کو کہہ دے کہ اے منکرو! مَیں صادقوں میں سے ہوں اور کچھ عرصے کے بعد تم میرے نشان دیکھو گے۔ ہم انہیں اُن کے اِردگرد اور خود انہیں میں اپنے نشان دکھائیں گے۔ حجّت قائم کی جائے گی اور فتح کُھلی کُھلی ہوگی۔ خدا تم میں فیصلہ کر دے گا۔ وہ کسی جھوٹے حد سے بڑھنے والے کا رہنما نہیں ہوتا۔ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھا دیں مگر خدا اُسے پورا کرے گا اگرچہ منکر لوگ کراہت ہی کریں۔ ہمارا ارادہ یہ ہے کہ کچھ اسرار تیرے پر آسمان سے نازل کریں اور دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں اور فرعون اور ہامان اور اُن کے لشکروں کو وہ باتیں دکھاویں جن سے وہ ڈرتے ہیں۔ ہم نے گتّوں کو تیرے پر مسلّط کیا اور درندوں کو تیری بات سے غصّہ دلایا اور سخت آزمائش میں تجھے ڈال دیا سو تُو اُن کی باتوں سے کچھ غم نہ کر۔ تیرا رب گھات میں ہے۔ وہ خدا جو رحمان ہے وہ اپنے خلیفہ سلطان کے لئے مندرجہ ذیل حکم صادر کرتا ہے کہ اس کو ایک مُلکِ عظیم دیا جائے گا اور خزائن علوم و معارف اس کے ہاتھ پر کھولے جائیں گے اور زمین اپنے رَبّ کے نور سے روشن ہو جائے گی۔ یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۸۵۵، ۸۵۶۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۶۵، ۵۶۶)

سنہ ۱۸۹۱ء

"جب مولوی محمد حسین صاحب نے ہمارے کفر کا فتویٰ دیا اور لوگوں کو بھڑکایا کہ یہ مسلمان نہیں۔ ان کے جنازے درست نہیں، اور ان کو مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن نہ ہونے دیا جاوے۔ اُس وقت چونکہ بغض و عداوت بڑھ گئی تھی۔ ہم گویا تنہا رہ گئے۔ اُس وقت مَیں نے کشفی حالت میں دیکھا کہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی شکل پر ایک شخص آیا ہے مگر مجھے فوراً معلوم کرایا گیا کہ یہ فرشتہ ہے۔ مَیں نے کہا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ اُس نے کہا کہ

جِئْتُ مِنْ حَضْرَۃِ الْوِتْرِ

مَیں جنابِ باری سے آیا ہوں۔ مَیں نے کہا کہ کیوں؟ اُس نے کہا کہ بہت سے لوگ تم سے الگ ہو گئے ہیں اور تمہاری عداوت میں بڑھتے جاتے ہیں۔ یہ پیغام دینے آیا ہوں۔ مَیں نے اُس کو الگ ہو کر ایک بات کہنی چاہی۔ جب وہ الگ ہوا تو مَیں نے کہا کہ لوگ تو مجھ سے علیحدہ ہو گئے ہیں مگر کیا تم بھی الگ ہو گئے ہو؟ اُس نے کہا نہیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ مقامیری حالت کشف اس پر جاتی رہی۔"

(الحکم جلد ۷ نمبر ۲ مورخہ ۱۷ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء صفحہ ۶۔ البدر جلد ۱ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۶ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء صفحہ ۹۷)[1]

---

[1] نیز دیکھئے انوار الاسلام صفحہ ۵۲۔ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۵۴

تذکرہ

كُلَّ مَنْ فِي الدَّارِ إِلَّا الَّذِيْنَ عَلَوْا مِنِ اسْتِكْبَارٍ۔ وَ أُحَافِظُكَ خَاصَّةً۔ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ۔ إِنِّيْ مَعَ الرَّسُوْلِ أَقُوْمُ وَ أُفْطِرُ وَ أَصُوْمُ وَ أَلُوْمُ مَنْ يَّلُوْمُ۔ وَ أُعْطِيْكَ مَا يَدُوْمُ۔ وَ أَجْعَلُ لَكَ أَنْوَارَ الْقُدُوْمِ۔ وَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ إِلَى الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ۔ إِنِّيْ أَنَا الصَّاعِقَةُ وَ إِنِّيْ أَنَا الرَّحْمٰنُ ذُو اللُّطْفِ وَالنَّدٰى۔

کے بعد اپنی پناہ میں لے لیگا۔ آج خدا کے سوا کوئی بچانے والا نہیں۔ ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے کشتی بنا۔ وہ قادر خدا تیرے ساتھ اور تیرے لوگوں کے ساتھ ہے۔ مَیں ہر ایک کو جو تیرے گھر کے اندر ہے بچاؤں گا مگر وہ لوگ جو میرے مقابل پر تکبّر سے اپنے تئیں نافرمان اور اُونچا رکھتے ہیں یعنی پُورے طور پر اطاعت نہیں کرتے۔ اور خاص کر میری حفاظت تیرے شاملِ حال رہے گی۔ خدائے رحیم کی طرف سے سلامتی ہے۔ تم پر سلامتی ہے۔ تم پاک نفس ہو۔ اور اے مجرمو! آج تم الگ ہو جاؤ۔ مَیں اس رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا اور افطار کروں گا اور روزہ بھی رکھوں گا۔ اور اُس کو ملامت کروں گا جو ملامت کرتا ہے۔ اور تجھے وہ نعمت دوں گا جو ہمیشہ رہے گی۔ اور اپنی تجلّی کے نور تجھ میں رکھ دوں گا۔ اور مَیں اس زمین سے وقتِ مقدّر تک علیحدہ نہیں ہوں گا۔ یعنی میری قہری تجلّی میں فرق نہ آئے گا۔ مَیں صاعقہ ہوں اور مَیں رحمٰن ہوں صاحبِ لُطف اور بخشش۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۳ تا ۷۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴ تا ۹۔ ریویو آف ریلیجنز جلد ۲ نمبر ۱۱، ۱۲ بابت ماہ نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۴۰۷ تا ۴۱۲)

۱۹۰۳ء " اے تمام لوگو! سُن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حُجّت اور بُرہان کے رُو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دُنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزّت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی ..... یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اُترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اَب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے ..... اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مَرے گی ..... اور پھر اولاد کی اولاد مَرے گی اور وہ بھی مریمؑ کے بیٹے کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا اُن کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دُنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند یک دفعہ

نَقُولُ فِي تَوحيدِ اللهِ مُعْتَقِدِينَ بِتوْفيقِ اللهِ :

١ ـ إنَّ اللهَ وَاحِدٌ لا شَريكَ لَهُ،

٢ ـ وَلا شَيْءَ مِثْلُهُ،

٣ ـ ولا شَيْءَ يُعْجِزُهُ،

٤ ـ ولا إلَهَ غَيرُهُ.

٥ ـ قَديمٌ[1] بـلا ابْتِداءٍ، دَائِمٌ بِلا انْتِهاءٍ.

مَتن

العقيدة الطحاوية

بيان عقيدة أهل السُّنة والجماعة

للإمام أبي جعفر الطحاوي الحنفي

المتوفى سنة ٣٢١ هجرية

دار ابن حزم

ـهامُ[4]،

(١)

(٢)

(٣)

(٤)

الروم لفيلبس من قواده ، وكانت الاسكندرية ومصر والمغرب لفلادفس ولقبه

تاريخ ابن خلدون

المسمّى

ديوان المبتدأ والخبر في تاريخ العرب والبربر
ومن عاصرهم من ذوي الشأن الأكبر

تأليف

عبد الرحمن بن خلدون

٧٣٢-٨٠٨هـ - ١٣٣٢-١٤٠٦م

الجزء الثاني

دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

بن زكريا .

وقال المسعودي : ملك أشك بن أشك بن دارا بن أشكان الأول منهم عشر سنين ، ثم سابور ابنه ستين سنة وغزا بني إسرائيل بالشام ونهب أموالهم ، ولإحدى وأربعين من ملكه ظهر عيسى صلوات الله عليه بأرض فلسطين . ثم ملك عمّه جور عشر سنين ، ثم نيرو بن سابور إحدى وعشرين سنة وفي أيامه غلب طيطش قيصر على بيت المقدس وخرّبها وأجلى منها اليهود كما مرّ . ثم جور بن نيرو تسع عشرة سنة ، ثم جرسي أخوه أربعين سنة ، ثم هرمز أخوهما أربعين سنة ، ثم ابنه أردوان بن هرمز خمس عشرة سنة ، ثم ابنه كسرى بن أردوان أربعين سنة . ثم ابنه يلاوش بن كسرى أربعا وعشرين سنة ، وفي أيامه غزت الروم السواد مع قيصر يطلبون بثأر أنطيخش ملك

أنطاكية من اليونان الذي قتله أشك جدّ يلاوش هذا ، فجمع يلاوش العساكر واستنفر ملوك الطوائف بفارس والعراق فوجهوا له بالمدد واجتمع له أربعمائة ألف من المقاتلة ، وولّى عليهم صاحب الحضر وكان من ملوك الطوائف على السواد ، فزحف إلى قيصر فقتله واستباح عسكر الروم وقتل وفتح أنطاكية وانتهى إلى الخليج . وولّى من بعد يلاش إبنه أردوان بن يلاوش ثلاث عشرة سنة . ثم خرج عليه أردشير بن بابك بن ساسان وجمع مُلْكَ فارس من أيدي ملوك الطوائف وجدّد الدولة الساسانية كما نذكر في أخبارهم .

قال الطبريّ : وفي أيام الطوائف كانت ولادة عيسى صلوات الله عليه لخمس وستين من غلب الإسكندر على بابل ولاحدى وخمسين من ملك الأشكانية ، والنصارى يزعمون أن ذلك كان لمضي ثلثمائة وثلاث وستين من غلْب الإسكندر على بابل . قال الطبريّ : وجميع سني الطوائف من لدن الإسكندر إلى ظهور أردشير بن بابك واستوائه على الأمر مائتان وستون سنة ، وبعضهم يقول خمسمائة وثلاث وعشرون سنة . وقال بعضهم : ملك في هذه المدّة منهم تسعون ملكا على تسعين طائفة كلهم يعظّم ملوك المدائن منهم وهم الأشكانيّون .

يا ى ط ح ز جرسى د ب
أردوان بن يلاوش بن كسرى بن أردوان بن هرمز بن فيروز بن سابور بن أشك بن أشك بن دارا الأكبر

الطبقة الرابعة من الفرس وهم الساسانية والخبر عن ملوكهم الأكاسرة إلى حين الفتح الإسلامي

هذه الدولة كانت من أعظم الدول في الخليقة وأشدّها قوة وهي إحدى الدولتين اللتين صبحهما الإسلام في العالم وهما دولة فارس والروم . وكان مبدأ أمرها من توثب أردشير ابن بابك شاه ملك مرو ، وهو ساسان الأصغر ابن بابك بن ساسان بن بابك بن هرمز بن ساسان الأكبر بن كي بهمن . وقد تقدّم ذكر كي بهمن وأنّ ابنه ساسان غضب لما توج للملك أخوه دارا وهو في بطن أمّه ، ولحق بجبال إصطخر فأقام هنالك وتناسل ولده بها إلى أن كان ساسان الأصغر منهم ، فكان قيّما على بيت النار

یلاش کا مرزا سے معاشقہ

مرزا قادیانی پر یلاش کی "محبت" کی وحی

مرزا قادیانی کا خدا یلاش مرزے پر عاشق ہوگیا تھا جس کا ذکر ہم بڑی تفصیل سے کر رہے ہیں۔ مرزا قادیانی پر مبینہ طور پر جو انگریزی زبان میں وحی نازل ہوئی وہ سراسر فحش اور انسانی عقل سے گری ہوئی تھی:

I love you یعنی: میں تم سے محبت رکھتا ہوں

I am with you یعنی: میں تمہارے ساتھ ہوں

I shall help you یعنی: میں تمہاری مدد کروں گا

I can what I will do یعنی: میں کرسکتا ہوں جو چاہوں گا

We can what we will do یعنی: ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے

(تذکرہ صفحہ 50)

یہ تمام الفاظ یلاش نامی خود ساختہ خدا کی طرف منسوب کیے گئے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا قادیانی کا خدا یلاش مرزے پر عاشق ہوگیا تھا۔

یلاش کی مرزا قادیانی سے جسمانی قربت کا مطالبہ

ان محبت بھرے جملوں کے بعد یلاش نامی خدا مرزا کے ساتھ جسمانی تعلق قائم کرنے کے لیے آتا ہے۔ مرزا اس کے لیے وحی کا سہارا لیتا ہے:

"آو بلبل چلیں کہ وقت آیا"

(تذکرہ صفحہ 193)

یہ فقرہ نہ صرف سراسر لغو اور بے معنی ہے بلکہ اس کا سیاق وسباق واضح کرتا ہے کہ مرزا قادیانی اس کے ذریعے روحانی پردے میں جنسی تعلق کو ظاہر کر رہا ہے۔

مرزا قادیانی کا حمل ٹھہرنا

جب یلاش نے مرزا اس قادیانی سے جسمانی تعلقات قائم کر لیے تو نتیجتاً مرزا قادیانی کو حمل ٹھہر جاتا ہے وہ لکھتا ہے کہ:

> اُس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو ۲ برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشو ونما پاتا رہا پھر جب اُس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔

(روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 50)

یہ بیان اسلامی عقیدے، عقل اور فطرت تینوں کی تذلیل کرتا ہے۔ مرزا کا خود کو عورت کہنا، پھر دس ماہ کا حمل پھر ابن مریم یعنی مسیح موعود بننے کا دعویٰ کرنا انسانیت اور دین اسلام کی توہین ہے۔

مرزا قادیانی کو دردِ زہ اور ولادت

حمل کے بعد پھر مرزا قادیانی کو دردزہ ہوا جو کھجور کے تنے کی جانب لے گیا:

میری یادداشت کے الہامات میں موجود ہے اور وہ اُس زمانہ کا ہے جب کہ خدا نے مجھے پہلے مریم کا خطاب دیا اور پھر نفخ روح کا الہام کیا۔ پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا تھا فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا وَكُنتُ نَسْيًا مَّنسِيًّا یعنی پھر مریم کو جو مراد اِس عاجز سے ہے دردِ زِہ تنہ کھجور کی طرف لے آئی۔

(روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 51)

قرآن کی آیات کا استعارہ کے نام پر غلط استعمال اور خود پر لاگو کرنا، مرزا کا مکروفریب ہے تا کہ اپنے جعلی دعوے کو قرآنی رنگ دے سکے۔

مرزا کا اعتراف خدا سے ننگے تعلقات

مرزا قادیانی دعویٰ کرتا تھا کہ میرے خدا یلاش کے ساتھ میرے ننگے تعلقات ہیں:

درحقیقت میرے اور میرے خدا کے درمیان ایسے باریک راز ہیں جن کو دنیا نہیں جانتی اور مجھے خدا سے ایک نہانی تعلق ہے جو قابل بیان نہیں۔

(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 81)

یہ الفاظ سراسر فحش اشارہ دیتے ہیں اور روحانی تعلقات کے نام پر جسمانی خباثت کو چھپاتے ہیں۔

اس مضمون کی تفصیلات سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کا خدا یلاش کوئی رب العالمین نہیں بلکہ اس کا نفسِ امّارہ یا شیطان ہے۔ ایسا خدا جو: "I love you" کہے جماع کے لیے بلائے مرزا کو حمل دے دردِ زہ اور ولادت کا ڈرامہ رچائے وہ اسلام کا خدا

نہیں ہوسکتا۔ یہ سب مرزا کے ذہنی و روحانی انحراف کی نشانیاں ہیں، جو اسے اسلام سے باہر لے جاتی ہیں۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں معاشقہ مرزا کی تردید

قرآن پاک میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ۝ اللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔

(اخلاص، آیت 1 تا 4)

یہ آیات واضح طور پر اللہ کی تنزیہہ اور تنہائی بیان کرتی ہیں۔ نہ وہ کسی سے محبت میں گرفتار ہوتا ہے، نہ کسی کو پیدا کرتا ہے بمعنی جسمانی، اور نہ کسی سے پیدا ہوتا ہے۔ مرزا کے دعوے ان تمام باتوں کی کھلی مخالفت کرتے ہیں۔

بخاری شریف میں ایک حدیث قدسی ہے فرمان الٰہی ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " قَالَ اللَّهُ: كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لَنْ يُعِيدَنِي كَمَا بَدَأَنِي، وَلَيْسَ أَوَّلُ الْخَلْقِ بِأَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ إِعَادَتِهِ، وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا، وَأَنَا الْأَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ

أَلِدْ، وَلَمْ أُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لِي كُفُئًا أَحَدٌ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے ابن آدم نے جھٹلایا حالانکہ اس کے لیے یہ بھی مناسب نہیں تھا۔ مجھے اس نے گالی دی حالانکہ اس کے لیے یہ بھی مناسب نہیں تھا۔ مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ (ابن آدم) کہتا ہے کہ میں اس کو دوبارہ نہیں پیدا کروں گا حالانکہ میرے لیے دوبارہ پیدا کرنا اس کے پہلی مرتبہ پیدا کرنے سے زیادہ مشکل نہیں۔ اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ کہتا ہے کہ اللہ نے اپنا بیٹا بنایا ہے حالانکہ میں ایک ہوں۔ بے نیاز ہوں نہ میرے لیے کوئی اولاد ہے اور نہ میں کسی کی اولاد ہوں اور نہ کوئی میرے برابر ہے۔

(صحیح بخاری 4974)

یہ حدیث قدسی مرزا قادیانی کے تمام بیہودہ دعووں کی کھلی تردید ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسا کلام کرنا" گالی دینا" قرار دیا گیا ہے۔

تذکرہ اولڈ ایڈیشن

۱۸۸۳ء یا اس سے قبل " ایک دفعہ کی حالت یاد آئی ہے کہ انگریزی میں اوّل یہ الہام ہؤا :-

آئی لَو یُو[۱]

یعنی مَیں تم سے محبت رکھتا ہوں

پھر یہ الہام ہؤا :-

آئی ایم وِدْ یُو[۲]

یعنی مَیں تمہارے ساتھ ہوں

پھر الہام ہؤا :-

آئی شَیل ہَیلپ یُو[۳]

یعنی مَیں تمہاری مدد کروں گا

پھر الہام ہؤا :-

آئی کَین وَہٹ آئی وِل ڈُو[۴]

یعنی مَیں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا

پھر بعد اس کے بہت ہی زور سے جس سے بدن کانپ گیا یہ الہام ہؤا :-

وُئی کَین وَہٹ وُئی وِل ڈُو[۵]

یعنی ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے

اور اُس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفّظ معلوم ہؤا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہؤا بول رہا ہے اور باوجود پُر دہشت ہونے کے پھر اُس میں ایک لذّت تھی جس سے رُوح کو معنے معلوم کرنے سے پہلے ہی ایک تسلّی اور تشفّی مِلتی تھی اور یہ انگریزی زبان کا الہام اکثر ہوتا رہا ہے۔"

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۴۸۰، ۴۸۱ حاشیہ در حاشیہ ۳۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۷۱، ۵۷۲)

۱۸۸۳ء یا اس سے قبل " ایک دفعہ صبح کے وقت بہ نظرِ کشفی چند ورق چھپے ہوئے دکھائے گئے کہ جو ڈاکخانہ

---

1. I love you.
2. I am with you.
3. I shall help you.
4. I can what I will do.
5. We can what we will do.

۵ جون ۱۸۹۳ء "آج جلسہ مباحثہ سے واپس آنے کے بعد قریب ایک بجے دن کے حضرت اقدس کو اس مباحثہ کی فتح پر بشارت بخش الہام ہوا جو حضور نے اسی وقت حاضرین کو آ کر سُنایا اور وہ یہ ہے:۔

هَنَّأَكَ اللّٰهُ

یعنی اللہ تعالیٰ تجھے مبارکباد دیتا ہے۔ (عبد الکریم[1])"

(جنگِ مقدس آخری مضمون حضرت اقدس۔ تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۹۱ حاشیہ۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۴۳۴)

جون ۱۸۹۳ء (۱) يَمُوْتُ قَبْلَ اَرْ ثَمَانِيَةٍ[2]۔ ایک دشمن کی نسبت یہ الہام ہے۔ نام اس دشمن کا یاد نہیں۔

(۲) يَمُوْتُ بِغَيْرِ مَرَضٍ[3]۔ یہ کس کی نسبت ہے پتہ معلوم نہیں۔

(رجسٹر متفرق یادداشتیں از حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۸۴)

۲ /اگست ۱۸۹۳ء خواب میں مَیں نے دیکھا کہ مَیں اپنی اسی کتاب میں یہ مصرع لکھتا ہوں۔

آ وہ بلبل چلیں کہ وقت آیا

(رجسٹر متفرق یادداشتیں از حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۲۱۶)

بقیہ حاشیہ:۔

"اب اگر آتھم صاحب قسم کھالیویں (کہ وہ پیشگوئی کے نتیجہ میں مرعوب نہیں ہوئے اور کسی جہت سے بھی رجوع نہیں کیا) تو وعدہ ایک سال قطعی اور یقینی ہے جس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں اور تقدیر مُبرم ہے اور اگر قسم نہ کھاویں تو پھر بھی خدا تعالیٰ ایسے مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑے گا جس نے حق کا اخفا کر کے دُنیا کو دھوکا دینا چاہا...... اور وہ دن نزدیک ہیں دُور نہیں۔" (اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ صفحہ ۱۱ تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۷۷۔ مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۱۰۶) "اگر آتھم کو عیسائی لوگ ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیں اور ذبح بھی کر ڈالیں تب بھی وہ قسم نہیں کھائیں گے۔" (انجام آتھم صفحہ ۳ بحوالہ اشتہار ۳۰ دسمبر ۱۸۹۵ء۔ مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۲۰۴)

مگر اس پر بھی آتھم نے قسم نہ کھائی۔ سو چونکہ آتھم نے سچی قسم سے مُنہ پھیرا اور نہ چاہا کہ حق ظاہر ہو اس لئے آخری اشتہار مورخہ ۳۰۔ دسمبر ۱۸۹۵ء پر جو قسم دلانے کے لئے دیا گیا تھا ابھی سات مہینے بھی نہیں گذرے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق آتھم صاحب مورخہ ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء بمقام فیروزپور اِس جہان سے رخصت ہو گئے۔ (مرتب)

[1] حضرت مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی۔ (مرتب)

[2] (ترجمہ از مرتب) آٹھ سے پہلے مرے گا۔

[3] (ترجمہ از مرتب) بیماری کے بغیر مرے گا۔

کیا جائے کہ تمہیں کیوں ابن مریم کہا جائے اور کیا آج سے بیس۲۰ بائیس۲۲ برس پہلے بلکہ اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہوسکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر اول اپنا نام مریم رکھتا اور پھر آگے چل کر افترا کے طور پر یہ الہام بناتا کہ پہلے زمانہ کی مریم کی طرح مجھ میں بھی عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور پھر آخر کار صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں یہ لکھ دیتا کہ اب میں مریم میں سے عیسیٰ بن گیا۔ اے عزیزو! غور کرو اور خدا سے ڈرو ہرگز یہ انسان کا فعل نہیں یہ باریک اور دقیق حکمتیں انسان کے فہم اور قیاس سے بالاتر ہیں اگر براہین احمدیہ کی تالیف کے وقت جس پر ایک زمانہ گذر گیا مجھے اس منصوبہ کا خیال ہوتا تو میں اُسی براہین احمدیہ میں یہ کیوں لکھتا کہ عیسیٰ مسیح ابن مریم آسمان سے دوبارہ آئے گا سو چونکہ خدا جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائے گی اس لئے گو اُس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو۲ برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا پھر جب اُس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔ اور خدا نے براہین احمدیہ کے وقت میں اس سر خفی کی مجھے خبر نہ دی حالانکہ وہ سب خدا کی وحی جو اس راز پر مشتمل تھی میرے پر نازل ہوئی اور براہین میں درج ہوئی مگر مجھے اُس کے معنوں اور اس ترتیب پر اطلاع نہ دی گئی اسی واسطے میں نے مسلمانوں کا رسمی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو وہ۔۔۔ لکھنا جو الہامی نہ تھا محض رسمی تھا مخالفوں کے لئے قابل استناد نہیں کیونکہ مجھے خود بخود غیب کا دعویٰ نہیں جب تک کہ خود خدا تعالیٰ مجھے نہ سمجھاوے۔ سو اس وقت تک حکمتِ الٰہی کا یہی

تقاضا تھا کہ براہین احمدیہ کے بعض الہامی اسرار میری سمجھ میں نہ آتے مگر جب وقت آ گیا تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعویٰ مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں یہ وہی دعویٰ ہے جو براہین احمدیہ میں بار بار بتصریح لکھا گیا ہے۔ اس جگہ ایک اور الہام کا بھی ذکر کرتا ہوں اور مجھے یاد نہیں کہ میں نے وہ الہام اپنے کسی رسالہ یا اشتہار میں شائع کیا ہے یا نہیں لیکن یہ یاد ہے کہ صدہا لوگوں کو میں نے سنایا تھا اور میری یادداشت کے الہامات میں موجود ہے اور وہ اُس زمانہ کا ہے جب کہ **خدا نے مجھے پہلے مریم کا خطاب دیا اور پھر نفخ روح کا الہام کیا۔ پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا تھا** فاجاء ھا المخاض الی جذع النخلة قالت یالیتنی مت قبل ھذا و کنت نسیا منسیا یعنی پھر مریم کو جو مراد اِس عاجز سے ہے دردِ زِہ تنہ کھجور کی طرف لے آئی یعنی عوام الناس اور جاہلوں اور بے سمجھ علماء سے واسطہ پڑا جن کے پاس ایمان کا پھل نہ تھا جنہوں نے تکفیر و توہین کی اور گالیاں دیں اور ایک طوفان برپا کیا تب مریم نے کہا کہ کاش میں اس سے پہلے مر جاتی اور میرا نام و نشان باقی نہ رہتا یہ اس شور کی طرف اشارہ ہے جو ابتدا میں مولویوں کی طرف سے بہ ہیئت مجموعی پڑا اور وہ اس دعویٰ کی برداشت نہ کر سکے اور مجھے ہر ایک حیلہ سے انہوں نے فنا کرنا چاہا تب اُس وقت جو کرب اور قلق ناسمجھوں کا شوروغوغا دیکھ کر میرے دل پر گذرا اُس کا اس جگہ خدا تعالیٰ نے نقشہ کھینچ دیا ہے اور اس کے متعلق اور بھی الہام تھے جیسا لقد جئت شیئا فریا ۔ ما کان ابوک امرء سوء و ما کانت اُمّک بغیا اور پھر اس کے ساتھ کا الہام براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۱ میں موجود ہے اور وہ یہ ہے۔ الیس اللّٰہ بکاف عبدہ ولنجعلہ ایة للناس ورحمة منا و کان امرا مقضیا ۔ قول الحق الذی فیہ تمترون دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۶ سطر ۱۲ و ۱۳۔ (ترجمہ) اور لوگوں نے کہا کہ اے مریم تو نے یہ کیا مکروہ اور قابلِ نفریں کام دکھلایا جو راستی سے دور ہے تیرا باپ☆ اور تیری ماں تو ایسے نہ تھے

☆ **نوٹ:** اس الہام پر مجھے یاد آیا کہ بٹالہ میں فضل شاہ یا مہر شاہ نام ایک سید تھے جو میرے والد صاحب سے بہت

میرے حالات کو کچھ اپنے عقائد کے برخلاف پا کر اپنے دلوں میں کہا کہ یا الٰہی کیا تُو ایسے انسان کو اپنا خلیفہ بنائے گا کہ جو ایک مفسد آدمی ہے جو ناحق قوم میں پھوٹ ڈالتا ہے اور علماء کے مسلّمات سے باہر جاتا ہے۔ تب خدا نے جواب دیا کہ جو مجھے معلوم ہے وہ تمہیں معلوم نہیں۔ یہ خدا کا کلام ہے کہ جو مجھ پر نازل ہوا اور درحقیقت میرے اور میرے خدا کے درمیان ایسے باریک راز ہیں جن کو دنیا نہیں جانتی اور مجھے خدا سے ایک نہانی تعلق ہے جو قابل بیان نہیں۔ اور اس زمانہ کے لوگ اس سے بے خبر ہیں۔ پس یہی معنے ہیں اس وحی الٰہی کے کہ قَالَ اِنّی اَعلم مالا تعلمون۔

پھر بقیہ ترجمہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ شخص مجھ سے نزدیک ہوا اور میرا قرب کامل اس نے پایا۔ اور پھر بعد اس کے ہمدردیٔ خلائق کے لئے اُن کی طرف متوجہ ہوا اور مجھ میں اور مخلوق میں ایک واسطہ ہو گیا جیسا کہ دو قوسوں میں وتر ہو۔ اور اس لئے کہ وہ اس درمیانی مقام پر ہے وہ دین کو از سرِ نو زندہ کرے گا اور شریعت کو قائم کر دے گا۔ یعنی بعض غلطیاں جو مسلمانوں میں رائج ہو گئی ہیں اور ناحق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ان غلطیوں کو منسوب کیا جاتا ہے۔ اُن سب غلطیوں کو ایک حَکَم کے منصب پر ہو کر دُور کر دے گا۔ اور شریعت کو جیسا کہ ابتدا میں سیدھی تھی سیدھی کر کے دکھلا دے گا۔

پھر انہی پیشگوئیوں کے بارے میں براہین احمدیہ میں اور بھی الہام ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ نُصرتَ وقالوا لَاتَ حین مناص. اَمْ یقولون نحن جمیع منتصر . سَیُھزم الجمع ویولون الدبر. وان یروا اٰیةً یُعرضوا ویقولوا سحر مستمر. قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ. واعلموا اَنّ اللّٰہ یحیی الارض بعد موتھا . ومن کان لِلّٰہ کان اللّٰہ لہ . قل ان افتریتہ فعلیّ اجرام شدید. یا احمدی انت مرادی ومعی غرستک کرامتک بیدی . أکان للنّاس عجبًا . قل ھو اللّٰہ عجیب . لا یُسئل

مرزا قادیانی کی خدا کی شان میں گستاخیاں

اسلام میں توحید اور رب تعالیٰ کی ذات وصفات کے حوالے سے جو تقدس اور احترام سکھایا گیا ہے، وہ قرآن وسنت کی روشنی میں ہر مسلمان کے دل میں راسخ ہوتا ہے۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے نہ صرف اللہ کی ذات میں شرک آمیز باتیں کیں، بلکہ اس کی شان میں ایسی گستاخیاں بھی کیں جنہیں سن کر ایمان کانپ اٹھے۔

خدا قادیان میں نازل ہوا

اللہ تعالیٰ کی ذات ہر عیب ونقص سے پاک، ہر مقام ومکان سے بلند، اور ہر طرح کے جسمانی ومکانی عوارض سے منزہ ومبرا ہے۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی جھوٹی نبوت کو ثابت کرنے کے لیے رب العالمین کی شان میں ایسے گستاخانہ کلمات ادا کیے جن سے دل لرز جاتے ہیں۔ اس سلسلے کی پہلی گستاخی مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ ہے کہ" خدا قادیان میں نازل ہو گا"۔ مرزا قادیانی کی شیطانی وحیوں کا مجموعہ تذکرہ میں مرزا قادیانی دعویٰ کرتا ہے کہ:

> ایک بار مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ خدا قادیان میں نازل ہو گا، اپنے وعدہ کے موافق۔
>
> (تذکرہ صفحہ 358)

یہ عقیدہ نہ صرف توہین آمیز ہے بلکہ ایک محدود مقام پر اللہ کی ذات کو مقید کرنے کی کھلی گستاخی ہے۔ یہ جملہ سراسر شرک، الحاد اور صریح گستاخی پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو مقام ومکان سے پاک ماننا اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ ایسا کہنا کہ" خدا قادیان میں نازل ہوا"، نہ صرف اسلامی توحید کی تضحیک ہے بلکہ یہ ربِ کائنات کو ایک گاؤں میں مقید کرنے کی ناپاک جسارت ہے۔

قرآن پاک فرماتا ہے:

لَّا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ

ترجمہ کنزالایمان: آنکھیں اسے احاطہ نہیں کرتیں اور سب آنکھیں اس کے احاطہ میں ہیں اور وہی ہے پورا باطن پورا خبردار۔

(الانعام103)

اس آیت مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کی نظروں، حدود و قیود، اور مکان و زمان کی گرفت سے بلند ہے۔تو جو ہستی آنکھوں کو نظر نہیں آسکتی، اس کے متعلق یہ کہنا کہ وہ قادیان میں نازل ہوا،یہ اسلام کی تعلیمات کا کھلا انکار ہے۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ ۚ وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ ۗ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا

ترجمہ کنزالایمان: اس کی پاکی بولتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوتی اس کی پاکی نہ بولے ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے بیشک وہ حلم والا بخشنے والا ہے۔

(الاسراء44)

عقیدہ طحاویہ کی روشنی میں

وَتَعَالَىٰ عَنِ الْحُدُودِ وَالْغَايَاتِ وَالْأَرْكَانِ وَالْأَعْضَاءِ وَالْأَدَوَاتِ، لَا تَحْمِلُهُ الْجِهَاتُ السِّتُّ كَسَائِرِ

اَلْمُبْتَدَعَاتِ

اللہ تعالیٰ حدود، انتہاؤں، اعضا اور آلات سے پاک ہے، چھ سمتیں اسے گھیر نہیں سکتیں جیسے باقی مخلوقات کو گھیر لیتی ہیں۔

(عقیدہ طحاویہ)

مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ خدا قادیان میں نازل ہوا، عقیدہ طحاویہ کی اس اصل توحید کے سراسر خلاف ہے جو اہلسنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے۔

یہ کہنا کہ" خدا قادیان میں نازل ہوا" نہ صرف عقیدہ توحید کے منافی ہے بلکہ یہ خالص گمراہی اور کفر ہے۔ایسا عقیدہ رکھنے والا نہ صرف اسلامی دائرے سے خارج ہے بلکہ اس کا جھوٹا نبی ہونا بھی اسی سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ خالق کائنات کی ذات کو قادیان جیسے گاؤں میں مقید کر کے پیش کرتا ہے۔

خدا میرے اندر داخل ہو گیا

مرزا قادیانی ایک طویل تحریر ہے جس کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا قادیانی خدائی کا دعویدار تھا، اللہ پاک کا گستاخ تھا، ذات وصفات الٰہیہ کا تمسخر اڑانے والا تھا۔ملاحظہ فرمائیں وہ لکھتا ہے کہ:

جیسا کہ اس عاجز کو اپنے الہامات میں خدا تعالیٰ مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ" تو مجھ سے اور مَیں تجھ سے ہوں اور زمین و آسمان تیرے ساتھ ہیں جیسا کہ میرے ساتھ ہیں اور تو ہمارے پانی میں سے ہے اور دوسرے لوگ خشکی سے اور تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تو مجھ سے اس مقام اتحاد میں ہے جو کسی مخلوق کو معلوم نہیں خدا اپنے عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔تو اس سے نکلا اور اس نے تمام دنیا سے تجھ کو چنا۔تو میری درگاہ میں وجیہ ہے۔میں نے اپنے لئے تجھ کو پسند کیا۔تو جہان کا نور ہے۔تیری شان عجیب ہے۔میں تجھے

اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تیرے گروہ کو قیامت تک غالب رکھوں گا۔تو برکت دیا گیا۔خدا نے تیری مجد کو زیادہ کیا۔تو خدا کا وقار ہے۔پس وہ تجھے ترک نہیں کرے گا۔تو کلمۃ الازل ہے پس تو مٹایا نہیں جائے گا۔میں فوجوں کے سمیت تیرے پاس آؤں گا۔میرا لوٹا ہوا مال تجھے ملے گا۔میں تجھے عزت دوں گا اور تیری حفاظت کروں گا۔ یہ ہوگا یہ ہوگا یہ ہوگا اور پھر انتقال ہوگا۔ تیرے پر میرے کامل انعام ہیں۔لوگوں کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے پیار کرتے ہو تو آؤ میرے پیچھے چلو تا خدا بھی تم سے پیار کرے۔میری سچائی پر خدا گواہی دیتا ہے پھر کیوں تم ایمان نہیں لاتے۔تو میری آنکھوں کے سامنے ہے میں نے تیرا نام متوکل رکھا۔خدا عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔لوگ چاہیں گے کہ اس نور کو بجھا دیں مگر خدا اس نور کو جو اس کا نور ہے کمال تک پہنچائے گا۔ہم ان کے دلوں میں رعب ڈالیں گے۔ہماری فتح آئے گی اور زمانہ کا کاروبار ہم پر ختم ہوگا اس دن کہا جائے گا کہ کیا یہ حق نہ تھا۔میں تیرے ساتھ ہوں جہاں تو ہے۔جس طرف تیرا مُنہ اُس طرف خدا کا مُنہ۔تجھ سے بیعت کرنا ایسا ہے جیسا کہ مجھ سے۔تیرا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔لوگ دور دور سے تیرے پاس آئیں گے اور خدا کی نصرت تیرے پر اترے گی۔تیرے لئے لوگ خدا سے الہام پائیں گے اور تیری مدد کریں گے۔کوئی نہیں جو خدا کی پیشگوئیوں کو ٹال سکے۔ اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری کی گئی اور تیرا ذکر بلند کیا گیا۔خدا تیری حجت کو روشن کرے گا۔تو بہادر ہے۔اگر ایمان ثریا میں ہوتا تو تُو اس کو پا لیتا۔خدا کی رحمت کے خزانے تجھے دیئے گئے۔تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہو جائے گا اور خدا ابتدا تجھ سے کرے گا۔ میں نے ارادہ کیا کہ اپنا جانشین بناؤں تو میں نے آدم کو یعنی تجھے پیدا کیا ہے۔آواہن } خدا تیرے اندر اتر آیا { خدا تجھے ترک نہیں کرے گا اور نہ چھوڑے گا جب تک کہ پاک اور پلید میں فرق نہ کرے۔میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں۔تو مجھ میں اور

تمام مخلوقات میں واسطہ ہے۔ میں نے اپنی روح تجھ میں پھونکی۔ تو مدد دیا جائے گا اور کسی کو گریز کی جگہ نہیں رہے گی۔ تو حق کے ساتھ نازل ہوا اور تیرے ساتھ نبیوں کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ خدا نے اپنے فرستادہ کو بھیجا تا اپنے دین کو قوت دے اور سب دینوں پر اس کو غالب کرے۔ اس کو خدا نے قادیاں کے قریب نازل کیا اور وہ حق کے ساتھ اترا اور حق کے ساتھ اتارا گیا۔ اور ابتدا سے ایسا ہی مقرر تھا۔ تم گڑھے کے کنارے پر تھے خدا نے تمہیں نجات دینے کے لئے اسے بھیجا۔ اے میرے احمد تو میری مراد اور میرے ساتھ ہے۔ میں نے تیری بزرگی کا درخت اپنے ہاتھ سے لگایا۔ میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا اور تیری مدد کروں گا۔ کیا لوگ اس سے تعجب کرتے ہیں۔ کہہ خدا عجیب ہے چن لیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اپنے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا۔

خدا کا سایہ تیرے پر ہوگا اور وہ تیری پناہ رہے گا۔ آسمان بندھا ہوا تھا اور زمین بھی ہم نے دونوں کو کھول دیا۔ تو وہ عیسیٰ ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں ہوسکتا۔ ہم تجھے لوگوں کے لئے نشان بنائیں گے اور یہ امر ابتدا سے مقدر تھا۔ تو میرے ساتھ ہے۔ تیرا بھید میرا بھید ہے تو دنیا اور آخرت میں وجیہ اور مقرب ہے۔ تیرے پر انعام خاص ہے اور تمام دنیا پر تجھے بزرگی ہے۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ اس کے لئے وہ مقام ہے جہاں انسان اپنے اعمال کی قوت سے پہنچ نہیں سکتا تو میرے ساتھ ہے۔ تیرے لئے رات اور دن پیدا کیا گیا۔ تیری میری طرف وہ نسبت ہے جس کی مخلوق کو آگاہی نہیں۔ اے لوگو تمہارے پاس خدا کا نور آیا پس تم منکر مت ہو“۔

(روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 100 تا 103)

اس پوری تحریر پر اگر تبصرہ کیا جائے تو سینکڑوں صفحات درکار ہوں گے۔ طوالت کے پیش نظر ہم آپ پر اس کا تبصرہ چھوڑ رہے ہیں۔ یہ دعویٰ حلول کا عقیدہ ہے، جو اسلام میں باطل، کفر اور زندقہ شمار ہوتا ہے۔

خدا کے بے شمار ہاتھ، پیر

مرزا غلام احمد قادیانی نے اللہ تعالیٰ کے متعلق ایک نہایت گستاخانہ تصور پیش کیا، جس میں اُس نے خدا کو جسمانی اعضاء رکھنے والا قرار دیا، جیسا کہ اس کا بیان ہے:

> قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ بے شمارَ پیر اور ہر یک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں۔ اور کشش کا کام دے رہی ہیں۔ یہ وہی اعضا ہیں جن کا دوسرے لفظوں میں عالم نام ہے جب قیوم عالم کوئی حرکت جزوی یا کلّی کرے گا تو اس کی حرکت کے ساتھ اس کے اعضا میں حرکت پیدا ہو جانا ایک لازمی امر ہو گا اور وہ اپنے تمام ارادوں کو انہیں اعضا کے ذریعہ سے ظہور میں لائے گا۔

(روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 90)

عقیدہ توحید کی صریح خلاف ورزی

اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم، شکل، حدود، اعضا، جوارح اور جہت سے پاک ہے۔ وہ نہ مخلوق کی طرح ہے، نہ اس کے اعضا ہیں۔

تشبیہ وتجسیم

مرزا نے اللہ تعالیٰ کو انسانی جسم کی مانند بیان کیا ہے، جس کے" ہاتھ، پیر اور اعضا" ہوں، جو" حرکت" کرتے ہیں۔ یہ عقیدہ تشبیہیہ اور مجسمیہ کا ہے، جو صریح کفر ہے۔

قرآن سے تردید

فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا ۖ يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ ۚ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

ترجمہ کنزالایمان: آسمانوں اور زمین کا بنانے والا، تمہارے لیے تمہیں میں سے جوڑے بنائے اور نر و مادہ چوپائے، اس سے تمہاری نسل پھیلاتا ہے، اس جیسا کوئی نہیں، اور وہی سنتا دیکھتا ہے۔

(الشوریٰ 11)

عقیدہ طحاویہ سے تردید

ومن وصف الله بمعنى من معانى البشر فقد كفر۔

جس نے اللہ کو مخلوق کے کسی وصف کے ساتھ بیان کیا، وہ کافر ہو گیا۔

(عقیدہ طحاویہ)

یہ کفریہ باتیں اللہ تعالیٰ کے جسمانی تشبیہ دینے کے مترادف ہیں، مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ خدا کے بے شمار ہاتھ، پیر اور اعضا ہیں، خالصتاً مشرکانہ، کفریہ، اور تشبیہی تصور ہے جو اسلام کے بنیادی عقیدہ توحید کو مجروح کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر قسم کے جسم، حرکت، اعضاء اور زمان و مکان کی قید سے پاک و منزہ ہے۔ یہ عقیدہ اسلامی توحید سے بغاوت کے مترادف ہے۔

خدانے میری وحی پر دستخط کیے

مرزا قادیانی اپنا ایک نشان یعنی معجزہ بیان کرتا ہے کہ:

نشان ۱۰۶۔ایک دفعہ تمثلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیشگوئیاں لکھیں جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہئیں تب میں نے وہ کاغذ دستخط کرانے کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامل کے سرخی کے قلم سے اُس پر دستخط کئے اور دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑ کا جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آجاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دئے اور میرے پر اُس وقت نہایت رِقّت کا عالم تھا اِس خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے کہ جو کچھ میں نے چاہا بلا توقف اللہ تعالیٰ نے اُس پر دستخط کر دئے اور اُسی وقت میری آنکھ کُھل گئی اور اُس وقت میاں عبد اللہ سنوری مسجد کے حجرہ میں میرے پیر دبا رہا تھا کہ اُس کے رُوبرو غیب سے سُرخی کے قطرے میرے کُرتے اور اُس کی ٹوپی پر بھی گرے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس سُرخی کے قطرے گرنے اور قلم کے جھاڑنے کا ایک ہی وقت تھا ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہ تھا ایک غیر آدمی اِس راز کو نہیں سمجھے گا اور شک کرے گا کہ کیونکہ اس کو صرف ایک خواب کا معاملہ محسوس ہوگا مگر جس کو روحانی امور کا علم ہو وہ اس میں شک نہیں کرسکتا اسی طرح خدا نیست سے ہست کرسکتا ہے۔غرض میں نے یہ سارا قصہ میاں عبد اللہ کو سنایا اور اُس وقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔عبد

اللہ جو ایک رویت کا گواہ ہے اس پر بہت اثر ہوا اور اُس نے میرا کرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا جو اب تک اُس کے پاس موجود ہے۔

(روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 267)

اسلامی عقائد کی روشنی میں تجزیہ

اللہ تعالیٰ انسانوں کی پیروی کرنے والا نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ کا مقام خالق و مالک کا ہے۔ وہ مخلوق کے فیصلوں پر دستخط کرنے والا نہیں، بلکہ وہ خود مختار و قاہر و جبار ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا

ترجمہ کنز الایمان: اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بیشک صریح گمراہی بہکا۔

(الاحزاب 36)

مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ "میں نے لکھا، خدا نے دستخط کیے" مکمل اختیارات کو مرزا کی طرف منتقل کرنا ہے، اور اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ ایک ماتحت کی سطح پر گھٹانا ہے۔

دستخط کا مفہوم، اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان

"دستخط" انسانی اعمال و منظوری کے لیے استعمال ہوتے ہیں، اللہ کی شان ان سب سے پاک ہے۔ اللہ پر، قلم چلانا، سرخی جھاڑنا، اور قطرے گرانا، سب باتیں سراسر تشبیہ و تجسیم اور تمثیل کی آڑ میں کفریہ خیالات ہیں۔

کیا نبی ﷺ نے کبھی ایسا فرمایا؟

نبی اکرم ﷺ نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں نے وحی لکھ کر اللہ سے دستخط کروائے، یا اللہ نے میری بات پر مہریں ثبت کیں۔ بلکہ قرآن حکیم میں اللہ عزوجل حضور خاتم النبیین ﷺ کے لیے یوں ارشاد فرماتا ہے کہ:

مَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔

(النجم 4،3)

مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ خدا نے اس کی تحریر پر دستخط کیے، عقیدۂ توحید، نبوت اور ربوبیت کی سراسر توہین ہے۔ یہ تصور اللہ کو انسان کے تابع بتاتا ہے۔ وحی کے نظام کا مذاق اڑاتا ہے۔ اللہ کو مخلوق کے قلم اور سرخی سے جوڑتا ہے۔ یہ تمام امور مرزا کے کفریہ خیالات، خود ساختہ نبوت اور جھوٹے الہامات کی قلعی کھولتے ہیں۔ یہ قول بھی توہین خدا ہے، کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا پہلے لکھتا ہے اور خدا بعد میں تصدیق کرتا ہے، نعوذ باللہ۔

خدا کی زبان پر مرض لاحق ہو گیا

صرف اپنی جھوٹی شیطانی وحی کو ثابت کرنے کے لیے مرزا قادیانی کہتا ہے کہ پہلے نبیوں پر بھی وحی نازل ہوتی تھی۔ مسلمان جو کہتے ہیں کہ اب وحی کا سلسلہ بند ہو گیا ہے تو کیا خدا ابھی گونگا ہو گیا ہے (معاذ اللہ) مرزا قادیانی رقمطراز ہے:

کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ اس زمانہ میں خُدا سُنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ پھر بعد اس کے یہ سوال ہو گا کہ کیوں نہیں بولتا۔ کیا زبان پر کوئی مرض لاحق ہو گئی ہے مگر کان مرض سے محفوظ ہیں۔

(روحانی خزائن، جلد 21، صفحہ 312)

اسی مفہوم کی مذید عبارات ہیں جس میں مرزا قادیانی فقط اپنی شیطانی وحی کو ثابت کرنے کے لیے اللہ پاک پر بہتان لگایا کہ اللہ پہلے وحی نازل کرتا تھا یعنی بولتا تھا تو اب کیوں نہیں وحی نازل کرسکتا یعنی کیوں نہیں بولتا کیا خدا گونگا ہوگیا ہے معاذ اللہ۔

کیا گمان ہوسکتا ہے کہ یہ ایک ایسا زمانہ آگیا ہے کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ اگر غریب بندوں کی دعائیں سننے میں اُس کی کچھ ہتکِ عزت نہیں تو بولنے میں کیوں ہتک عزت ہے۔ یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کے صفات کبھی معطل نہیں ہوتے۔ پس جیسا کہ وہ ہمیشہ سنتا رہے گا ایسا ہی وہ ہمیشہ بولتا بھی رہے گا۔ اس دلیل سے زیادہ تر صاف اور کونسی دلیل ہوسکتی ہے کہ خدا تعالیٰ کے سُننے کی طرح بولنے کا سِلسلہ بھی کبھی ختم نہیں ہوگا۔

(روحانی خزائن، جلد 21، صفحہ 355)

وہ خدا تعالیٰ کے کلام سے منکر ہیں اور ظاہر ہے کہ اگر خدا تعالیٰ سنتا ہے تو بولتا بھی ہے۔ پس اگر اس کا بولنا ثابت نہیں تو سُننا بھی ثابت نہیں۔

(روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 175)

خدا تعالیٰ اس زمانہ میں لوگوں کی دُعائیں سنتا تو ہے مگر بولنے پر قادر نہیں اس لئے جواب نہیں دے سکتا۔ اور صرف اُس زمانہ تک وہ بولتا تھا جبکہ وید کا زمانہ تھا پھر جبکہ وہ بولتا نہیں تو کیونکر معلوم ہو کہ وہ سنتا بھی ہے۔

(روحانی خزائن، جلد 23، صفحہ 343)

گو خدا تعالیٰ کسی زمانہ میں بولتا بھی تھا اور سنتا بھی۔ مگر اس زمانہ میں سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں گویا ایک قدیمی صفت اُس کی معطّل ہوگئی ہے

اور گویا اُن کے نزدیک اُس کی صفات اِس زمانہ میں ناقص ہیں نہ کامل۔

(روحانی خزائن، جلد23،صفحہ375)

اسلامی عقائد کی روشنی میں رد

اللہ تعالیٰ کا کامل و بے عیب ہونا اللہ ربّ العزت ہر قسم کے عیب، کمزوری، نقص اور مرض سے پاک ہے۔ اللہ کے لیے زبان، کان وغیرہ کی انسانی مثالیں دینا اور پھر ان اعضا کو مرض میں مبتلا ظاہر کرنا اللہ کی شانِ کمال کے سراسر منافی ہے۔

سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یَقُوۡلُوۡنَ عُلُوًّا کَبِیۡرًا

ترجمہ کنزالایمان: پاکی ہے اسے اور بہت بلند ہے اس سے جو یہ کہتے ہیں۔

(الاسراء43)

اللہ کا انسان جیسا جسم، زبان، کان وغیرہ اعضاء نہیں ہیں وہ فرماتا ہے کہ:

لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ ۚ وَھُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ

ترجمہ کنزالایمان: اس جیسا کوئی نہیں، اور وہی سنتا دیکھتا ہے۔

(الشوریٰ11)

اللہ تعالیٰ کا سننا، بولنا انسانی زبان یا کان کی محتاج نہیں، بلکہ یہ صفات اس کی شان کے مطابق ہیں، نہ کہ مخلوق کی طرح۔ مرزا قادیانی کا کہنا کہ "کیا زبان پر مرض لاحق ہوگئی؟" اللہ کو اعضا والا، ناقص، مریض اور مخلوق جیسا بنانے کے مترادف ہے جو کہ عین کفر ہے۔

حدیث کی روشنی میں اللہ کی پاکی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَنۡ أَبِي مُوسَى ، قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ، فَقَالَ: " إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ، لَا يَنَامُ، وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ، يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ، يُرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ، وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ، حِجَابُهُ النُّورُ "

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان کھڑے ہو کر پانچ باتوں پر مشتمل خطبہ دیا، فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ سوتا نہیں اور نہ سونا اس کے شایانِ شان ہے، وہ میزان کے پلڑوں کو جھکاتا اور اوپر اٹھاتا ہے، رات کے اعمال دن کے اعمال سے پہلے اور دن کے اعمال رات سے پہلے اس کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں، اس کا پردہ نور ہے۔

(صحیح مسلم، 293-179)

تو جس رب کو نیند یا اونگھ بھی لاحق نہیں ہو سکتی، اسے زبان کی بیماری لاحق ہونا کہنا کتنا سنگین جھوٹ اور گستاخی ہے!

مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ اگر خدا اب بولتا نہیں تو کیا "زبان پر مرض لاحق ہو گیا ہے؟": اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ (پاکیزگی) کے خلاف ہے۔ تشبیہ وتجسیم کے ذریعے اللہ کو انسانی جسم سے تشبیہ دیتا ہے۔ نبوت کے جھوٹے دعوے کے حق میں ربّ العالمین پر بہتان باندھتا ہے۔ یہ کفریہ کلام مرزا قادیانی کے الحاد اور گستاخی کی انتہا ہے، جو اسے ملت اسلامیہ سے خارج کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو کسی قسم کی عاجزی، لاعلمی یا تکرار کی نسبت دینا کھلی گمراہی اور توہین ہے۔

مرزا قادیانی کے یہ اقوال کسی صاحب ایمان کے نہیں ہو سکتے۔ اس نے رب

العالمین، جو ہر عیب سے پاک ہے، کے بارے میں ایسے اقوال کہے جو انبیاء، صحابہ، اولیاء بلکہ کسی عام مسلمان کی زبان سے بھی کبھی نہ سنے گئے۔ ایسے دعوے صرف دجل، فریب اور الحاد ہیں، اور وہ شخص ملت اسلامیہ سے خارج ہے جو ان عقائد پر ایمان رکھے۔

مرزا قادیانی کا خدا چور ہے

مرزا قادیانی ایک ایسے کو اپنا خدا مانتا ہے جو چور بھی تھا:

وہ خدا جس کے قبضہ میں ذرہ ذرہ ہے اس سے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ میں چوروں کی طرح پوشیدہ آؤں گا۔

(روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 396)

اللہ تعالیٰ کی شانِ عظمت

اللہ تعالیٰ مالکِ یومِ الدین، الظاہر، الباطن، القادر، الجبار ہے۔ وہ چوری، چھپ کر آنا، مکاری، فریب، دغابازی جیسی صفات سے کلیتہً پاک ہے۔

وَجَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ ۖ وَخَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنَاتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَصِفُونَ

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ کا شریک ٹھہرایا جنوں کو حالانکہ اسی نے ان کو بنایا اور اس کے لیے بیٹے اور بیٹیاں گڑھ لیں جہالت سے، پاکی اور برتری ہے اس کو ان کی باتوں سے۔

(انعام 100)

قرآن میں اللہ نے چور، خائن، مکار، دغاباز، خفیہ حملہ آور جیسے الفاظ کافروں، منافقوں اور شیطان کے لیے استعمال فرمائے ہیں نہ کہ اپنی ذات کے لیے۔ مرزا نے اللہ تعالیٰ کو چوروں کی صف میں لاکھڑا کیا، جو بدترین گستاخی ہے۔

حدیث کی روشنی میں اللہ کا نزول

بعض احادیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر رات کے آخری حصہ میں آسمانِ دنیا پر "نزول" فرماتا ہے، لیکن علما نے وضاحت کی ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ , يَقُولُ: مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا پروردگار بلند برکت والا ہے ہر رات کو اس وقت آسمان دنیا پر آتا ہے جب رات کا آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کوئی مجھ سے دعا کرنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں، کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے کہ میں اسے دوں کوئی مجھ سے بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو بخش دوں۔

(صحیح بخاری 1145)

لیکن اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک یہ نزول اللہ کی شان کے لائق ہے کسی حرکت یا جسم کے ساتھ نہیں نہ ہی چوروں کی طرح پوشیدہ آنا ہے مرزا نے نزولِ الٰہی کی یہ عظمت بھلا کر اس کی تشبیہ ایک چور سے دی جو کفر اور تشبیہ باطلہ ہے۔

جن کے آنکھ، کان، فہم وغیرہ سب جاتے رہتے ہیں اور حجارہ میں داخل ہیں۔ وہ بھی جہنم میں داخل ہوں گے جو کہ سمجھے ہوئے تو ہیں مگر بعض تعلقاتِ دُنیاوی کی وجہ سے وہ قبول نہیں کرتے معلوم ہوتا ہے اس میں کوئی تجویز ہے اور اس کو ابھی مخفی رکھا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ترقی ہونے والی ہے اور اللہ کریم کچھ چشم نمائی کرنیوالے ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ ہمارے ارادہ میں ہے وہ ہو چکا اب ٹل نہیں سکتا۔"

(البدر جلد ۱ نمبر ۲ مورخہ ۷ ر نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۰، ۱۱)

۱۹۰۲ء

"طاعون کا تذکرہ ہو پڑا۔ فرمایا ایک بار مجھے یہ الہام ہؤا تھا کہ

خدا قادیان میں نازل ہوگا، اپنے وعدہ کے موافق

اور پھر یہ بھی تھا:۔

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔"[۱]

(البدر جلد ۱ نمبر ۲ مورخہ ۷ ر نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱۔ الحکم جلد ۶ نمبر ۴۰ مورخہ ۱۰ ر نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ اوّل)

۳۰ ر اکتوبر ۱۹۰۲ء

(الف) "نتیجہ خلافِ مُراد ہؤا یا نکلا

آخر کا لفظ ٹھیک یاد نہیں اور یہ بھی پختہ پتہ نہیں کہ یہ الہام کس امر کے متعلق ہے۔"

(البدر جلد ۱ نمبر ۲ مورخہ ۷ ر نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۶)

(ب) "نتیجہ خلافِ امّید ہے"

(الحکم جلد ۶ نمبر ۴۰ مورخہ ۱۰ ر نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱)

۶ ر نومبر ۱۹۰۲ء

"۶ ر نومبر ۱۹۰۲ء کی شام کو میرے دل میں ڈالا گیا کہ ایک قصیدہ مقام مُدّ کے مباحثہ کے متعلق بناؤں۔"

(اعجاز احمدی صفحہ ۸۹۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۰۳)

۱۹۰۲ء

"فَقَدْ سَرَّنِيْ فِيْ هٰذِهِ الصُّوْرِ صُوْرَةٌ[۲]
لِيَدْ فَعَ رَبِّيْ كُلَّمَا كَانَ يَحْشُرُ"

---

[۱] (ترجمہ از مرتب) سوائے مومنوں اور نیک عمل کرنے والوں کے۔

[۲] "هٰذَا الشِّعْرُ مِنْ وَّحْيِ اللّٰهِ تَعَالٰى جَلَّ شَانُهٗ" (اعجاز احمدی صفحہ ۴۴ حاشیہ۔ رُوحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۵۶)

(ترجمہ از مرتب) یہ شعر اللہ تعالیٰ کی وحی سے ہے۔

الرؤية ـ وتأويل كل معنى يضاف إلى الربوبية ـ بتَرْك التأويلِ ولزومِ التسليم، وعليه دينُ المسلمين.

٤٦ ـ ومَنْ لَمْ يَتَوَقَّ النَّفْيَ والتشبيهَ، زَلَّ ولم يُصِبِ التنزيهَ؛

٤٧ ـ فإن رَبّنا جَلّ وعلا مَوْصُوفٌ بصفاتِ الوحدانية، مَنْعوت بنعوتِ الفَرْدانية: ليس في معناه أحدٌ من البَرِيَّة.

٤٨ ـ تَعالى عن الحدود والغاياتِ[١]، والأرْكانِ والأعضاءِ والأدواتِ، لا تَحْوِيهِ الجِهاتُ السِتُّ كسائِرِ المُبْتَدعَاتِ.

٤٩ ـ وا... ﷺ، وعُرِج
بشَخْصِهِ في ... ثُ شاءَ الله
من العُلا، و... ما أوْحى،
﴿ما كَذَبَ ٱلْ... ه وسلم في
الآخرة والأو...

متن
العقيدة الطحاوية
بيان عقيدة أهل السنة والجماعة
للإمام أبي جعفر الطحاوي الحنفي
المتوفى سنة ٣٢١ هجرية
دار ابن حزم

(١) أي الأبعا...
(٢) سورة النجم: الآية ١١.

رکھتیں ورنہ بہتیرے ہندو بتوں کے آگے اپنی زبان یا ہاتھ یا پیر کاٹ دیتے ہیں اور بہتیرے نادان ہندو اپنے بچے کو گنگا میں ڈال کر اس کا نام جل پروا رکھتے ہیں۔ اور ان میں سے بہتیرے ایسے گذرے ہیں کہ ارادتاً جگن ناتھ کے پہیے کے نیچے کچلے گئے ہیں۔ سوایسی بیہودہ حرکات نظیر دینے کے لائق نہیں اور نہ وہ خدا تعالیٰ کا قانون قدرت کہلا سکتی ہیں۔ ہمارا تو یہ اعتراض تھا کہ اعلیٰ کا ادنیٰ کے لئے اپنی جان ضائع کرنا قانون قدرت کے مخالف ہے۔ پس کاش اگر یہ لوگ پہلے قانون قدرت کی تعریف میں غور کرتے تو اس فاش غلطی میں نہ پڑتے۔ کیا ہم بعض نادانوں کی بے ہودہ حرکات کو جن پر خود قانون قدرت کا اعتراض ہے قانون قدرت کا حکم دے سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

اور پھر لطف یہ کہ اس بحث میں پڑنے کا ابھی تک عیسائیوں کا حق بھی نہیں۔ کیونکہ وہ اس بات کے قائل نہیں کہ درحقیقت اقنوم ثانی کو جس کا دوسرا نام ان کے نزدیک ابن اللہ ہے پھانسی دی گئی تھی وجہ یہ کہ اس سے ان کو ماننا پڑتا ہے کہ ان کا خدا تین دن تک مرا رہا پس جبکہ خدا ہی مرا رہا تو اس عرصہ تک **اس دنیا کا انتظام کون کرتا ہوگا؟**

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ باتیں حضرت مسیح کی تعلیم میں نہیں تھیں اور ان کی تعلیم میں توریت پر کوئی بھی زیادت نہیں تھی۔ انہوں نے صاف صاف کہا تھا کہ میں انسان ہوں۔ ہاں جیسا کہ خدا کے مقبولوں کو عزت اور قربت اور محبت کے خدا تعالیٰ کی طرف سے القاب ملتے ہیں اور یا جیسا کہ وہ لوگ خود عشق الٰہی کی محویت میں محبت اور یکدلی کے الفاظ منہ پر لاتے ہیں ایسا ہی ان کا بھی حال تھا۔ اس میں کیا شک ہے کہ جب کوئی انسان سے محبت کرے یا خدا سے تو جب وہ محبت کمال کو پہنچتی ہے تو محبّ کو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کی روح اور اس کے محبوب کی روح ایک ہوگئی ہے اور فنا نظری کے مقام میں بسا اوقات وہ اپنے تئیں محبوب سے ایک ہی دیکھتا ہے۔ **جیسا کہ اس عاجز کو اپنے الہامات میں خدا تعالیٰ مخاطب کر کے فرماتا ہے☆ کہ " تو مجھ سے اور مَیں**

☆نوٹ۔ یہ الہامات میری کتاب براہین احمدیہ اور آئینہ کمالات اسلام اور ازالہ اوہام اور تحفہ بغداد وغیرہ میں شائع ہو چکے ہیں اور قریباً پچیس سال سے ان کو شائع کر رہا ہوں۔ منہ

تجھ سے ہوں اور زمین و آسمان تیرے ساتھ ہیں جیسا کہ میرے ساتھ ہیں اور تو ہمارے پانی میں سے ہے اور دوسرے لوگ خشکی سے اور تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تو مجھ سے اس مقام اتحاد میں ہے جو کسی مخلوق کو معلوم نہیں خدا اپنے عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔ تو اس سے نکلا اور اس نے تمام دنیا سے تجھ کو چنا۔ تو میری درگاہ میں وجیہ ہے۔ میں نے اپنے لئے تجھ کو پسند کیا۔ تو جہان کا نور ہے۔ تیری شان عجیب ہے۔ میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تیرے گروہ کو قیامت تک غالب رکھوں گا۔ تو برکت دیا گیا۔ خدا نے تیری مجد کو زیادہ کیا۔ تو خدا کا وقار ہے۔ پس وہ تجھے ترک نہیں کرے گا۔ تو کلمۃ الازل ہے پس تو مٹایا نہیں جائے گا۔ میں فوجوں کے سمیت تیرے پاس آؤں گا۔ میرا لوٹا ہوا مال تجھے ملے گا۔ میں تجھے عزت دوں گا اور تیری حفاظت کروں گا۔ یہ ہوگا یہ ہوگا اور پھر انتقال ہوگا۔ تیرے پر میرے کامل انعام ہیں۔ لوگوں کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے پیار کرتے ہو تو آؤ میرے پیچھے چلو تا خدا بھی تم سے پیار کرے۔ میری سچائی پر خدا گواہی دیتا ہے پھر کیوں تم ایمان نہیں لاتے۔ تو میری آنکھوں کے سامنے ہے میں نے تیرا نام متوکل رکھا۔ خدا عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔ ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔ لوگ چاہیں گے کہ اس نور کو بجھا دیں مگر خدا اس نور کو جو اس کا نور ہے کمال تک پہنچائے گا۔ ہم ان کے دلوں میں رعب ڈالیں گے۔ ہماری فتح آئے گی اور زمانہ کا کاروبار ہم پر ختم ہوگا اس دن کہا جائے گا کہ کیا یہ حق نہ تھا۔ میں تیرے ساتھ ہوں جہاں تو ہے۔ جس طرف تیرا مُنہ اُس طرف خدا کا مُنہ۔ تجھ سے بیعت کرنا

ایسا ہے جیسا کہ مجھ سے۔ تیرا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔ لوگ دور دور سے تیرے پاس آئیں گے اور خدا کی نصرت تیرے پر اترے گی۔ تیرے لئے لوگ خدا سے الہام پائیں گے اور تیری مدد کریں گے۔ کوئی نہیں جو خدا کی پیشگوئیوں کو ٹال سکے۔ اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری کی گئی اور تیرا ذکر بلند کیا گیا۔ خدا تیری حجت کو روشن کرے گا۔ تو بہادر ہے۔ اگر ایمان ثریا میں ہوتا تو تُو اس کو پالیتا۔ خدا کی رحمت کے خزانے تجھے دیئے گئے۔ تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہو جائے گا اور خدا ابتدا تجھ سے کرے گا۔ میں نے ارادہ کیا کہ اپنا جانشین بناؤں تو میں نے آدم کو یعنی تجھے پیدا کیا ہے۔ آواہن {خدا تیرے اندر اتر آیا} خدا تجھے ترک نہیں کرے گا اور نہ چھوڑے گا جب تک کہ پاک اور پلید میں فرق نہ کرے۔ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں۔ تو مجھ میں اور تمام مخلوقات میں واسطہ ہے۔ میں نے اپنی روح تجھ میں پھونکی۔ تو مدد دیا جائے گا اور کسی کو گریز کی جگہ نہیں رہے گی۔ تو حق کے ساتھ نازل ہوا اور تیرے ساتھ نبیوں کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ خدا نے اپنے فرستادہ کو بھیجا تا اپنے دین کو قوت دے اور سب دینوں پر اس کو غالب کرے۔ اس کو خدا نے قادیاں کے قریب نازل کیا اور وہ حق کے ساتھ اترا اور حق کے ساتھ اتارا گیا۔ اور ابتدا سے ایسا ہی مقرر تھا۔ تم گڑھے کے کنارے پر تھے خدا نے تمہیں نجات دینے کے لئے اسے بھیجا۔ اے میرے احمد تو میری مراد اور میرے ساتھ ہے۔ میں نے تیری بزرگی کا درخت اپنے ہاتھ سے لگایا۔ میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا اور تیری مدد کروں گا۔ کیا لوگ اس سے تعجب کرتے ہیں۔ کہہ خدا عجیب ہے چن لیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اپنے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا۔

خدا کا سایہ تیرے پر ہوگا اور وہ تیری پناہ رہے گا۔ آسمان بندھا ہوا تھا اور زمین بھی ہم نے دونوں کو کھول دیا۔ تو وہ عیسیٰ ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں ہوسکتا۔ ہم تجھے لوگوں کے لئے نشان بنائیں گے اور یہ امر ابتدا سے مقدر تھا۔ تو میرے ساتھ ہے۔ تیرا بھید میرا بھید ہے تو دنیا اور آخرت میں وجیہ اور مقرب ہے۔ تیرے پر انعام خاص ہے اور تمام دنیا پر تجھے بزرگی ہے۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا۔ اس کے لئے وہ مقام ہے جہاں انسان اپنے اعمال کی قوت سے پہنچ نہیں سکتا تو میرے ساتھ ہے۔ تیرے لئے رات اور دن پیدا کیا گیا۔ تیری میری طرف وہ نسبت ہے جس کی مخلوق کو آگاہی نہیں۔ اے لوگو تمہارے پاس خدا کا نور آیا پس تم منکر مت ہو''۔

وغیرہ الخ۔ اور ان کے ساتھ اور مکاشفات ہیں جو ان کی تائید کرتے ہیں چنانچہ ایک کشف میں مَیں نے دیکھا کہ میں اور حضرت عیسیٰ ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ اس کشف کو بھی میں براہین میں چھاپ چکا ہوں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کی تمام صفات روحانی میرے اندر ہیں اور جن کمالات سے وہ موصوف ہوسکتے ہیں وہ مجھ میں بھی ہیں۔ اور پھر ایک اور کشف ہے جو آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴ و ۵۶۵ میں مدّت سے چھپ چکا ہے اس کو بعینہٖ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے **ترجمہ**:۔ میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں اور میرا اپنا کوئی ارادہ اور کوئی خیال اور کوئی عمل نہیں رہا اور میں ایک سوراخ دار برتن کی طرح ہوگیا ہوں

یا اس شے کی طرح جسے کسی دوسری شے نے اپنی بغل میں دبا لیا ہو اور اسے اپنے اندر بالکل مخفی کر لیا ہو یہاں تک کہ اس کا کوئی نام و نشان باقی نہ رہ گیا ہو۔ اس اثناء میں مَیں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی روح مجھ پر محیط ہو گئی اور میرے جسم پر مستولی ہو کر اپنے وجود میں مجھے پنہاں کر لیا۔ یہاں تک کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہا اور میں نے اپنے جسم کو دیکھا تو میرے اعضاء اس کے اعضا اور میری آنکھ اس کی آنکھ اور میرے کان اس کے کان اور میری زبان اس کی زبان بن گئی تھی۔ میرے ربّ نے مجھے پکڑا اور ایسا پکڑا کہ میں بالکل اس میں محو ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ اس کی قدرت اور قوت مجھ میں جوش مارتی اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے۔ حضرت عزت کے خیمے میرے دل کے چاروں طرف لگائے گئے اور سلطان جبروت نے میرے نفس کو پیس ڈالا۔ سو نہ تو مَیں مَیں ہی رہا اور نہ میری کوئی تمنا ہی باقی رہی۔ میری اپنی عمارت گر گئی اور ربّ العالمین کی عمارت نظر آنے لگی اور الوہیت بڑے زور کے ساتھ مجھ پر غالب ہوئی اور میں سر کے بالوں سے ناخن پا تک اس کی طرف کھینچا گیا۔ پھر میں ہمہ مغز ہو گیا جس میں کوئی پوست نہ تھا اور ایسا تیل بن گیا کہ جس میں کوئی مَیل نہیں تھی اور مجھ میں اور میرے نفس میں جدائی ڈال دی گئی۔ پس میں اس شے کی طرح ہو گیا جو نظر نہیں آتی یا اس قطرہ کی طرح جو دریا میں جا ملے اور دریا اس کو اپنی چادر کے نیچے چھپا لے۔ اس حالت میں مَیں نہیں جانتا تھا کہ اس سے پہلے مَیں کیا تھا اور میرا وجود کیا تھا۔ الوہیت میری رگوں اور پٹھوں میں سرایت کر گئی۔ اور مَیں بالکل اپنے آپ سے کھویا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے سب اعضا اپنے کام میں لگائے اور اس زور سے اپنے قبضہ میں کر لیا کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔ چنانچہ اس کی گرفت سے میں بالکل معدوم ہو گیا۔ اور میں اس وقت یقین کرتا تھا کہ میرے اعضا میرے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اعضا ہیں۔ اور میں خیال کرتا تھا کہ میں اپنے سارے وجود سے معدوم اور اپنی ہویت سے قطعاً نکل چکا ہوں اب کوئی شریک اور منازع روک کرنے والا نہیں رہا۔ خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا اور میرا غضب اور حلم اور تلخی اور شیرینی اور حرکت اور سکون سب اسی کا ہو گیا۔ اور اس حالت میں مَیں یوں کہہ رہا تھا کہ **ہم ایک نیا نظام**

اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی۔ اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا انّا زیّنا السّماء الدّنیا بِمَصَابیح۔ پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔ پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہوگئی اور میری زبان پر جاری ہوا اَردتُ ان استخلف فخلقت آدم. انّا خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔

یہ الہامات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری نسبت میرے پر ظاہر ہوئے اور اس قسم کے اور بھی بہت سے الہامات ہیں جن کو میں قریباً پچیس برس سے شائع کر رہا ہوں اور بہت سے ان میں سے میری کتاب براہین احمدیہ اور دوسری کتابوں میں چھپ کر شائع ہو چکے ہیں۔ اب حضرات پادری صاحبان سوچیں اور غور کریں اور ان الہامات کو یسوع مسیح کے الہامات سے مقابلہ کریں اور پھر انصافاً گواہی دیں کہ کیا یسوع کے وہ الہامات جن سے وہ اس کی خدائی نکالتے ہیں ان الہامات سے بڑھ کر ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ اگر کسی کی خدائی ایسے الہامات اور کلمات سے نکل سکتی ہے تو ان میرے الہامات سے نعوذ باللہ میری خدائی یسوع کی نسبت بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگی اور سب سے بڑھ کر ہمارے سیّد و مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدائی ثابت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ آپ کی وحی میں صرف یہی نہیں کہ جس نے تجھ سے بیعت کی اس نے خدا سے بیعت کی اور نہ صرف یہ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے اور آپ کے ہر ایک فعل کو اپنا فعل ٹھہرایا ہے۔ اور یہ کہہ کر کہ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی[1] آپ کی تمام کلام کو اپنی کلام ٹھہرایا ہے بلکہ ایک جگہ اور تمام لوگوں کو آپ کے بندے قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا قُلْ یٰعِبَادِیَ[2]۔ یعنی کہہ کہ اے میرے بندو۔ پس ظاہر ہے کہ جس قدر صراحت اور وضاحت سے ان پاک کلمات سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

معلوم ہوا کہ خدا نے اُن کی زندگی کے پنڈرہ۱۵ دن پندرہ سال سے بدل دئے ہیں یہ ہے ہمارا خدا جو اپنی پیشگوئیوں کے بدلانے پر بھی قادر ہے مگر ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ قادر نہیں۔

نشان ۱۰۶- ایک دفعہ تمثّلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیشگوئیاں لکھیں جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہئیں تب میں نے وہ کاغذ دستخط کرانے کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامل کے سرخی کے قلم سے اُس پر دستخط کئے اور دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑکا جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آجاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دئے اور میرے پر اُس وقت نہایت رِقّت کا عالم تھا اِس خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے کہ جو کچھ میں نے چاہا بلاتوقف اللہ تعالیٰ نے اُس پر دستخط کر دئے اور اُسی وقت میری آنکھ کُھل گئی اور اُس وقت میاں عبد اللہ سنوری مسجد کے حجرہ میں میرے پیر دبا رہا تھا کہ اُس کے رُوبرو غیب سے سُرخی کے قطرے میرے کُرتے اور اُس کی ٹوپی پر بھی گرے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس سُرخی کے قطرے گرنے اور قلم کے جھاڑنے کا ایک ہی وقت تھا ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہ تھا ایک غیر آدمی اِس راز کو نہیں سمجھے گا اور شک کرے گا کہ کیونکر اس کو صرف ایک خواب کا معاملہ محسوس ہوگا مگر جس کو روحانی امور کا علم ہو وہ اس میں شک نہیں کر سکتا اسی طرح خدا نیست سے ہست کر سکتا ہے۔ غرض میں نے یہ سارا قصہ میاں عبد اللہ کو سنایا اور اُس وقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ عبد اللہ جو ایک رویت کا گواہ ہے اس پر بہت اثر ہوا اور اُس نے میرا کرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا جو اب تک اُس کے پاس موجود ہے۔

۱۰۷۔ کئی مرتبہ زلزلوں سے پہلے اخباروں میں میری طرف سے شائع ہو چکا ہے کہ دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے یہاں تک کہ زمین زیر و زبر ہو جائے گی۔ پس وہ **زلزلے** جو سان فرانسسکو اور فارموسا وغیرہ میں میری پیشگوئی کے مطابق آئے وہ تو سب کو معلوم ہیں لیکن حال میں ۱۶؍اگست ۱۹۰۶ء کو جو جنوبی حصہ امریکہ یعنی چلی کے صوبہ میں ایک سخت زلزلہ آیا۔ وہ پہلے زلزلوں سے کم نہ تھا۔ جس سے پنڈرہ۱۵ چھوٹے بڑے شہر اور قصبے برباد ہو گئے اور ہزارہا جانیں تلف ہوئیں اور

پیدا ہوتی ہے وہی حرکت اس اندام کے کل اعضا یا بعض میں جیسا کہ اس قیوم کی ذات کا تقاضا ہو پیدا ہو جاتی ہے۔

اس بیان مذکورہ بالا کی تصویر دکھلانے کے لئے تخیّلی طور پر ہم فرض کر سکتے ہیں کہ قیّوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ بے شمار پَیر اور ہر یک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں۔ اور کشش کا کام دے رہی ہیں۔ یہ وہی اعضا ہیں جن کا دوسرے لفظوں میں عالم نام ہے جب قیوم عالم کوئی حرکت جزوی یا کلّی کرے گا تو اس کی حرکت کے ساتھ اس کے اعضا میں حرکت پیدا ہو جانا ایک لازمی امر ہوگا اور وہ اپنے تمام ارادوں کو انہیں اعضا کے ذریعہ سے ظہور میں لائے گا نہ کسی اور طرح سے پس یہی ایک عام فہم مثال اس روحانی امر کی ہے کہ جو کہا گیا ہے کہ مخلوقات کی ہر یک جزو خدائے تعالےٰ کے ارادوں کی تابع اور اس کے مقاصد مخفیہ کو اپنے خادمانہ چہرہ میں ظاہر کر رہی ہے اور کمال درجہ کی اطاعت سے اس کے ارادوں کی راہ میں محو ہو رہی ہے اور یہ اطاعت اس قسم کی ہرگز نہیں ہے جس کی صرف حکومت اور زبردستی پر بنا ہو بلکہ ہر یک چیز کو خدائے تعالےٰ کی طرف ایک مقناطیسی کشش پائی جاتی ہے اور ہر یک ذرّہ ایسا بالطبع اس کی طرف جھکا ہوا معلوم ہوتا ہے جیسے ایک وجود کے متفرق اعضا اس وجود کی طرف جھکے ہوئے ہوتے ہیں۔ پس درحقیقت یہی سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ یہ تمام عالم اس وجود اعظم کے لئے بطور اعضا کے واقعہ ہے اور اسی وجہ سے وہ **قیوم العٰلمین** کہلاتا ہے کیونکہ جیسی جان اپنے بدن کی قیوم ہوتی ہے ایسا ہی وہ تمام مخلوقات کا قیوم ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو نظام عالم کا بالکل بگڑ جاتا۔

ہر یک ارادہ اس قیوم کا خواہ وہ ظاہری ہے یا باطنی دینی ہے یا دنیوی اسی

تو اس صورت میں وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مذہب نہیں ٹھہر سکتا۔ بھلا ایک شخص اسلام کے ہر ایک پاک عقیدہ کے موافق اپنا عقیدہ رکھتا ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مفتری سمجھتا ہے جیسا کہ برہمو سماج والے سمجھتے ہیں تو اس خیال کے مسلمان اس کے آگے اپنے مذہب کا مابہ الامتیاز کیا پیش کر سکتے ہیں جو صرف قصے کہانیاں نہ ہوں بلکہ ایک ایسی مشہود و محسوس نعمت ہو جو ان کو دی گئی اور اُن کے غیر کو نہیں دی گئی۔ پس اے بدبخت اور بدقسمت قوم! وہ وہی نعمت ہے جو مکالمات اور مخاطباتِ الٰہیہ ہیں جن کے ذریعہ سے علومِ غیب حاصل ہوتے اور خدا کی تائیدی قدرتیں ظہور میں آتی ہیں اور خدا کی وہ نصرتیں جن پر وحی الٰہی کی مہر ہوتی ہے ظاہر ہوتی ہیں اور وہ لوگ اُس مُہر سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ اس کے سوا کوئی مابہ الامتیاز نہیں۔ اور جب تم خود مانتے ہو جو خدا دعاؤں کو سُنتا ہے۔ پس اے سُست ایمانو! اور دلوں کے اندھو! جب کہ وہ سُن سکتا ہے تو کیا وہ بول نہیں سکتا؟ اور جب کہ سُننے میں اس کی کوئی ہتکِ عزّت نہیں تو پھر اپنے بندوں کے ساتھ بولنے سے کیوں اُس کی ہتک عزّت ہو گئی؟ ورنہ یہ اعتقاد رکھو کہ جیسا کہ کچھ مدّت سے الہام الٰہی پر مہر لگ گئی ہے ویسا ہی اُسی مدّت سے خدا کی شنوائی پر بھی مہر لگ گئی ہے۔ اور اب خدا نعوذ باللہ صُمٌّ بُکْمٌ میں داخل ہے۔ کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ اس زمانہ میں خُدا سُنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ پھر بعد اس کے یہ سوال ہوگا کہ کیوں نہیں بولتا۔ کیا زبان پر کوئی مرض لاحق ہو گئی ہے مگر کان مرض سے محفوظ ہیں۔ جب کہ وہی بندے ہیں اور وہی خدا ہے اور تکمیلِ ایمان کے لئے وہی حاجتیں ہیں بلکہ اس زمانہ میں جو دلوں پر دہریّت غالب ہو گئی ہے بولنے کی اسی قدر ضرورت تھی جس قدر سُننے کی۔ تو پھر کیا وجہ کہ سُننے کی صفت تو اب تک ہے مگر بولنے کی صفت معطّل ہو گئی ہے۔

افسوس کہ چودھویں صدی میں سے بھی بائیس ۲۲ برس گذر گئے اور ہمارے دعوے کا زمانہ

کہ اس کے مرد بنی اسرائیل کی عورتوں کی طرح بھی نہیں۔ کیا گمان ہوسکتا ہے کہ یہ ایک ایسا زمانہ آگیا ہے کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ اگر غریب بندوں کی دعائیں سننے میں اُس کی کچھ ہتکِ عزت نہیں تو بولنے میں کیوں ہتک عزت ہے۔

یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کے صفات کبھی معطل نہیں ہوتے۔ پس جیسا کہ وہ ہمیشہ سنتا رہے گا ایسا ہی وہ ہمیشہ بولتا بھی رہے گا۔ اس دلیل سے زیادہ تر صاف اور کونسی دلیل ہوسکتی ہے کہ خدا تعالیٰ کے سُننے کی طرح بولنے کا سلسلہ بھی کبھی ختم نہیں ہوگا۔ اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک گروہ ہمیشہ ایسا رہے گا جن سے خدا تعالیٰ مکالمات ومخاطبات کرتا رہے گا۔ اور مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ نبی کے نام پر اکثر لوگ کیوں چڑ جاتے ہیں جس حالت میں یہ ثابت ہوگیا ہے کہ آنے والا مسیح اسی اُمّت میں سے ہوگا پھر اگر خدا تعالیٰ نے اس کا نام نبی رکھ دیا تو حرج کیا ہوا۔ ایسے لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ اِسی کا نام اُمّتی بھی تو رکھا گیا ہے اور اُمّتیوں کی تمام صفات اس میں رکھی گئی ہیں۔ پس یہ مرکّب نام ایک الگ نام ہے اور کبھی حضرت عیسیٰ اسرائیلی اس نام سے موسوم نہیں ہوئے اور مجھے خدا تعالیٰ نے میری وحی میں بار بار اُمّتی کر کے بھی پکارا ہے اور نبی کر کے بھی پکارا ہے۔ اور ان دونوں ناموں کے سُننے سے میرے دل میں نہایت لذّت پیدا ہوتی ہے۔ اور میں شکر کرتا ہوں کہ اس مرکب نام سے مجھے عزت دی گئی۔ اور اس مرکب نام کے رکھنے میں حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ تا عیسائیوں پر ایک سرزنش کا تازیانہ لگے کہ تم عیسیٰ بن مریم کو خدا بناتے ہو۔ مگر ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ کا نبی ہے کہ اُس کی اُمّت کا ایک فرد نبی ہوسکتا ہے اور عیسیٰ کہلا سکتا ہے۔ حالانکہ وہ اُمّتی ہے۔

قولہ۔ مہدی موعود کی صفت میں جو بعض احادیث میں من وُلد فاطمۃ واقع ہے اور بعض میں من عترتی اور بعض میں من اھل بیتی بھی واقع ہے اور یہ بھی واقع ہے کہ یواطئ اسمہ اسمی و اسم ابیہ اسم ابی۔ پس ان میں سے ہر ایک کی کیا توجیہ ہے بیان فرماویں۔

کلام اُن سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور اُن کے معنی کھلے کھلے ہوتے ہیں اور اُن کے نہ ماننے سے فساد لازم آتا ہے مثلاً اسی جگہ دیکھ لو کہ جو شخص محض خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور اُس کے رسولوں پر ایمان نہیں لاتا اُس کو خدا تعالیٰ کی صفات سے منکر ہونا پڑتا ہے۔ مثلاً ہمارے زمانہ میں برہمو جو ایک نیا فرقہ ہے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کو مانتے ہیں مگر نبیوں کو نہیں مانتے وہ خدا تعالیٰ کے کلام سے منکر ہیں اور ظاہر ہے کہ اگر خدا تعالیٰ سنتا ہے تو بولتا بھی ہے۔ پس اگر اس کا بولنا ثابت نہیں تو سُننا بھی ثابت نہیں۔ اس طرح پر ایسے لوگ صفات باری سے انکار کر کے دہریوں کے رنگ میں ہو جاتے ہیں اور صفاتِ باری جیسے ازلی ہیں ویسے ابدی بھی ہیں اور ان کو مشاہدہ کے طور پر دکھلانے والے محض انبیاء علیہم السلام ہیں اور نفی صفات باری نفی وجود باری کو مستلزم ہے۔ اِس تحقیق سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے لئے انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا کس قدر ضروری ہے کہ بغیر اُن کے خدا پر ایمان لانا ناقص اور نا تمام رہ جاتا ہے اور نیز آیات محکمات کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ اُن کی شہادت نہ محض کثرت آیات سے بلکہ عملی طور پر بھی ملتی ہے۔ یعنی خدا کے نبیوں کی متواتر شہادت اُن کے بارہ میں پائی جاتی ہے۔ جیسا کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف اور دوسرے نبیوں کی کتابوں کو دیکھے گا۔ اُس کو معلوم ہوگا کہ نبیوں کی کتابوں میں جس طرح خدا پر ایمان لانے کی تاکید ہے ایسا ہے اُس کے رسولوں پر بھی ایمان لانے کی تاکید ہے اور متشابہات کی یہ علامت ہے کہ اُن کے ایسے معنی ماننے سے جو مخالف محکمات کے ہیں فساد لازم آتا ہے اور نیز دوسری آیات سے جو کثرت کے ساتھ ہیں مخالف پڑتی ہیں خدا تعالیٰ کے کلام میں تناقض ممکن نہیں اِس لئے جو قلیل ہے بہر حال کثیر کے تابع کرنا پڑتا ہے اور میں لکھ چکا ہوں کہ اللہ کے لفظ پر غور کرنا اس وسوسہ کو مٹا دیتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کے کلام میں اس کے اپنے بیان میں اللہ کے لفظ کی یہ تصریح ہے کہ اللہ وہ خدا ہے جس نے کتابیں بھیجی ہیں اور نبی بھیجے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا کہ وہ ان مدارج اور مراتب کو پالیں جو رسول کریم کی پیروی سے لوگوں کو ملیں گے

بآسانی باہر کی طرف نکل آتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بھی ایک حیوانی شعور ہے۔ ایسا ہی لاجونتی کی بوٹی میں بھی حیوانی شعور پایا جاتا ہے کہ وہ ہاتھ لگانے سے فی الفور پژمردہ ہوجاتی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کا وجود بھی حیوان اور نبات میں مشترک ہے اور بعض درختوں کے پھل جب پختہ ہوتے اور کھانے کے قابل ہو جاتے ہیں تو وہ سب کے سب پرندے بن جاتے ہیں اور دوسرے پرندوں کی طرح پرواز کرتے ہیں جیسا کہ گولر کا پھل بھی اسی طرح کا ہے اور بعض سیّاح صاحب تجربہ بیان کرتے ہیں کہ افریقہ کے بعض جنگلوں میں بہت سے ایسے درخت پائے گئے ہیں کہ اُن کے پھلے بھی گولر کی پھل کی طرح آخرکار چھوٹے چھوٹے پرندے ہوکر پرواز کرنے لگتے ہیں۔ بعض پتے اس قسم کے ہیں کہ عین سبز ہونے کی حالت میں اُن میں کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ کارخانہ قدرتِ الٰہی کی کون حد بست کرسکتا ہے یہ تمام جہالتیں ہیں کہ اس کے قدرت کے کاموں کو محدود کیا جاوے اس وسیع کارخانۂ قدرت پر ایک عمیق نظر ڈالنے سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ تمام مدار حیوانی پیدائش کا یہ قرار دینا کہ رُوحیں شبنم کی طرح آسمان سے گرتی ہیں ایسا خیال صرف جہالت ہی نہیں بلکہ جنون اور دیوانگی ہے۔

پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ ان تمام کیڑوں کی پیدائش موسموں اور وقتوں سے وابستہ ہے مثلاً برسات میں اس قدر کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں کہ تمام سال میں اس قدر پیدا نہیں ہوتے پس کیا ہم گمان کرسکتے ہیں کہ برسات میں لوگ بڑے بڑے گناہ کرتے ہیں اس لئے اس موسم میں کیڑوں کی ادنیٰ جونیں اُنہیں نصیب ہوتی ہیں؟ شرم۔

ماسوا اِس کے آریہ مذہب کا یہ عقیدہ قانونِ قدرت سے کس قدر برخلاف ہے کہ خدا تعالیٰ اس زمانہ میں لوگوں کی دُعائیں سنتا تو ہے مگر بولنے پر قادر نہیں اس لئے جواب نہیں دے سکتا۔ اور صرف اُس زمانہ تک وہ بولتا تھا جبکہ وید کا زمانہ تھا پھر جبکہ وہ بولتا نہیں تو کیونکر معلوم ہو کہ وہ سنتا بھی ہے بلکہ کیونکر معلوم ہو کہ وہ زندہ ہے پس یہ کس

اور کہتے ہیں کہ اگر انسانی قویٰ کو عمدہ اور کامل طور پر استعمال کیا جائے تو رہبری کے لئے وہی کافی ہیں اور بعض ایسے فرقے ہیں کہ وہ مانتے ہیں کہ خدا کا کلام دنیا میں آیا ہے مگر اُن کا خیال ہے کہ اس زمانہ میں خدا نے اپنی عادت کو بدل لیا ہے اور کلامِ الٰہی کا نزول آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ گو خدا تعالیٰ کسی زمانہ میں بولتا بھی تھا اور سنتا بھی۔ مگر اس زمانہ میں سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں گویا ایک قدیمی صفت اُس کی معطّل ہوگئی ہے اور گویا اُن کے نزدیک اُس کی صفات اِس زمانہ میں ناقص ہیں نہ کامل۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ کسی الہامی کتاب کو مانتے ہیں مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ قدیم سے خدا کا الہام ایک ہی زبان اور ایک ہی ملک اور ایک ہی قوم تک محدود رہا ہے اور الہام الٰہی کا دائرہ اس قدر تنگ ہے کہ بجز دوچار انسانوں کے جو کسی پہلے اور دُور دراز زمانہ میں کسی خاص ملک میں گذر چکے ہیں اور کسی حصہ زمین میں کوئی ملہم کبھی پیدا نہیں ہوا اور نہ صرف اِس حد تک بلکہ آئندہ کے لئے بھی تمام قوموں پر قطعاً یہ دروازہ بند ہے بجز ایک خاص قوم اور خاص مُلک کے۔

یہ ہیں متفرق مذاہب جو الہام کی نسبت مذکورہ بالا خیالات رکھتے ہیں مگر ہم نے اس جگہ یہ بیان کرنا ہے کہ ہمارا کیا مذہب ہے۔

پس واضح ہو کہ خدا نے ہمیں جس بات پر قائم کیا ہے اور جس بات کو اپنی پاک کتاب کے ذریعہ سے ہم پر کھول دیا ہے وہ یہ ہے کہ خدا سچ ہے اور اس کا الہام سچ ہے اور چونکہ وہ خدا تمام دنیا کا خدا ہے نہ یہ کہ کسی ایک خاص فرقہ یا کہ کسی خاص قوم کا خدا اس لئے اُس نے اپنے اس ضروری فیض سے یعنی الہام سے جو ہدایت کا سرچشمہ ہے دنیا کے تمام حصوں کو منور اور مستفیض کیا ہے اور کسی قوم سے بخل نہیں کیا اور ایسا ہی ہونا چاہئے تھا کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جن امور پر جسمانی حیات کا مدار ہے جیسے زمین۔ پانی۔ آگ۔ ہوا۔ سورج۔ چاند۔ اناج وغیرہ یہ تمام چیزیں تمام ملکوں اور قوموں میں پائی

دوں گا۔ اُسی طرح جس طرح فرعون کے ہاتھ سے موسیٰ نبی اور اُس کی جماعت کو رہائی دی گئی اور یہ معجزات اُسی طرح ظاہر ہوں گے کہ جس طرح موسیٰ نے فرعون کے سامنے دکھلائے۔ اور خدا فرماتا ہے کہ مَیں صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلاؤں گا اور مَیں اُسے مدد دوں گا جو میری طرف سے ہے اور مَیں اس کا مخالف ہو جاؤں گا جو اس کا مخالف ہے۔☆

سوا اے سُننے والو! تم سب یاد رکھو کہ اگر یہ پیشگوئیاں صرف معمولی طور پر ظہور میں آئیں تو تم سمجھ لو کہ مَیں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ لیکن ان پیشگوئیوں نے اپنے پورے ہونے کے وقت دنیا میں ایک تہلکہ برپا کر دیا اور شدّت گھبراہٹ سے دیوانہ سا بنا دیا اور اکثر مقامات میں عمارتوں اور جانوں کو نقصان پہنچایا تو تم اس خدا سے ڈرو جس نے میرے لئے یہ سب کچھ کر دکھایا۔ وہ خدا جس کے قبضہ میں ذرّہ ذرّہ ہے اُس سے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ مَیں چوروں کی طرح پوشیدہ آؤں گا۔ یعنی کسی جوتشی یا ملہم یا خواب بین کو اُس وقت کی خبر نہیں دی جائے گی بجز اس قدر خبر کے کہ جو اُس نے اپنے مسیح موعود کو دے دی یا آئندہ اس پر کچھ زیادہ کرے۔ اِن نشانوں کے بعد دنیا میں ایک تبدیلی پیدا ہوگی اور اکثر دل خدا کی طرف کھینچے جائیں گے اور اکثر سعید دلوں پر دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو جائے گی اور غفلت کے پردے درمیان سے اُٹھا دیئے جائیں گے اور حقیقی اسلام کا شربت انہیں پلایا جائے گا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے:۔

چو دَورِ خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

دَورِ خسروی سے مراد اس عاجز کا عہدِ دعوت ہے مگر اس جگہ دنیا کی بادشاہت مراد نہیں بلکہ آسمانی بادشاہت مراد ہے جو مجھ کو دی گئی۔ خلاصہ معنی اس الہام کا یہ ہے

☆ تھوڑی غنودگی کی حالت میں خدا تعالیٰ نے ایک کاغذ پر لکھا ہوا مجھے یہ دکھلایا کہ۔ تلک اٰیات الکتاب المبین۔ یعنی قرآن شریف کی سچائی پر یہ نشان ہوں گے۔ **منہ**

مرزا قادیانی اور خدا ایک پلنگ پر

مرزا قادیانی کا بیٹا بشیر احمد ایم اے اپنے باپ کی سیرت و کردار پر لکھی گئی کتاب سیرت المھدی میں لکھتا ہے کہ:

اب ہمارا قصہ سنو۔جس وقت تم حجرہ میں ہمارے پاؤں دبا رہے تھے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت وسیع اور مصفّٰی مکان ہے اس میں ایک پلنگ بچھا ہوا ہے اور اس پر ایک شخص حاکم کی صورت میں بیٹھا ہے۔میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ احکم الحاکمین یعنی رب العالمین ہیں اور میں اپنے آپ کو ایسا سمجھتا ہوں جیسے حاکم کا کوئی سر رشتہ دار ہوتا ہے۔میں نے کچھ احکام قضا و قدر کے متعلق لکھے ہیں اور ان پر دستخط کرانے کی غرض سے ان کے پاس لے چلا ہوں۔جب میں پاس گیا تو انہوں نے مجھے نہایت شفقت سے اپنے پاس پلنگ پر بٹھا لیا۔اس وقت میری ایسی حالت ہوگئی کہ جیسے ایک بیٹا اپنے باپ سے بچھڑا ہوا سالہا سال کے بعد ملتا ہے اور قدرتاً اس کا دل بھر آتا ہے یا شاید فرمایا اس کو رقت آجاتی ہے اور میرے دل میں اس وقت یہ بھی خیال آیا کہ احکم الحاکمین یا فرمایا رب العالمین ہیں اور کس محبت اور شفقت سے انہوں نے مجھے اپنے پاس بٹھا لیا ہے۔

(سیرت المھدی جلد اول صفحہ 74،75)

عبارت بالا سے چند امور ثابت ہوتے ہیں

اللہ تعالیٰ کو انسان کی صورت میں پیش کیا گیا۔خدا کو تخت یا پلنگ پر بیٹھا دکھایا گیا۔اللہ کو

جسم،شفقت، چہرہ، ہاتھ وغیرہ جیسے اعضا سے متصف کیا گیا۔مرزا قادیانی کو اللہ کا بیٹا ظاہر کیا گیا۔دونوں کے درمیان جذباتی ربط و" پلنگ پر ملاقات" جیسا تصور پیش کیا گیا۔

حدیث مبارک

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ:" إِنِّي عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ قَوْمٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ، فَقَالَ: اقْبَلُوا الْبُشْرَى يَا بَنِي تَمِيمٍ، قَالُوا: بَشَّرْتَنَا، فَأَعْطِنَا، فَدَخَلَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ، فَقَالَ: اقْبَلُوا الْبُشْرَى يَا أَهْلَ الْيَمَنِ إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ، قَالُوا: قَبِلْنَا جِئْنَاكَ لِنَتَفَقَّهَ فِي الدِّينِ وَلِنَسْأَلَكَ عَنْ أَوَّلِ هَذَا الْأَمْرِ مَا كَانَ، قَالَ كَانَ اللَّهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ قَبْلَهُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ، ثُمَّ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ، وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ شَيْءٍ ثُمَّ أَتَانِي رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا عِمْرَانُ، أَدْرِكْ نَاقَتَكَ فَقَدْ ذَهَبَتْ، فَانْطَلَقْتُ أَطْلُبُهَا، فَإِذَا السَّرَابُ يَنْقَطِعُ دُونَهَا، وَايْمُ اللَّهِ لَوَدِدْتُ أَنَّهَا قَدْ ذَهَبَتْ وَلَمْ أَقُمْ".

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ آپ کے پاس بنو تمیم کے کچھ لوگ آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنو تمیم! بشارت قبول کرو۔ انہوں نے اس پر کہا کہ آپ نے ہمیں بشارت دے دی، اب ہمیں بخشش بھی دیجئیے ۔پھر آپ کے پاس یمن کے کچھ لوگ پہنچے تو آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اہل یمن! بنو تمیم نے بشارت نہیں قبول کی تم اسے قبول کرو۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے قبول کر لی۔ ہم آپ کے پاس اس لیے حاضر ہوئے ہیں تا کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور تا کہ آپ سے اس دنیا کی ابتداء کے متعلق پوچھیں کہ کس طرح تھی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تھا اور کوئی چیز نہیں تھی اور اللہ کا عرش پانی پر تھا۔ پھر اس نے آسمان و زمین پیدا کیئے اور لوح محفوظ میں ہر چیز لکھ دی (عمران بیان کرتے ہیں کہ) مجھے ایک شخص نے آ کر خبر دی کہ عمران اپنی اونٹنی کی خبر لو وہ بھاگ گئی ہے۔ چنانچہ میں اس کی تلاش میں نکلا۔ میں نے دیکھا کہ میرے اور اس کے درمیان ریت کا چٹیل میدان حائل ہے اور اللہ کی قسم میری تمنا تھی کہ وہ چلی ہی گئی ہوتی اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں سے نہ اٹھا ہوتا۔

(صحیح بخاری 7418)

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اللہ زمان و مکان سے پاک ہے۔ کسی جگہ پر، کسی فرش یا پلنگ پر اس کا آنا یا بیٹھنا محال ہے۔

کیا یہ نظریہ عیسائیوں سے لیا گیا ہے؟

جی ہاں! اس خواب یا تجربے کی نوعیت عیسائی عقیدہ تثلیث (Father–Son relationship) سے مشابہت رکھتی ہے، جہاں: خدا باپ ہے حضرت عیسیٰ بیٹا ہے دونوں جسم رکھتے ہیں اور دونوں انسانی جذبات رکھتے ہیں مرزا قادیانی اور اس کے خاندان نے یہی فاسد نظریہ اسلام پر تھوپنے کی ناپاک کوشش کی۔

عیسائی عقیدہ تثلیث (Trinity) کیا ہے؟

تثلیث کا مطلب ہے: تین اقانیم یا تین ذاتیں۔خدا باپ (God the Father)خدا بیٹا (God the Son) حضرت عیسیٰ روح القدس (Holy Spirit)عیسائی عقیدے کے مطابق یہ تینوں علیحدہ ہستیاں نہیں، بلکہ ایک ہی خدا کی تین شخصیات (hypostases) ہیں تینوں برابر، ازلی، ابدی اور الوہیت میں شریک ہیں۔

عیسائیوں کا "خدا باپ اور بیٹا" نظریہ

بیٹا خدا کے جلال کا پرتَو اور اُس کی ذات کا نقش ہو کر اُس کی قدرت کے کلام سے سب چیزوں کو سنبھالتا ہے۔ وہ گناہوں کو پاک کرنے کے بعد آسمان پر بزرگی کی دہنی طرف جا بیٹھا۔

(عبرانیوں 3:1)

عیسائیوں کے مطابق یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) خدا کے بیٹے ہیں خدا اور عیسیٰ کے درمیان باپ بیٹے کا رشتہ ہے عیسیٰ کو روحانی نہیں، بلکہ حقیقی بیٹا مانا جاتا ہے۔خدا نے دنیا کو اپنے بیٹے کے ذریعے نجات دی۔یسوع خدا کے ساتھ "تخت" پر بیٹھے ہیں (Hebrews 3:1) یہ عقیدہ شرکِ جلی کی بدترین مثال ہے۔

مرزا قادیانی کے بیٹے کا یہ بیان نہ صرف اللہ تعالیٰ کی صریح توہین ہے بلکہ یہ باقاعدہ عیسائی کفریہ نظریات کی جھلک بھی دیتا ہے۔اسلام میں اللہ نہ جسم رکھتا ہے نہ مکان یا فرش پر بیٹھتا ہے نہ کسی انسان سے گلے ملتا یا پلنگ پر بٹھاتا ہے نہ کسی کو بیٹا بناتا ہے۔ یہ تمام افعال اللہ کے نہیں، شیطان کے ہیں، جو مختلف شکلوں میں ظاہر ہو کر مرزا کو گمراہ کرتا رہا۔

اور بدستور دبانے لگ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب اُٹھ کر بیٹھ گئے اور پھر حجرہ میں سے نکل کر مسجد میں جا کر بیٹھ گئے۔ میں وہاں پیچھے بیٹھ کر آپ کے مونڈھے دبانے لگ گیا۔ اس وقت میں نے عرض کیا کہ حضور یہ آپ پر سرخی کہاں سے گری ہے۔ حضور نے بہت بے توجہی سے فرمایا کہ آموں کا رس ہوگا اور مجھے ٹال دیا۔ میں نے دوبارہ عرض کیا کہ حضور یہ آموں کا رس نہیں یہ تو سرخی ہے۔ اس پر آپ نے سر مبارک کو تھوڑی سی حرکت دے کر فرمایا ''کتھّے ہے''؟ یعنی کہاں ہے؟ میں نے کرتہ پر وہ نشان دکھا کر کہا کہ یہ ہے اس پر حضور نے کُرتے کو سامنے کی طرف کھینچ کر اور اپنے سر کو ادھر پھیر کر اس قطرہ کو دیکھا۔ پھر اس کے متعلق مجھ سے کچھ نہیں فرمایا بلکہ رؤیت باری اور امور کشوف کے خارج میں وجود پانے کے متعلق پہلے بزرگوں کے دو ایک واقعات مجھے سنائے اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی ہستی وراء الوراء ہے اس کو یہ آنکھیں دنیا میں نہیں دیکھ سکتیں البتہ اس کی بعض صفات جمالی یا جلالی متمثّل ہو کر بزرگوں کو دکھائی دے جاتے ہیں۔ شاہ عبدالقادر صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے کئی دفعہ خدا تعالیٰ کی زیارت اپنے والد کی شکل میں ہوئی ہے نیز شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور خدا تعالیٰ نے مجھے ایک ہلدی کی گٹھی دی کہ یہ میری معرفت ہے اسے سنبھال کر رکھنا جب وہ بیدار ہوئے تو ہلدی کی گٹھی ان کی مٹھی میں موجود تھی۔ اور ایک بزرگ جن کا حضور نے نام نہیں بتایا تہجد کے وقت اپنے حجرہ کے اندر بیٹھے مصلّٰی پر کچھ پڑھ رہے تھے کہ انہوں نے کشف میں دیکھا کہ کوئی شخص باہر سے آیا ہے اور ان کے نیچے کا مصلّٰی نکال کر لے گیا ہے۔ جب وہ بیدار ہوئے تو دیکھا کہ فی الواقع مصلّٰی ان کے نیچے نہیں تھا۔ جب دن نکلنے پر حجرہ سے باہر نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مصلّٰی صحن میں پڑا ہے۔ یہ واقعات سنا کر حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ کشف کی باتیں تھیں مگر خدا تعالیٰ نے ان بزرگوں کی کرامت ظاہر کرنے کیلئے خارج میں بھی ان کا وجود ظاہر کر دیا۔ اب ہمارا قصہ سنو۔ جس وقت تم حجرہ میں ہمارے پاؤں دبا رہے تھے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت وسیع اور مصفّٰی مکان ہے اس میں ایک پلنگ بچھا ہوا ہے اور اس پر ایک شخص حاکم کی صورت میں بیٹھا ہے۔ میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ **احکم الحاکمین** یعنی **رب العالمین** ہیں اور میں اپنے آپ کو ایسا سمجھتا ہوں جیسے حاکم کا کوئی سررشتہ دار ہوتا ہے۔ میں نے کچھ احکام قضا و قدر کے متعلق لکھے ہیں اور ان پر دستخط کرانے کی

غرض سے ان کے پاس لے چلا ہوں۔ جب میں پاس گیا تو انہوں نے مجھے نہایت شفقت سے اپنے پاس پلنگ پر بٹھا لیا۔ اس وقت میری ایسی حالت ہوگئی کہ جیسے ایک بیٹا اپنے باپ سے بچھڑا ہوا سالہا سال کے بعد ملتا ہے اور قدرتاً اس کا دل بھر آتا ہے یا شاید فرمایا اس کو رقت آجاتی ہے اور میرے دل میں اس وقت یہ بھی خیال آیا کہ احکم الحاکمین یا فرمایا رب العالمین ہیں اور کس محبت اور شفقت سے انہوں نے مجھے اپنے پاس بٹھا لیا ہے۔ اس کے بعد میں نے وہ احکام جو لکھے تھے دستخط کرانے کی غرض سے پیش کئے۔ انہوں نے قلم سرخی کی دوات میں جو پاس پڑی تھی ڈبویا اور میری طرف جھاڑ کر دستخط کر دیئے۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ حضرت صاحب نے قلم کے جھاڑنے اور دستخط کرنے کی حرکتوں کو خود اپنے ہاتھ کی حرکت سے بتایا تھا کہ یوں کیا تھا۔ پھر حضرت صاحب نے فرمایا یہ وہ سرخی ہے جو اس قلم سے نکلی ہے۔ پھر فرمایا دیکھو کوئی قطرہ تمہارے اوپر بھی گرا۔ میں نے اپنے کُرتے کو ادھر اُدھر سے دیکھ کر عرض کیا کہ حضور میرے پر تو کوئی نہیں گرا۔ فرمایا کہ تم اپنی ٹوپی پر دیکھو۔ ان دنوں میں ململ کی سفید ٹوپی میرے سر پر ہوتی تھی میں نے وہ ٹوپی اتار کر دیکھی تو ایک قطرہ اس پر بھی تھا۔ مجھے بہت خوشی ہوئی اور میں نے عرض کیا حضور میری ٹوپی پر بھی ایک قطرہ ہے۔ پھر میرے دل میں یہ شوق پیدا ہوا کہ یہ کُرتہ بڑا مبارک ہے اس کو تبرکاً لے لینا چاہئیے۔ پہلے میں نے اس خیال سے کہ کہیں حضور جلدی انکار نہ کر دیں حضور سے مسئلہ پوچھا کہ حضور کسی بزرگ کا کوئی تبرک کپڑے وغیرہ کا لے کر رکھنا جائز ہے؟ فرمایا ہاں جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے تبرکات صحابہ نے رکھے تھے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ حضور خدا کے واسطے میرا ایک سوال ہے۔ فرمایا کہو کیا ہے؟ عرض کیا کہ حضور یہ کُرتہ تبرکاً مجھے دے دیں۔ فرمایا نہیں یہ تو ہم نہیں دیتے۔ میں نے عرض کیا حضور نے ابھی تو فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تبرکات صحابہ نے رکھے۔ اس پر فرمایا کہ یہ کُرتہ میں اس واسطے نہیں دیتا کہ میرے اور تیرے مرنے کے بعد اس سے شرک پھیلے گا اس کی لوگ پوجا کریں گے۔ اس کو لوگ زیارت بنا لیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور رسول اللہ ﷺ کے تبرکات سے شرک نہ پھیلا۔ فرمایا میاں عبداللہ دراصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تبرکات جن صحابہ کے پاس تھے وہ مرتے ہوئے وصیتیں کر گئے کہ ان تبرکات کو ہمارے کفن کے ساتھ دفن کر دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جو تبرک جن صحابہ کے پاس تھا وہ ان کے

خط کے راقم نے بتایا ہے کہ مسیح کی اِنجیل نے یہوُدی رسم ورواج اور شریعت کی اندھا دھُند تقلید کی بجائے ایک پاک صاف مسیحی زندگی بسر کرنے کی ہدایت کی ہے اور جو کوئی خداوند مسیح کو اپنا نجات دہندہ مان کر اُس پر سچے دل سے ایمان لے آتا ہے وہ خدا کے فضل کی بدولت شریعت کی غُلامی سے چھوُٹ جاتا ہے اور یہ کہ خداوند یسُوع مسیح نے اپنی آمد اور صلیب پر اپنا خُون بہانے کے ذریعہ اِنسان کو گناہ اور ہر طرح کی غُلامی سے آزاد کر دیا ہے۔

پہلی صدی عیسوی کے یہوُدی نژاد مسیحی اِس کشمکش میں مبتلا تھے کہ اُنہیں نجات پانے کے لیے یہوُدی مذہب کی کون کون سی باتیں ماننا ضروری ہیں اور کیا غیر یہوُدی مسیحیوں کو یہوُدی شریعت اور رسم ورواج پر عمل کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ اِن باتوں کا جواب اِس خط میں قدرے تفصیل کے ساتھ دیا گیا ہے۔

اِبنِ خدا کی فضِیلت

۱ گزرے ہوئے زمانہ میں خدا نے ہمارے آباواجداد سے کئی
موقعوں پر مختلف طریقوں سے نبیوں کی معرفت کلام کر کے
۲ اِن آخری دِنوں میں ہم سے اپنے بیٹے کی معرفت کلام کیا، جسے
اُس نے سب چیزوں کا وارث مُقرّر کیا اور جس کے وسیلہ سے اُس
نے کون ومکان کو پیدا کیا۔ ۳ وہ خدا کے جلال کا عکس اور اُس کے
جوہر کا عین نقش ہو کر اپنے قدرت والے کلام سے سب چیزوں کو
سنبھالتا ہے۔ وہ ہمیں گناہوں سے پاک کر دینے کے بعد آسمان پر
خدا کی دائیں طرف جا بیٹھا ۴ اور فرشتوں سے اُتنا ہی بزرگ تر ہُوا
جتنا افضل نام خدا نے اُسے میراث کے طور پر دیا تھا۔
۵ کیونکہ فرشتوں میں سے اُس نے کب کسی سے کہا،

تُو میرا بیٹا ہے؛
آج تُو مجھ سے پیدا ہُوا؟

اور پھر یہ کہ

میں اُس کا باپ ہُوں،
اور وہ میرا بیٹا ہوگا؟

۶ اور پھر جب وہ اپنے پہلوٹھے کو دُنیا میں لاتا ہے تو کہتا ہے،

خدا کے سب فرشتے اُسے سجدہ کریں۔

۷ اور فرشتوں کے بارے میں فرماتا ہے، کہ

وہ اپنے فرشتوں کو ہوائیں
اور اپنے خادموں کو آگ کے شعلے بناتا ہے۔

۸ مگر بیٹے کے بارے میں کہتا ہے،

اَے خدا تیرا تخت ابدالآباد تک قائم رہے گا،
تیری بادشاہی کا عصا راستی کا عصا ہے۔
۹ تُو نے راستبازی سے مَحبّت
اور شرارت سے نفرت رکھّی؛
اِس لیے خدا یعنی تیرے خدا نے شادمانی کے تیل سے
تیرے ساتھیوں کی بہ نسبت تجھے زیادہ مسح کیا۔

۱۰ وہ یہ بھی کہتا ہے،

اَے خداوند! تُو نے ابتدا میں زمین کی بنیاد رکھّی،
اور آسمان تیرے ہاتھوں کی کاریگری ہے۔
۱۱ وہ نیست ہو جائیں گے مگر تُو باقی رہے گا؛
وہ سب پوشاک کی مانند پُرانے ہو جائیں گے۔
۱۲ تُو اُنہیں چادر کی طرح لپیٹے گا؛
اور وہ پوشاک کی طرح بدل دیئے جائیں گے۔
لیکن تُو نہیں بدلتا،
اور تیری زندگی کبھی ختم نہ ہوگی۔

۱۳ لیکن خدا نے فرشتوں میں سے کسی کے بارے میں کب کہا ہے
کہ،

تُو میری دائیں طرف بیٹھ،
جب تک میں تیرے دُشمنوں کو
تیرے پاؤں کی چوکی نہ بنا دُوں؟

۱۴ کیا وہ تمام فرشتے خدمت کرنے والی رُوحیں نہیں جو نجات
پانے والوں کی خدمت کے لیے بھیجی جاتی ہیں؟

مرزے کے والد کی وفات پر خدا کی تعزیت

میرے والد صاحب کی وفات کے وقت خدا تعالیٰ نے میری عزا پُرسی کی اور میرے والد کی وفات کی قسم کھائی جیسا کہ آسمان کی قسم کھائی۔ جن لوگوں میں شیطانی روح جوش زن ہے وہ تعجب کریں گے کہ ایسا کیونکر ہوسکتا ہے کہ خدا کسی کو اس قدر عظمت دے کہ اُس کے والد کی وفات کو ایک عظیم الشان صدمہ قرار دے کر اُس کی قسم کھاوے مگر میں پھر دوبارہ خدائے عزّوجلّ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ واقعہ حق ہے اور وہ خدا ہی تھا جس نے عزا پُرسی کے طور پر مجھے خبر دی اور کہا کہ والسماء والطارق اور اسی کے موافق ظہور میں آیا۔

(روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 219)

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ خدا نے ذاتی طور پر اس کی تعزیت کی۔ خدا نے اس کے باپ کی موت کی قسم کھائی، بالکل اسی طرح جیسے آسمان کی قسم کھاتا ہے۔ مرزا نے اس پر اللہ کی قسم کھا کر اس کو ”وحی“ قرار دیا۔

عقیدۂ اہلِ سنت کے خلاف

قرآن وحدیث کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کسی بندے کی موت کی قسم نہیں کھاتا، نہ کسی انسان کی ذات کو اتنا مقام دیتا ہے۔ قسمیں صرف ان اشیاء کی کھاتا ہے جو اس کی قدرت، مخلوق یا نشانیاں ہوں، جیسے والشمس، والقمر، واللیل، والنھار، والسماء، والتین، والزیتون وغیرہ۔ انسان یا اس کے والدین کی موت کی قسم کھانا خدائی عظمت کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کے یہ شایانِ شان ہی نہیں کہ وہ مرزا کے باپ کی موت کو آسمانی

قسموں کے برابر قرار دے۔

قرآن وحدیث سے تردید

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا

ترجمہ کنزالایمان: آج میں نے تمہارے لئے دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

(المائدہ 3)

دین جب مکمل ہوگیا تو اب نئی وحی یا شریعت کی ضرورت نہیں، نہ ہی اجازت۔

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ، فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ "

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، لہٰذا میرے بعد کوئی رسول اور کوئی نبی نہ ہوگا“

(ترمذی 2272)

مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ ”اللہ تعالیٰ نے میرے والد کی وفات پر مجھے تعزیت کی اور قسم کھائی“، صرف عقیدہ توحید کی توہین نہیں بلکہ خودساختہ وحی سازی کی ایک اور واضح مثال ہے۔ یہ دعویٰ باطل، کفریہ اور ضلالت پر مبنی ہے۔

آکر چارپائی پر بیٹھے تو بیٹھتے ہی جان کندن کا غرغرہ شروع ہوا۔ اُسی غرغرہ کی حالت میں اُنہوں نے مجھے کہا کہ دیکھا یہ کیا ہے اور پھر لیٹ گئے اور پہلے اس سے مجھے کبھی اِس بات کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا کہ کوئی شخص غرغرہ کے وقت میں بول سکے اور غرغرہ کی حالت میں صفائی اور استقامت سے کلام کر سکے۔ بعد اس کے عین اس وقت جب کہ آفتاب غروب ہوا وہ اس جہان فانی سے انتقال فرما گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ اور یہ اُن سب الہاموں سے پہلا الہام اور پہلی پیشگوئی تھی جو خدا نے مجھ پر ظاہر کی دوپہر کے وقت خدا نے مجھے اِس کی اطلاع دی کہ ایسا ہونے والا ہے اور غروب کے بعد یہ خبر پوری ہوگئی اور مجھے فخر کی جگہ ہے اور میں اِس بات کو فراموش نہیں کروں گا کہ میرے والد صاحب کی وفات کے وقت خدا تعالیٰ نے میری عزا پُرسی کی اور میرے والد کی وفات کی قسم کھائی جیسا کہ آسمان کی قسم کھائی۔ جن لوگوں میں شیطانی روح جوش زن ہے وہ تعجب کریں گے کہ ایسا کیونکر ہوسکتا ہے کہ خدا کسی کو اس قدر عظمت دے کہ اُس کے والد کی وفات کو ایک عظیم الشان صدمہ قرار دے کر اُس کی قسم کھاوے مگر میں پھر دوبارہ خدائے عزّوجلّ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ واقعہ حق ہے اور وہ خدا ہی تھا جس نے عزا پُرسی کے طور پر مجھے خبر دی اور کہا کہ **والسماء والطارق** اور اسی کے موافق ظہور میں آیا۔ **فالحمدللّٰہ علٰی ذالک۔**

۲۲۔ **بائیسواں نشان۔** یہ ہے کہ جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں جب مجھے یہ خبر دی گئی کہ میرے والد صاحب آفتاب غروب ہونے کے بعد فوت ہو جائیں گے تو بموجب مقتضائے بشریت کے مجھے اِس خبر کے سننے سے درد پہنچا اور چونکہ ہماری معاش کے اکثر وجوہ اُنہیں کی زندگی سے وابستہ تھے اور وہ سرکار انگریزی کی طرف سے پنشن پاتے تھے اور نیز ایک رقم کثیر انعام کی پاتے تھے۔ جو اُن کی حیات سے مشروط تھی۔ اِس لئے یہ خیال گذرا کہ اُن کی وفات کے بعد کیا ہوگا اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ شائد تنگی اور تکلیف کے دن ہم پر آئیں گے اور یہ سارا خیال بجلی کی چمک کی طرح ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصہ میں دل میں گذر گیا تب اُسی وقت غنودگی ہو کر یہ دوسرا الہام ہوا **الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ** یعنی کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے

خدا گناہ بھی کرتا ہے

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ:

انی مع الافواج اُتیک بغتة انی مع الرسول اُجیب اُخطی و اُصیب

مَیں فوجوں کے ساتھ ناگہانی طور پر آؤں گا مَیں رسول کے ساتھ ہو کر جواب دُونگا اپنے ارادہ کو کبھی چھوڑ بھی دونگا اور کبھی ارادہ پورا کرونگا۔

حاشیہ میں لکھتا ہے کہ:

اس وحی الٰہی کے ظاہری الفاظ یہ معنے رکھتے ہیں کہ مَیں خطا بھی کرونگا اور صواب بھی یعنی جو مَیں چاہوں گا کبھی کروں گا اور کبھی نہیں اور کبھی میرا ارادہ پورا ہوگا اور کبھی نہیں۔ ایسے الفاظ خدا تعالیٰ کی کلام میں آجاتے ہیں۔ جیسا کہ احادیث میں لکھا ہے کہ مَیں مومن کی قبض رُوح کے وقت تردّد میں پڑتا ہوں۔ حالانکہ خدا تردّد سے پاک ہے اِسی طرح یہ وحی الٰہی ہے کہ کبھی میرا ارادہ خطا جاتا ہے اور کبھی پورا ہو جاتا ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ کبھی مَیں اپنی تقدیر اور ارادہ کو منسوخ کر دیتا ہوں اور کبھی وہ ارادہ جیسا کہ چاہا ہوتا ہے۔

(روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 106)

مرزا قادیانی پر وحی کا نزول بذریعہ جبرائیل

پھر مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ میرے پاس جبرائیل وحی لے کر آتا ہے

جآءَ نیَ ایل واختار

میرے پاس آیل آیا اور اُس نے مجھے چُن لیا۔(اِس جگہ آیل خدا تعالیٰ نے جبریل کا نام رکھا ہے اِس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔)
(روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 106)

یہ عقیدہ خالصاً کفر ہے

اللہ تعالیٰ کے متعلق خطا کا تصور ہی کفرِ صریح ہے۔

وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ ۖ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا

ترجمہ کنزالایمان:(اور جبریل نے محبوب سے عرض کی ہم فرشتے نہیں اترتے مگر حضور کے رب کے حکم سے اسی کا ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے اور جو اس کے درمیان ہے اور حضور کا رب بھولنے والا نہیں۔

(مریم 64)

لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ

ترجمہ کنزالایمان: اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہوگا۔

(انبیاء 23)

یہ آیات اس بات کا اعلان ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے، اس کے کاموں میں نہ خطا ہے نہ تردد۔

اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ کہنا کہ" میں خطا بھی کرتا ہوں" عیسائی نظریات کی نقالی ہے عیسائی عقائد میں: خدا کو انسانی صفات سے متصف کیا جاتا ہے جیسے غصہ، پشیمانی، ندامت، اور" دل بدلنا" (Repentance of God) مرزا قادیانی انہی عقائد کی

نقالی کرتا ہے۔

جبرائیل کا نام "آئیل" رکھنا

مرزا کہتا ہے: جاء نی آیِل واختار میرے پاس آیَل آیا اور اس نے مجھے چن لیا۔ اور پھر کہتا ہے: " یہاں آیَل ، جبرائیل کا نام ہے، کیونکہ وہ بار بار رجوع کرتا ہے۔"

جبرائیل علیہ السلام کا اصل نام" جبرائیل" ہی ہے، جس کے معنی ہیں" اللہ کا بندہ" یا" اللہ کی قوت" ۔ مرزا قادیانی جبرائیل کا نام" آیَل" رکھ کر حضرت جبرائیل کے ایک نئے نام کی وضع کیا ہے، جو نہ قرآن میں ہے، نہ حدیث میں، نہ لغت میں۔ یہ عقیدہ ایک اور دھوکہ ہے، تا کہ اپنی خود ساختہ وحیوں کو" الہامِ الٰہی" کا نام دے کر قبول کروایا جا سکے۔

عقیدہ اہلِ سنت

اللہ تعالیٰ ہر قسم کی خطا، تردد، نسیان، اور رائے کی تبدیلی سے پاک ہے۔

سوورہ البقرہ، آیت 2:

ذٰلِكَ ٱلْكِتَٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ

ترجمہ کنزالایمان: وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں

(البقرہ2)

جو کتاب اللہ کی طرف سے ہو، اور وحی الٰہی کا حصہ ہو، اس میں غلطی کا امکان ہی نہیں۔ مرزا قادیانی کا یہ عقیدہ کہ خدا خطا کرتا ہے، اپنے ارادے کو بدل دیتا ہے، تردد کا شکار ہوتا ہے یہ تمام عقائد اسلام کے بنیادی عقیدۂ توحید کے سراسر منافی ہیں۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا اور اس پر اصرار کرنے والا کافر اور دین سے خارج ہے، جیسا کہ اہلِ سنت والجماعت کے تمام مکاتب فکر کا اجماعی موقف ہے۔

من لّدن ربّ کریم۔ درکلام تو چیزے ست کہ شعرا را دران
فصیح کیا گیا ہے۔ تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو

دخلے نیست۔ رب علّمنی ماھو خیر عندک۔ یعصمک اللّٰہ من
دخل نہیں۔ اے میرے خدا مجھے وہ سکھلا جو تیرے نزدیک بہتر ہے تجھے خدا دشمنوں سے

العدا و یسطو بکلّ من سطا۔ برزما عندھم من الرّماح۔ انی
بچائے گا اور حملہ کرنے والوں پر حملہ کردیگا۔ انہوں نے جو کچھ اُن کے پاس ہتھیار تھے سب ظاہر کردئے

سأخبرہ فی اٰخر الوقت۔ انک لست علی الحق۔ ان اللّٰہ رء وف
مَیں مولوی محمد حسین بٹالوی کو آخر وقت میں خبر دیدونگا کہ تُو حق پر نہیں ہے۔ خدا رؤف و

رحیم۔ انّا النّا لک الحدید۔ انی مع الافواج اٰتیک بغتۃ۔
رحیم ہے۔ ہم نے تیرے لئے لوہے کو نرم کردیا۔ مَیں فوجوں کے ساتھ ناگہانی طور پر آؤں گا۔

انی مع الرسول اُجیب اُخطی و اُصیب☆۔ وقالوا انّی لک
مَیں رسول کے ساتھ ہوکر جواب دُونگا اپنے ارادہ کو کبھی چھوڑ بھی دونگا اور کبھی ارادہ پورا کرونگا۔ اور کہیں گے کہ تجھے یہ مرتبہ کہاں

ھٰذا۔ قل ھو اللّٰہ عجیب۔ جآءنی اٰیل❁ واختار۔ وادار اصبعہٗ
سے حاصل ہوا۔ کہہ خدا ذوالعجائب ہے۔ میرے پاس آیل آیا اور اُس نے مجھے چُن لیا۔ اور اپنی انگلی کو گردش دی

و اشار۔ ان وعد اللّٰہ اتٰی۔ فطوبٰی لمن وجد ورأیٰ۔ الامراض
اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آگیا۔ پس مبارک وہ جو اُس کو پاوے اور دیکھے۔ طرح طرح کی بیماریاں

☆ حاشیہ: اس وحی الٰہی کے ظاہری الفاظ یہ معنے رکھتے ہیں کہ مَیں خطا بھی کرونگا اور صواب بھی یعنی جو مَیں چاہوں گا کبھی کروں گا اور کبھی نہیں اور کبھی میرا ارادہ پورا ہوگا اور کبھی نہیں۔ ایسے الفاظ خدا تعالیٰ کی کلام میں آجاتے ہیں۔ جیسا کہ احادیث میں لکھا ہے کہ مَیں مومن کی قبض رُوح کے وقت تردّد میں پڑتا ہوں۔ حالانکہ خدا تردّد سے پاک ہے اِسی طرح یہ وحی الٰہی ہے کہ کبھی میرا ارادہ خطا جاتا ہے اور کبھی پورا ہوجاتا ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ کبھی مَیں اپنی تقدیر اور ارادہ کو منسوخ کردیتا ہوں اور کبھی وہ ارادہ جیسا کہ چاہا ہوتا ہے۔ منہ

❁ اِس جگہ آیل خدا تعالیٰ نے جبریل کا نام رکھا ہے اِس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔ منہ

مرزے کو مانو گے تو خدا سچا ہے ورنہ نہیں

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ:

سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا

(روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 231)

اس جملے کے کفریہ مفاہیم

اللہ کی ربوبیت اور توحید کو" قادیان" سے جوڑ دینا، مرزا قادیانی اس جملے کے ذریعے گویا کہتا ہے کہ اگر کوئی اللہ کو سچا خدا ماننا چاہتا ہے تو اسے قادیان میں بھیجے گئے نبی (یعنی خود مرزا) کو ماننا پڑے گا۔ اگر تم مجھے مانو گے تو خدا سچا اور اگر میرا انکار کرو گے تو خدا جھوٹا۔ یہ عقیدہ اس بات کا انکار ہے کہ اللہ رب العالمین کا رب ہے۔ بلکہ مرزا اسے قادیان کے جغرافیائی دائرے میں محدود کر رہا ہے۔

تمام انبیاء اور امتِ مسلمہ کی تکفیر

اگر" سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں رسول بھیجا"، تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ خدا جس نے مکہ میں حضرت محمد ﷺ کو نبی بنایا، وہ (نعوذ باللہ) سچا خدا نہیں رہا! گویا مرزا تمام پچھلی شریعتوں کو منسوخ کر کے ایک نیا" الٰہ" متعارف کروا رہا ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کا انکار

قرآن مجید فرماتا ہے:

مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ ۗ

ترجمہ کنزالایمان: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ

کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے۔

(احزاب 40)

مرزا قادیانی کا" قادیان میں رسول آنے" کا دعویٰ قرآن کے واضح الفاظ کی تردید ہے۔

اس عقیدے کی فکری بنیاد

یہ جملہ صرف توحیدِ ربانی نہیں، بلکہ مرزا پر ایمان لانے کو اللہ کے وجود کا معیار بنادیتا ہے، جو کہ خالص عقیدہ قادیانیت ہے، اسلام نہیں۔ اسی بنیاد پر قادیانی جماعت یہ نظریہ پھیلاتی ہے کہ جو مرزا کو نہ مانے وہ مومن نہیں ہوسکتا، اور خدا کو سچا مان ہی نہیں سکتا۔

اہلِ سنت کا عقیدہ

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، الوہیت، اور رسالت پر ایمان کسی مخصوص جگہ یا شخصیت کے ساتھ مشروط نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ترجمہ کنزالایمان: سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا۔

(الفاتحہ 2)

یعنی اللہ رب العالمین ہے، نہ کہ صرف قادیان کا۔

مرزا قادیانی کا یہ قول" سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا" قرآن کی تعلیمات کے صریح خلاف ہے، عقیدہ ختم نبوت کے منکرین کی ترویج ہے، اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو محدود کرنے والا کفریہ بیان ہے۔ اس قول کی بنیاد پر مرزا قادیانی کو ملتِ اسلامیہ سے خارج قرار دینا عقیدہ اہلِ سنت کے عین مطابق ہے۔

تو کچھ تعجب نہیں کہ اِس معجزہ نما جانور کی گورنمنٹ جان بخشی کر دے۔ اِسی طرح عیسائیوں کو چاہیئے کہ کلکتہ کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ اس میں طاعون نہیں پڑے گی کیونکہ بڑا بشپ برٹش انڈیا کا کلکتہ میں رہتا ہے۔ اِسی طرح میاں شمس الدین اور اُن کی انجمن حمایت اسلام کے ممبروں کو چاہیئے کہ لاہور کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ اور منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ جو الہام کا دعویٰ کرتے ہیں اُن کے لئے بھی یہی موقع ہے کہ اپنے الہام سے لاہور کی نسبت پیشگوئی کر کے انجمن حمایت اسلام کو مدد دیں۔ اور مناسب ہے کہ عبدالجبار اور عبدالحق شہر امرتسر کی نسبت پیشگوئی کر دیں اور چونکہ فرقہ وہابیہ کی اصل جڑ دِلّی ہے اس لئے مناسب ہے کہ نذیر حسین اور محمد حسین دِلّی کی نسبت پیشگوئی کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گی۔ پس اس طرح سے گویا تمام پنجاب اِس مُہلک مرض سے محفوظ ہو جائے گا۔ اور گورنمنٹ کو بھی مفت میں سبکدوشی ہو جائے گی۔ اور اگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیاں میں اپنا رسول بھیجا۔

اور بالآخر یاد رہے کہ اگر یہ تمام لوگ جن میں مسلمانوں کے مُلہم اور آریوں کے پنڈت اور عیسائیوں کے پادری داخل ہیں چُپ رہے تو ثابت ہو جائے گا کہ یہ سب لوگ جُھوٹے ہیں اور ایک دن آنے والا ہے جو قادیاں سُورج کی طرح چمک کر دکھلا دے گی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔ بالآخر میاں شمس الدین صاحب کو یاد رہے کہ آپ نے جو اپنے اشتہار میں آیت اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ[1] لکھی ہے اور اس سے قبولیّت دُعا کی اُمید کی ہے۔ یہ اُمید صحیح نہیں ہے کیونکہ کلام الٰہی میں لفظ مضطر سے وہ ضرر یافتہ مُراد ہیں جو محض ابتلا کے طور پر ضرر یافتہ ہوں نہ سزا کے طور پر لیکن جو لوگ سزا کے طور پر کسی ضرر کے تختہ مشق ہوں وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ قوم نوح اور قوم لوط اور قوم فرعون وغیرہ کی دعائیں اس اضطرار کے وقت میں قبول کی جاتیں مگر ایسا نہیں ہوا اور خدا کے ہاتھ نے اُن قوموں کو ہلاک کر دیا۔ اور

خدا سورج اور مرزا قادیانی چاند

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب ”روحانی خزائن“ میں نہ صرف نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا بلکہ اللہ رب العزت کی ذاتِ مقدسہ کو مخلوق سے تشبیہ دے کر توہین کا ارتکاب بھی کیا۔ ان ہی اقوال میں سے ایک قابل مذمت عبارت یہ ہے، جس میں مرزا لکھتا ہے:

ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اِس وحی الٰہی میں جو لکھی جاتی ہے میرے ہاتھ پر دین اسلام کے پھیلانے کی خوشخبری دی جیسا کہ اُس نے فرمایا:۔ یاقمر یا شمس انت منّی وانا منک۔ یعنی اے چاند اور اے سورج! تو مجھ سے ہے اور مَیں تجھ سے ہوں۔ اِس وحی الٰہی میں ایک دفعہ خدا تعالیٰ نے مجھے چاند قرار دیا اور اپنا نام سورج رکھا۔ اِس سے یہ مطلب ہے کہ جس طرح چاند کا نور سورج سے فیضیاب اور مستفاد ہوتا ہے اِسی طرح میرا نور خدا تعالیٰ سے فیضیاب اور مستفاد ہے۔ پھر دوسری دفعہ خدا تعالیٰ نے اپنا نام چاند رکھا اور مجھے سورج کر کے پکارا اس سے یہ مطلب ہے کہ وہ اپنی جلالی روشنی میرے ذریعہ سے ظاہر کرے گا۔ وہ پوشیدہ تھا۔ اب میرے ہاتھ سے ظاہر ہو جائے گا۔ اور اُس کی چمک سے دنیا بے خبر تھی مگر اب میرے ذریعہ سے اس کی جلالی چمک دنیا کی ہر ایک طرف پھیل جائے گی۔ اور جس طرح تم بجلی کو دیکھتے ہو کہ ایک طرف سے روشن ہو کر ایک دم میں تمام سطح آسمان کی روشن کر دیتی ہے۔ اسی طرح اِس زمانہ میں بھی ہوگا۔ خدا تعالیٰ مجھے

مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تیرے لئے مَیں زمین پر اُترا اور تیرے لئے میرا نام چمکا اور مَیں نے تجھے تمام دنیا میں سے چُن لیا اور فرماتا ہے۔ قال ربّک انه نازلٌمن السّمآء مَا یُرْضیک۔ یعنی تیرا خدا کہتا ہے کہ آسمان سے ایسے زبردست معجزات اُتریں گے جن سے تو راضی ہو جائے گا۔

(روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 397،393)

مرزا کے اس عقیدے کی سنگینی

اللہ تعالیٰ کی تشبیہ مخلوق سے دینا (تشبیہ وتجسیم) اللہ تعالیٰ کو سورج قرار دینا اور پھر چاند (مرزا) سے اس کا تعلق جوڑنا تشبیہ (اللہ کو مخلوق کے مشابہ بنانا) ہے، جو کہ باطل اور کفریہ عقیدہ ہے۔

قرآن فرماتا ہے:

فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا ۖ يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ ۚ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

ترجمہ کنزالایمان: آسمانوں اور زمین کا بنانے والا، تمہارے لیے تمہیں میں سے جوڑے بنائے اور نر و مادہ چوپائے، اس سے تمہاری نسل پھیلاتا ہے، اس جیسا کوئی نہیں، اور وہی سنتا دیکھتا ہے،

(شوریٰ 11)

مرزا کا بیان اس عقیدے کی نفی کرتا ہے۔

تبدیلیٔ صفاتِ الٰہی (Mutability of Divine Nature)

اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں ثابت اور لامتغیر ہے۔ لیکن مرزا قادیانی نے اللہ کو کبھی

سورج، کبھی چاند، کبھی زمین پر نازل ہونے والا، کبھی پلنگ پر بیٹھنے والا اور کبھی نبی کا عاشق بتایا۔ یہ سب اقوال عقیدہ توحید کے بنیادی ستون کو ہلا دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا بندے سے جُزو کل کا رشتہ؟

"انت منّی و انا منک" (تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے) جیسے الفاظ جعلی صوفیت یا عیسائی تثلیث جیسے فاسد عقائد کی جھلک دیتے ہیں۔ یہ کہنا کہ "میں خدا سے ہوں، اور خدا مجھ سے ہے" یہ اسلامی عقیدے کی بنیاد یعنی فَرق بَین الخالق والمخلوق (خالق اور مخلوق میں فرق) کو مٹا دینے کے مترادف ہے۔

اللہ تعالیٰ کی "روشنی" کو مرزا سے ظاہر کرنا

مرزا کا کہنا: "وہ پوشیدہ تھا، اب میرے ہاتھ سے ظاہر ہوگا" یہ گویا دعویٰ ہے کہ اللہ کی پہچان مرزا قادیانی کے بغیر ممکن نہیں یا پھر مرزا ہی خدا کا مظہر تام ہے۔ یہ عقیدہ خالص عقیدہ حلول (اللہ کا کسی بشر میں حلول کرنا) جیسا ہے جو اسلام میں کفر ہے۔

"خدا زمین پر اترا" تجسیم اور حلول

"تیرے لیے میں زمین پر اترا۔۔" یہ ایک بہت ہی خطرناک عقیدہ ہے، جو: اللہ تعالیٰ کے عُلو، تقدس، اور غیابِ مکانی کی سراسر توہین ہے۔ اسلام کا واضح عقیدہ ہے کہ اللہ مخلوقات سے جدا اور ہر جگہ علم و قدرت سے موجود ہے، مگر بذات خود مخلوق میں حلول نہیں کرتا۔

عقیدہ تثلیث (Trinity) کی بازگشت

"تو مجھ سے ہے، اور میں تجھ سے ہوں" جیسا عقیدہ عیسائیوں کے عقیدہ ابن و باپ کی صدا دیتا ہے۔ اسی طرح ایک جگہ مرزا خود کو عیسیٰ، خدا کو سورج، اور اپنے وجود کو خدا کی تصویر بتاتا ہے یہ سب عقائد تثلیث کے عکس اور خطرناک انحراف ہیں۔

قرآنی عقیدہ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔

(سورہ اخلاص)

نورِ محمدی کا بدل

صوفیانہ روایات میں "نورِ محمدی ﷺ" کو تمام مخلوق کی اصل قرار دیا گیا مرزا نے اسی تصور کو خدا اور مرزا کی نورانی نسبت بنا کر اپنے آپ کو محمد ﷺ کی جگہ رکھنے کی کوشش کی۔ یہ فتنہ ختمِ نبوت کے ساتھ ساتھ، عقیدہ نورِ محمدی کی بھی توہین ہے۔

ظہورِ خدا بواسطہ مرزا

مرزا لکھتا ہے کہ خدا پوشیدہ تھا اور اب میرے ذریعے ظاہر ہوگا۔ یہ دعویٰ "ظہورِ الوہیت" کا دعویٰ ہے، جو عقیدہ خدا مجسم (God Incarnate) کی صریح عکاسی ہے جسے صرف عیسائیت یا بدھ ازم جیسے مذاہب مانتے ہیں، اسلام نہیں۔

اللہ سورج یا چاند نہیں نہ وہ زمین پر اترا نہ کسی بشر میں حلول کرتا ہے۔ مرزا قادیانی کا خود کو چاند اور اللہ تعالیٰ کو سورج کہنا، پھر "میں تجھ سے ہوں، تو مجھ سے ہے" "وہ زمین پر اترا"، "میری روشنی سے اس کی جلالی شان ظاہر ہوگی" جیسے دعوے قرآن، سنت، اور اہل سنت کے عقائد کے صریح مخالف ہیں۔ یہ تمام دعوے اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ (پاکیزگی) کو پامال کرنے، اور مرزا کو خدائی کا مظہر بنانے کے کفریہ عقائد ہیں۔

کہ جب دَورِ خسروی یعنی دَورِ مسیحی جو خدا کے نزدیک آسمانی بادشاہت کہلاتی ہے ششم ہزار کے آخر میں شروع ہوا جیسا کہ خدا کے پاک نبیوں نے پیشگوئی کی تھی تو اس کا یہ اثر ہوا کہ وہ جو صرف ظاہری مسلمان تھے وہ حقیقی مسلمان بننے لگے جیسا کہ اب تک چار لاکھ کے قریب بن چکے ہیں۔ اور میرے لئے یہ شکر کی جگہ ہے کہ میرے ہاتھ پر چار لاکھ کے قریب لوگوں نے اپنے معاصی اور گناہوں اور شرک سے توبہ کی۔ اور ایک جماعت ہندوؤں اور انگریزوں کی بھی مشرف باسلام ہوئی۔ چنانچہ کَل کے دن ہی ایک ہندو میرے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا جس کا نام محمد اقبال رکھا گیا۔ اور مَیں کل کے دن چند دفعہ اس الہام الٰہی کو پڑھ رہا تھا کہ یک دفعہ میری رُوح میں یہ عبارت پھونکی گئی جو پہلے الہام کے بعد میں ہے۔

مقامِ او مبیں از راہِ تحقیر بدورانش رسولاں ناز کردند

ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اِس وحی الٰہی میں جو لکھی جاتی ہے میرے ہاتھ پر دینِ اسلام کے پھیلانے کی خوشخبری دی جیسا کہ اُس نے فرمایا:- **یاقمر یا شمس انت منّی و انا منک** ۔یعنی اے چاند اور اے سورج! تو مجھ سے ہے اور مَیں تجھ سے ہوں۔ اِس وحی الٰہی میں ایک دفعہ خدا تعالیٰ نے مجھے چاند قرار دیا اور اپنا نام سورج رکھا۔ اِس سے یہ مطلب ہے کہ جس طرح چاند کا نور سورج سے فیضیاب اور مستفاد ہوتا ہے اسی طرح میرا نور خدا تعالیٰ سے فیضیاب اور مستفاد ہے۔ پھر دوسری دفعہ خدا تعالیٰ نے اپنا نام چاند رکھا اور مجھے سورج کر کے پکارا اس سے یہ مطلب ہے کہ وہ اپنی جلالی روشنی میرے ذریعہ سے ظاہر کرے گا۔ وہ پوشیدہ تھا۔ اب میرے ہاتھ سے ظاہر ہو جائے گا۔ اور اُس کی چمک سے دنیا بے خبر تھی مگر اب میرے ذریعہ سے اس کی جلالی چمک دنیا کی ہر ایک طرف پھیل جائے گی۔ اور جس طرح تم بجلی کو دیکھتے ہو کہ ایک طرف سے روشن ہو کر ایک دم میں تمام سطح آسمان کی روشن کر دیتی ہے۔ اسی طرح اِس زمانہ میں بھی ہوگا۔ خدا تعالیٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تیرے لئے مَیں زمین پر اُترا اور تیرے لئے میرا نام چمکا اور

مَیں نے تجھے تمام دنیا میں سے چُن لیا اور فرماتا ہے۔ **قال ربّک انه نازلٌ من السّمآء مَا یُرْضیک** ۔ یعنی تیرا خدا کہتا ہے کہ آسمان سے ایسے زبردست معجزات اُتریں گے جن سے تو راضی ہو جائے گا۔ سو اُن میں سے اس ملک میں ایک طاعون اور دو سخت زلزلے تو آ چکے جن کی پہلے سے مَیں نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر خبر دی تھی۔ مگر اب خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ پانچ زلزلے اور آئیں گے۔ اور دنیا اُن کی غیر معمولی چمک کو دیکھے گی اور اُن پر ثابت کیا جائے گا کہ یہ خدا تعالیٰ کے نشان ہیں جو اُس کے بندے مسیح موعودؑ کے لئے ظاہر ہوئے۔ افسوس اِس زمانہ کے منجم اور جوتشی اِن پیشگوئیوں میں میرا ایسا ہی مقابلہ کرتے ہیں جیسا کہ ساحروں نے موسیٰ نبی کا مقابلہ کیا تھا اور بعض نادان ملہم جو تاریکی کے گڑھے میں پڑے ہوئے ہیں وہ بلعم کی طرح میرے مقابلہ کے لئے حق کو چھوڑتے اور گمراہوں کو مدد دیتے ہیں مگر خدا فرماتا ہے کہ مَیں سب کو شرمندہ کروں گا اور کسی دوسرے کو یہ اعزاز ہرگز نہیں دوں گا۔ اِن سب کے لئے اب وقت ہے کہ اپنے نجوم یا الہام سے میرا مقابلہ کریں اور اگر کسی حملہ کو اب اٹھا رکھیں تو وہ نامرد ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ مَیں ان سب کو شکست دوں گا اور مَیں اس کا دشمن بن جاؤں گا جو تیرا دشمن ہے۔ اور وہ فرماتا ہے کہ اپنے اسرار کے اظہار کیلئے مَیں نے تجھے ہی برگزیدہ کیا ہے اور زمین اور آسمان تیرے ساتھ ہے جیسا کہ میرے ساتھ ہے۔ اور تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میرا عرش۔ اِسی کے مطابق قرآن شریف میں یہ آیت ہے جو خدا کے برگزیدہ رسولوں کو غیروں سے ممتاز کرتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ لَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ [1]۔ یعنی کھلا کھلا غیب صرف برگزیدہ رسول کو عطا کیا جاتا ہے۔ غیر کو اس میں حصّہ نہیں۔ سو ہماری جماعت کو چاہیئے جو ٹھوکر نہ کھاویں اور ان غیروں کو جو میرے مقابل پر ہیں اور میری بیعت کرنے والوں میں داخل نہیں ہیں کچھ بھی چیز نہ سمجھیں ورنہ خدا کے غضب کے نیچے آئیں گے۔ ہر ایک بیہودہ گو جو پیشگوئی کرتا ہے خدا ایسے لوگوں سے سچے ایمانداروں کو آزماتا ہے کہ کیا وہ غیر کو وہ وقعت اور عزّت دیتے ہیں جو خدا اور اس کے رسول کو دینی چاہیئے اور دیکھتا ہے کہ کیا وہ اُس

[1] الجن : ۲۷،۲۸

و رکل ورکی

مرزا کی مقعد میں خدا نے ٹانگ داخل کردی

مرزا قادیانی کا ایک عجیب وغریب الہام ہے کہ:

ان وعد اللہ اتی ورکل ورکی

اور اللہ کا وعدہ آگیا اور خدا نے اپنی ٹانگ میری مقعد میں داخل کردیا

(روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 714)

عربی لغوی ترجمہ

اب ہم مرزا قادیانی کی بیان کردہ اس عربی عبارت کی عربی گرائمر کے اعتبار سے ترکیب پیش کرنے لگے ہیں اصل عبارت یہ ہے: ان وعد اللہ اتی و رکل ورکی

رَکَلَ: اس نے ٹانگ سے مارا یا ٹانگ داخل کی۔

(المنجد ص:310)

وَرْك: کولھا، چوتڑ، پچھلا حصہ (مقعد)

(المنجد ص:961)

ورکی: میری مقعد" ورک" کی یائے متکلم کے ساتھ اضافت۔یعنی مفہوم یہ ہوا:" اللہ کا وعدہ آگیا اور اس نے اپنی ٹانگ میری مقعد میں داخل کی" (معاذ اللہ، ثم معاذ اللہ)

اس عبارت کی شدید عقائدی گمراہی

اللہ کے لیے اعضاء کی نسبت (ٹانگ): اسلامی عقیدہ کے مطابق، اللہ تعالیٰ کی ذات بے مثال اور غیر جسمانی ہے:

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ

ترجمہ کنزالایمان: اس جیسا کوئی نہیں

(سورہ شوریٰ:11)

اللہ کے لیے ٹانگ، ہاتھ، چہرہ جیسی چیزیں اگر آئیں بھی ہیں تو وہ تاویلی صفات ہیں، جن میں مخلوق کی مشابہت ہرگز مراد نہیں۔ مگر مرزا یہاں نہ صرف اللہ کی ٹانگ ذکر کرتا ہے بلکہ اسے اپنی مقعد میں داخل کرنے کی بات کرتا ہے جو کہ خالص کفریہ اور فحش بات ہے۔

اللہ کے فعل کو جنسی حرکت سے تعبیر کرنا

اللہ کی طرف جنسی اعضاء یا افعال منسوب کرنا یہود و نصاریٰ یا ہندوانہ مذاہب کا عقیدہ ہو سکتا ہے، اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔

عقیدہ حلول واتحاد کی بدترین شکل

یہ فقرہ کہ "اللہ نے اپنی ٹانگ میری مقعد میں داخل کی" نہ صرف توہین خدا ہے، بلکہ اس میں حلول، اتحاد، جسمانیت، اور فحاشی کا ایسا امتزاج ہے جو کفرِ صریح ہے۔

قرآن وحدیث سے اس کی تردید

سُبۡحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يَقُوۡلُوۡنَ عُلُوًّا كَبِيۡرًا

ترجمہ کنزالایمان: اسے پاکی اور برتری ان کی باتوں سے بڑی برتری۔

(بنی اسرائیل43)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " إِنَّ اللهَ حَيِيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحْيِي إِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ إِلَيْهِ يَدَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: "اللہ «حیي کریم» ہے یعنی زندہ وموجود ہے اور شریف ہے اسے اس بات سے شرم آتی ہے کہ جب کوئی آدمی اس کے سامنے ہاتھ پھیلا دے تو وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو خالی اور ناکام ونامراد واپس کردے"۔

(ترمذی3556)

تو جس خدا کو نبی ﷺ "حیی وکریم" کہیں، اس خدا کے متعلق مرزا کا ایسا بے حیائی اور فحش کلام کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟

مرزا قادیانی کا یہ بیان، اسلامی عقائد کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ کی شان میں بدترین گستاخی ہے صریح کفر اور ارتداد پر مشتمل ہے ثابت کرتا ہے کہ مرزا کا "الہام" شیطانی وسوسے اور بیمار ذہن کی پیداوار تھے

الـحـديـد. إنّـى مـع الأفـواج آتيـک بـغتة. إنـى مـع الـرسـول أجيب، أخطى☆
وأصيـب. وقالوا أنّٰى لک هٰذا؟ قل هو اللّٰه عجيبٌ. جاء نى آيل+ واختار، وأدار
إصبعـه وأشـار. إنّ وعد اللّٰه أتٰى، وركل وركى، فطوبٰى لـمن وجد ورأى.
الأمـراض تشـاع والـنـفوس تضاع. إنّى مع الرسول أقوم، أفطر❀ وأصوم، ولن
أبـرح الأرض إلـى الـوقـت ... وأقصدك
وأروم، وأعـطيک مـ... لوا إلى
الـمقابر. ظفر من اللّٰ... غضبه
على الأرض. إنّى صادق صادق، وسيشهد اللّٰه لى. (ترجمة الهندى): اتنا ياربّنا
الأزلـىّ الأبـدىّ آخـذًا لـلسلاسل. ضاقت الأرض بما رحبت. ربِّ إنى مغلوب
فـانتـصِـرْ، فسَـحِّـقْهم تسحيقًا. (ترجمة الهندى): قوم بعدوا من طريق الـحياة
الإنسـانية. إنّـمـا أمـرک إذا أردت شيـئـا أن تـقـول لـه كن فيكون. (ترجمة
الهـنـدى): لـمّـا كـنـتَ تـدخل فى منـزلى مرّة بعد مرّة، فانظر هل مطَر سحاب
الـرحـمة أو لا. إنّـا أمَتْـنـا أربـعة عشر دوابًّا. ذالک بما عصوا وكانوا يعتدون.
(تـرجـمة الـفـارسى): إنّ مآل الجاهل جهنم، فإن الجاهل قلّ أن تكون له عاقبة
الـخيـر. حـصـل لـى الـفتـح، حصل لى الغلبة. إنى أُمّرتُ من الرحمٰن، فأْتونى،

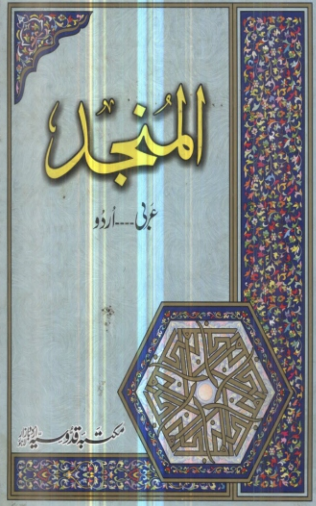
یلاش نے مرزا قادیانی کی مقعد
میں ٹانگ داخل کر دی

☆ سبحانه وتعالٰى من أن يخطى، فقولُه "أخطى" قد ورد علٰى طريق الاستعارة كمثل لفظ التردد المنسوب إلى اللّٰه تعالٰى فى الأحاديث. منه

+ الـمـراد مـن الآيـل جـبـرئيـلُ عـليـه السـلام، وكذالک فهّمنى ربّى، ولمّا كان الأَوْل والإيابُ من صفات جبرئيل عليه السلام فلذالک سُمّى بالآيل فى كلام اللّٰه تعالٰى. منه

❀ فيه إشارةٌ إلى عذاب الطاعون إلى وقتٍ، ثم تأخيره إلى وقت، كأنّ اللّٰه يُفطر ويصوم. منه

رَکَسَ (ن) رَکْسًا. الشَّیْءَ: اُلٹ
البَعِیْر: اونٹ پر رکاس باندھنا (دیکھے
رِکَاس)
اَرْکَسَهٗ. اوندھا کرنا الشَّیْءَ: پہلی حال
لوٹا دینا الثَّوْبَ فِی الصِّبْغ: کپڑے کو
رنگ میں ڈالنا الجَارِیَةُ: پستان اُبھرنا
ہونا۔
تَرَاکَسَ. الشَّعْرُ: بالوں کا تہ بتہ ہونا۔
اِرْتَکَسَ. اوندھا ہونا۔ دوبارہ
مصیبت ہونا۔ بھیڑ کرنا۔ فِیْ مَکَا
اقامت کرنا۔ ٹھہرنا۔
الرِّکْس. پلیدی۔ گندگی مِنَ النَّا
جماعت۔ گرنے کے بعد مرمت کی
عمارت۔ پل۔
الرَّاکِس. وہ بیل جو کھلیان کے وسط
اور دوسرے بیل اس کے بعد ہوں۔
الرِّکَاس. رسّی جو اونٹ کی مہار میں باندھ کر
زانو میں باندھ دیں۔
الرَّکَاسَة والرِّکَاسَة. جو چیز زمین میں
گاڑی جائے۔ جیسے میخ؛ کیل وغیرہ۔
الرَّکِیْس. اوندھا کیا ہوا۔ کمزور۔
رَکَضَ رَکْضًا: دوڑنا۔ پاؤں ہلانا ہ: دفع
کرنا الفَرَسَ بِرِجْلَیْهِ: گھوڑے کو ایڑ لگانا
الطَّائِرُ بِجَنَاحَیْهِ: پرندہ کا جلدی سے پر
پھڑپھڑانا مِنْهُ: جلدی سے بھاگنا۔
النُّجُوْمُ: ستاروں کا چلنا القَوْسَ: تیر
اندازی کرنا الاَرْضَ والثَّوْبَ: پیر سے ملنا۔
رُکِضَ. الفَرَسُ: دوڑایا جانا۔ صفت
(مَرْکُوْض)
رَاکَضَهٗ مُرَاکَضَةً. گھوڑا دوڑانے میں
مقابلہ کرنا۔
تَرَاکَضَ. القَوْمُ: باہم دوڑانا۔
اِرْتَکَضَ. ہلنا۔ مضطرب ہونا الجَنِیْنُ:
پیٹ میں حرکت کرنا الرَّجُلُ فِیْ اَمْرِهٖ:
اپنے معاملہ میں تصرف کرنا خَیْلَهُمْ اِلَیْهِ:
دوڑانا القَوْمُ فِی المَیْدَانِ: دوڑنے میں
مقابلہ کرنا۔



رَاکِعُوْن و رُکَّعٌ ورُکُوْع.
الرُّکْعَة والرَّکْعَة. زمین کا گڑھا۔
الرَّکْعَة: رَکع کا اسم مرۃ۔
رَکَلَه (ن) رَکْلًا ورَکَّلَه. لات مارنا۔ ایڑ
لگانا۔ کہا جاتا ہے "رَکَلَ الفَرَسَ" اس نے
گھوڑے کو دوڑانے کے لیے ایڑ لگائی۔
رَکَلَتِ الْخَیْلُ الاَرْضَ: زمین پر سم مارنا۔
رَاکَلَ. صَاحِبَه: ایک دوسرے کو لات
مارنا۔
تَرَاکَلَ. القَوْمُ: باہم لات مارنا۔
تَرَکَّلَ. الحَافِرُ بِالمِسْحَاةِ و عَلَیْها:
پاؤں سے زمین میں دھنسانا۔ تَرَکَّلَتِ
الاَرْضُ: کھروں سے کھدنا۔
الرَّکل. گندنا۔ (الرَّکَّالُ) گندنا فروش۔
الرَّکْلَة. رکل کا اسم مرۃ۔ ساگ کا گٹھا۔
المَرْکَل. راستہ۔ جانور کو ایڑ لگنے کی جگہ۔ ج
مَرَاکِل. تم کہتے ہو "فَرَسٌ نَهْدُ المَرَاکِل"
بڑے پہلوؤں والا گھوڑا۔
المِرْکَل. سوار کا پیر۔ ج مَرَاکِل.
رَکَمَ (ن) رَکْمًا. الشَّیْءَ: تہ بتہ کرنا۔
ڈھیر لگانا۔

کَمَ وارْتَکَمَ. الشَّیْءُ: ڈھیر لگنا۔ کہا جاتا
تَرَاکَمَ لَحْمُ فُلَانٍ" یعنی فلاں موٹا
ا۔
کَم. تہ بتہ بادل۔
کمَة. کیچڑ کا ڈھیر۔ الرُّکَام. تہ بتہ بادل
ت وغیرہ کا ڈھیر۔ قَطِیْعٌ. رُکَام: بڑا
یْمَةُ (اَلذَّرِّیَّة) ایٹمی مواد پیدا کرنے کا
رْکَمُ: بجلی بھرنے کا آلہ۔
کِمُ. الطَّرِیْق: شاہراہ۔
رْکُوْم. سَحَابٌ مَرْکُوْمٌ: تہ بتہ
ناقَةٌ مَرْکُوْمَةٌ: موٹی اونٹنی۔
نَ (ن) ورَکِنَ (س) رُکُوْنًا. اِلَیْهِ:
ہونا۔ آرام لینا۔ اعتماد و بھروسہ کرنا۔
رَکُنَ (ک) رَکَانَةً ورُکُوْنَةً. صاحب
وقار و سنجیدہ و ثابت قدم بنانا۔
اَرْکَنَ. اِلَیْهِ: بھروسہ کرنا۔
تَرَکَّنَ: مضبوط و صاحب وقار ہونا۔
الرُّکْن. باعث تقویت۔ عزت و قوت و
غلبہ۔ بڑا معاملہ مِنَ الشَّیْءِ: جز۔ ہر چیز کا قوی
کنارہ۔ کہا جاتا ہے "فُلَانٌ رُکْنٌ مِنْ اَرْکَانِ
قَوْمِهٖ" فلاں اپنی قوم کے اشراف میں ایک
شریف ہے۔ رُکْنُ الرَّجُل: آدمی کی قوم۔
ج اَرْکَان و اَرْکُنْ. الاَرْکَان: اجسام بسیط
جن سے مادیات کی ترکیب ہوتی ہے اور قدماء
کے نزدیک وہ چار ہیں۔ آگ؛ پانی؛ ہوا اور
مٹی۔
الرَّکْن. چوہا۔ جنگلی چوہا۔
اَرْکَانُ الْحَرْبِ: فوجی قیادت کے قائدین۔ وہ
جگہ جہاں فوجی قائدین رہائش پذیر ہوں۔
الرَّکِیْن. ثابت قدم۔ سنجیدہ۔ باوقار۔
الرَّکِیْنُ مِنَ الجِبَال: بلند اطراف والا پہاڑ۔
الرُّکَیْن. چوہا۔ جنگلی چوہا۔
الاُرْکُوْن. رئیس۔ بڑا کسان۔ ج اَرَاکِنَة
(کلمہ یونانیہ ہے)
المِرْکَن. لگن۔ کپڑے وغیرہ دھونے کا ٹب۔

المنجد

عربی---اردو

مکتبہ قدوسیہ

الِابِلَ عَنِ الْمَاءِ اونٹوں کوپانی پر سے وا
لانا (واَوْرَعَ) فُلَانًا عَنْ كَذَا روکنا بین
روک بن جانا۔ کہاجاتا ہے "مَا وَرَّعَ اَنْ
كَذَا و كَذَا" وہ ایسا اور ایسا کرنے سے نہ
رکا۔
وَارَعَهٗ مُوَارَعةً گفتگو کرنا۔ مشورہ کرنا۔
تَوَرَّعَ مِنْ اَوْ عَنْ كَذَا پرہیز کرنا۔
الْوَرَعُ .س۔ پرہیز گاری۔ رَجُلٌ وَر
بزدل۔ کمزور۔ نکما۔ ج اَوْرَاع (والْ
والرِّيْعَة) گناہ اور شبہات سے بچنا۔
الرِّعَة. حالت۔ تم کہتے ہو "فُلَانٌ حَ
الرِّعَةِ اَوْسَيِّئُ الرِّعَةِ" فلاں کی حالت اچ
یا بُری ہے۔
الْوَرِعُ. پرہیز گار۔
الْوَرِيْعُ. روکنے والا۔
وَرَفَ يَرِفُ وَرْفًا و وَرِيْفًا و وُرُ
وَرِفَةَ الظِّلُّ: سایہ کادراز و کشادہ ہونا النَّبَاتُ:
نباتات کا سرسبز ہونا اور لہلہانا۔ صفت وَارِف.
وَرَّفَ الْاَرْضَ: زمین کو تقسیم کرنا النَّبَاتُ
النَّاضِرَ: تازہ نباتات کو چوسنا (واَوْرَفَ)
الظِّلُّ: سایہ کا دراز و کشادہ ہونا۔
الْوَرْفُ .س۔ جگر کے اطراف کا پتلا حصہ۔
وَرْفُ الشَّجَرِ وَوَرَفُهٗ. درخت کی
خوشنمائی۔
الرِّفَة .س۔ سر سبز پودہ۔
الرُّفَّة. خشک گھاس۔
وَرَقَ يَرِقُ وَرْقًا الشَّجَرُ: پتے دار ہونا۔
الشَّجَرُ. درخت سے پتے لینا۔
وَرَّقَ الشَّجَرَ: پتے دار ہونا الشَّجَرَ: درخت
سے پتے لینا۔
اَوْرَقَ الشَّجَرُ: پتے دار ہونا الرَّجُلُ: بہت
مال و دولت والا ہونا الطَّالِبُ: محروم رہنا
الصَّائِدُ: شکار نہ کرنا الغَازِی: بغیر مال غنیمت
کے لوٹنا۔ مال غنیمت حاصل کرنا۔
تَوَرَّقَ الظَّبْيُ: ہرن کا پتے کھانا۔
اِيْرَاقَ و اَوْرَاقَ يَوْرَاقُ اِيْرِيْقَاقًا الْعِنَبُ:
انگور کا رنگ پکڑنا۔ صفت مُوْرَاقٌ.

...میالا رنگ۔
الْوَرَاقُ. گھاس کی وجہ سے زمین کی
سبز گونی۔
الْوِرَاقُ. پتے نکلنے کا زمانہ۔
الْوِرَاقَة. کاغذ سازی کا پیشہ۔
الْوَرَّاقُ. روپے پیسے والا۔ کاغذ کا بیچنے والا۔
کاغذ بنانے والا۔ کاتب۔
الْوَارِقُ والْوَرِقُ والْوَرِيْقُ مِنَ الشَّجَرِ:
پتوں والا درخت۔ بہت پتوں والا۔ خوبصورت
پتوں والا۔ شَجَرَةٌ وَارِقَةٌ و وَرِقَةٌ و
وَرِيْقَةٌ: سبز اور خوبصورت بہت پتوں والا
درخت۔
الْاَوْرَقُ. خاکستری رنگ والا۔ راکھ۔ عَامٌ
اَوْرَقُ: بے بارش کا سال۔ زَمَانٌ اَوْرَقُ: قحط
کا زمانہ۔ مؤنث وَرْقَاءُ. ج وُرْقٌ.
الْوَرْقَاءُ. اَوْرَقُ کا مؤنث مادہ بھیڑیا۔ ایک
درخت کا نام جس کے پتے گول چوڑے اور
نازک ہوتے ہیں۔ کبوتر و فاختہ یا وہ جس کا رنگ
سبزی مائل ہو۔ ج وِرَاقٌ و وَرَاقِيُّ. کہاجاتا
ہے التِّجَارَةُ مَوْرَقَةٌ لِلْمَالِ: یعنی تجارت
مال کے بڑھانے کا ذریعہ ہے۔
الْمُوَرِّقُ. فا۔ کاغذی۔ کاغذ کا بنانے والا۔

...كَ يَرِكُ وَرْكًا. سرین پر سہارا لینا
...لَ: سرین پر مارنا الشَّيْءَ: سرین کے
...کرنا (وُرُوْكًا) الرَّاكِبُ: اترنے یا
...لینے کیلئے سرین کو موڑنا بِالْمَكَانِ:
...کرنا عَلَى الْاَمْرِ: قادر ہونا۔
...يَرِكُ و رُوْكًا. سرین کو زمین پر رکھ کر
...تْ تَوْرَكُ وَرَكًا. الْوَرِكُ: سرین کا بڑا
...الْحَبْلَ اَوِ الرَّجُلَ: سرین کے مقابل
...الْاَمْرِ: قادر ہونا الشَّيْءَ: واجب کرنا۔
...كِبُ: دوزانو بیٹھنے والے کی طرح ٹانگوں
...نا اور دونوں سرین کو زمین میں رکھنا
... عَلَيْهِ: گناہ کا الزام لگا دینا الْيَمِيْنَ:
...م کھلانے والے کی نیت کے علاوہ نیت کرنا۔
وَارَكَ مُوَارَكَةً الْجَبَلَ: پہاڑ سے گزر جانا۔
تَوَرَّكَ سرین پر سہارا لینا الشَّيْءَ: سرین پر
بٹھانا الرَّاكِبُ: اترنے یا آرام لینے کیلئے ٹانگ
کو موڑنا عَنِ الْاَمْرِ: دیر کرنا بِالْمَكَانِ:
اقامت کرنا عَلَى الْاَمْرِ: قادر ہونا۔ لِلرَّجُلِ:
کسی کی ٹانگ کو باندھ دینا۔ کہاجاتا ہے تَوَرَّكَ
لَهٗ فَصَرَعَهٗ اس نے اس کی ٹانگ کو باندھ دیا
اور پچھاڑ دیا۔
تَوَارَكَ. سرین پر ٹیک لگانا۔
الْوَرِكُ والْوِرْكُ والْوَرْكُ. چوتڑ۔ سرین
(مؤنث) ج اَوْرَاكٌ. الْوِرْكُ: کمان کا کنارہ یا
تانت باندھنے کی جگہ۔ کہا جاتا ہے "قَعَدَ
الْمَلَّاحُ عَلَى وَرِكِ السَّفِيْنَةِ" ملاح کشتی
کے پچھلے حصہ پر بیٹھا۔ "وَهُمْ عَلَيَّ وَرْكٌ
وَاحِدٌ" وہ میرے خلاف اکٹھے ہوگئے۔
الْوَرْكِيُّ. خبر کی اصلیت۔ کہاجاتا ہے "اِنَّ
عِنْدَهٗ لَوَرْكِيَّ الْخَبَرِ" اس کے نزدیک خبر
کی اصلیت ہے۔
الْوَارِكُ والْوِرَاكُ ج وُرُكٌ والْمَوْرِكُ
والْمَوْرِكَةُ مِنَ الرَّجُلِ: کجاوہ کا وہ حصہ جہاں
سوار تھک کر ٹانگ پھیلادے۔

مرزا کے بیٹے کے خواب میں اللہ عورت

مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کے خواب پر مبنی ایک اقتباس پیش کیا جا رہا ہے جس میں وہ ایک عورت کو دیکھتا ہے، اس سے گفتگو کرتا ہے اور پھر یہ خیال ظاہر کرتا ہے کہ وہ عورت دراصل اللہ تعالیٰ ہے۔

"وہ بہت ہی خوبصورت عورت ہے۔ میں اس کی ٹھوڑی پکڑ کر کہتا ہوں کہ کیا تم بھی جنت میں میرے ساتھ رہو گی۔ اس نے کہا ہاں میں آپ کے ساتھ جنت میں رہوں گی۔ میں نے اسے کہا کہ تمہیں میری بیویوں کے ساتھ رہنا پڑے گا۔ وہ کچھ حیرت ظاہر کرتی ہے کہ بیویوں کے ساتھ! مگر اس نے انکار نہیں کیا۔ اس وقت یکدم میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ خوبصورت عورت اللہ تعالیٰ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ میرے ساتھ جنت میں رہیگا۔ اسکے بعد میری آنکھ کھل گئی"۔

(الفضل قادیانی اخبار 20 مارچ 1947، صفحہ 2 کالم 2)

یہ اقتباس جو آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے مرزائی لٹریچر سے لیا گیا ایک نہایت سنگین اور گستاخانہ تصور پر مبنی ہے۔ عقائدِ مسلمین کی رو سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسا تصور رکھنا یا بیان کرنا صریح کفر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شانِ الوہیت کے خلاف عقیدہ

اسلام یہ سکھاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم، صورت، جنس، عورت یا مرد ہونے سے پاک ہے۔

جسمانی صفات کا دعویٰ کرنا اللہ تعالیٰ کی توہین ہے۔

قرآن میں اللہ نے فرمایا: لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ کوئی چیز اس جیسی نہیں

جو شخص اللہ کو عورت کی شکل میں تصور کرے اور اپنے ساتھ جنت میں بیوی کی طرح رہنے کا خیال کرے وہ توحید کے بنیادی عقیدے کا انکار کرتا ہے۔ یہ ہندوؤں کے دیوی دیوتاؤں کے مشابہ عقائد ہیں، اسلام کے ہر گز نہیں۔

توحید باری تعالیٰ کا اسلامی اصول

علماء اسلام عقائد کی کتب میں واضح طور پر اس عقیدہ کو بیان کرتے ہیں کہ جو شخص اللہ کے بارے میں ایسی صفات ثابت کرے جو مخلوق جیسی ہوں وہ مشرک ہے۔

یہ دعویٰ صرف نظری نہیں بلکہ عملی بے ادبی بھی ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ کسی انسان کی بیوی کی طرح ساتھ رہے گا۔ یہ انتہائی اخلاقی و ایمانی پستی کی علامت ہے۔

انبیاءِ کرام کے خوابوں کی سنت کے خلاف

انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں اور ان میں کبھی اللہ تعالیٰ کو کسی مخلوق کی شکل میں نہیں دیکھا گیا۔ معتبر عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دنیا میں کسی صورت میں دیکھا نہیں جا سکتا۔ جو شخص یہ بات کرے کہ خواب میں اللہ عورت کی صورت میں آیا تو وہ نہ صرف جھوٹ بولتا ہے بلکہ نبوت کے معیار کو بھی پامال کرتا ہے۔

شخصیت کا باطنی فساد

یہ اقتباس مرزا بشیر بن مرزا قادیانی کے نفسیاتی اور اخلاقی زوال کا اظہار کرتا ہے۔ مثلاً جنسی نوعیت کا خواب، اسے اللہ کا تصور بنا دینا، پھر اسے دین کی بات کے طور پر بیان کرنا، یہ سب بتاتا ہے کہ وہ روحانی رہنمائی کے بجائے نفسانی خرافات میں مبتلا تھا۔

قادیانی عقائد کا اندرونی تضاد

قادیانی خود کہتے ہیں کہ قادیانی خلفاء معصوم ہیں اور خلیفہ خدا بناتا ہے، مگر یہاں اللہ کو عورت سمجھنا، اس سے بیوی جیسا تعلق بنانا یہ خطا نہیں، کھلا کفر ہے۔ اگر وہ واقعی مامور من اللہ اور

معصوم ہوتا تو ایسی گمراہی کبھی بیان نہ کرتا۔ایسا شخص نہ خلیفہ ہوسکتا ہے نہ مسلم رہ سکتا ہے۔کیونکہ اس نے تو سب سے بنیادی عقیدہ توحید کی توہین کی۔

خدا کی بیوی بننے کے شوق کی مخفی حقیقت

مرزا قادیانی کی شخصیت کے اندر ایک عجیب الجھن چھپی تھی۔کبھی وہ خود کو اللہ کا دلہن تصور کرتا ہے، کبھی خواب میں اللہ کو عورت بنا کر پیش کرتا ہے، اور کبھی اپنے جسمانی عوارض کو روحانی معجزات کا نام دیتا ہے۔یہ سب کچھ اس کی نفسیاتی کیفیت پر روشنی ڈالتا ہے۔بالکل اسی فطرت پر اس کا بیٹا بھی تھا۔

مذہبی دعووں میں نفسانی میلانات کی آمیزش

عام طور پر اللہ کے نزدیک قربت کا تصور بندگی، عاجزی اور خوفِ خدا پر قائم ہوتا ہے۔ مگر مرزا کے خواب اور دعوے اس کے بالکل برعکس نظر آتے ہیں۔اللہ کی ذات کو ایک عورت کی صورت میں دیکھ کر اس کے ساتھ ازدواجی تعلق کا تصور بُننا، پھر اسی تصور کو اپنے لیے فضیلت اور روحانی مقام سمجھ لینا، باطنی گمراہی کا واضح اظہار ہے۔یہ کیفیت یہ ظاہر کرتی ہے کہ اس کے مذہبی بیانیے میں روحانیت نہیں بلکہ خواہشات کی بادشاہی چلتی تھی۔

مرید کی گواہی اور عجیب دعوے

مرزا بشیر نے جو حرکت کی ہے اس کے باپ مرزا قادیانی کے مرید قاضی یار محمد نے (اسلامی قربانی صفحہ 12) جو کچھ لکھا، وہ مرزا کے باطن کا اور بھی خوفناک رخ سامنے لاتا ہے۔کسی مرد کا خود کو عورت تصور کر لینا اور اسے روحانی نسبت قرار دینا، پھر اسے علوی مقام بتانا، یہ دین کے نام پر کھلی فریب کاری ہے۔

یہاں اصل مسئلہ یہ ہے کہ ایسے بدنما رجحانات کو دین کا حصہ بنا کر پیش کرنا امت کو گمراہ کرنے کے مترادف ہے۔

جسمانی بیماری کو الٰہی نشان کہنا

مرزا قادیانی کو ایک دیرینہ مرض لاحق ہوا جس میں اس کی مقعد سے 16 دن تک خون بہتا رہا۔ طبی اعتبار سے یہ بیماری ہے، مگر مرزا نے اسے دین کی دلیل میں بدل ڈالا۔ اپنی کتاب میں نشان نمبر 85 کے تحت اس نے اس بیماری کو اپنی صداقت کی دلیل بنا دیا۔ یہ طرزِ فکر اور دعویٰ اس ذہنیت کا پتہ دیتا ہے کہ جو تکلیف اسے پہنچی اسے الٰہی منصوبہ سمجھ لیا اور جس امر میں شرم اور توبہ ضروری تھی اسی پر فخر کر کے اسے معجزہ قرار دے دیا۔

مرزا قادیانی اور اس کے بیٹے کے یہ اعتقادی و نفسیاتی رجحانات یہ بتاتے ہیں کہ وہ روحانی رہنما نہیں ایک خلل زدہ شخصیت کا حامل انسان تھا۔

جو شخص اللہ کو عورت سمجھنے لگے، اپنے جسمانی انحرافات کو مذہبی مقام بنا دے اور شہوانی خوابوں کو وحی قرار دے، وہ اسلام کا ترجمان نہیں ہوسکتا۔ ایسے افراد ہمیشہ دین کے چہرے پر دھبہ بنتے ہیں اور سادہ دل لوگوں کے ایمان کے دشمن۔

۴ روزنامہ الفضل قادیان ... مورخہ ۳۰ مارچ ۱۹۴۷ء جلد ۳۵ نمبر ۷۶

جو کہ ایک دوسرے کے قریب ہوتے جارہے ہیں۔ ان میں سے ایک دوسرے پر اس طرح گرا ہے جس طرح کہ جانور جفتی کے لئے جمع ہوتے ہیں جب ایک دوسرے پر کودنے کی کوشش کرتا ہے تو میں نے دیکھا کہ دوسرے نے اوپر کودنے والے بچھو کو زور سے ڈنگ مارا۔ اور وہ اُچھل کر سامنے جا پڑا۔ پھر اس نے دوسرے کی طرف مُنہ کرکے آگ کا شعلہ نکالنا شروع کیا جو کہ دور اوپر تک جاتا ہے۔ اور دوسرے نے بھی اس کے جواب میں آگ کا شعلہ نکالنا شروع کردیا۔ اور وہ دونوں شعلوں کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی کرتے ہیں۔ اس کے بعد کچھ اور بچھو پیدا ہوگئے۔ ان کے قد بھی اسی طرح سات آٹھ گز کے قریب ہیں۔ پھر انہوں نے بھی آگ کے شعلوں سے لڑائی شروع کردی۔ اور ان کے شعلوں کا نظارہ نہایت ہیبت ناک تھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ یکدم ایک بچھو نے پلٹا کھایا اور آدمی کی شکل اختیار کرلی۔ اور اس نے اسی کمرہ کی طرف بڑھنا شروع کیا جہاں میں بیٹھا تھا۔ میں گھبرا کر وہاں سے چل پڑا ہوں۔ اس وقت مجھے پیچھے کی طرف سے آواز آئی ہے۔ معلوم نہیں کہ وہ فرشتے کی آواز ہے یا کسی کی۔ قرآن پڑھو۔ قرآن پڑھو۔ اس آواز کے آتے ہی میں نے قرآن شریف بلند اور سریلی آواز سے پڑھنا شروع کردیا۔ میں نے محسوس کیا کہ میری آواز بہت سُریلی اور بلند ہے۔ اور میں جس طرف سے گذرتا ہوں۔ میری آواز پہاڑیوں اور میدانوں میں گونج پیدا کر دیتی ہے۔ گویا ساری دنیا میں پھیل رہی ہے۔ اور جس کے کانوں میں وہ آواز پڑتی ہے وہ بھی قرآن کریم پڑھنے لگ جاتا ہے۔ میں چلتا جارہا ہوں اور قرآن کریم پڑھتا جارہا ہوں۔ چاروں طرف سے قرآن کریم پڑھنے کی صدائیں میرے کانوں میں آرہی ہیں۔ میری آواز کے بعد میں نے محسوس کیا کہ کوئی عورت بھی قرآن کریم پڑھتی

ہوئی میرے پیچھے آرہی ہے۔ یا ذکر الٰہی کر رہی ہے۔ رستہ میں کئی ہال آتے ہیں۔ جن کے کمرے نہایت خوبصورت اور عالیشان ہیں۔ اور ان کمروں میں خوبصورت کوچیں اور کرسیاں بچھی ہوئی ہیں۔ میں رستہ چلتے ہوئے کسی چیز کو ایک طرف کرکے نہیں گذرتا۔ بلکہ جو چیز رستے میں آتی ہے اُسے سیدھا پھلانگ کر گذرتا ہوں۔ اور اِدھر اُدھر سے گذرنے کے لئے میں رستہ تلاش نہیں کرتا۔ بہت بڑے بڑے ہال میرے رستہ میں آتے ہیں۔ میں ان کے اندر سے ان کے سامانوں پر پاؤں رکھ کر پا کود کر گذر جاتا ہوں۔ آخر ایک ایسی جگہ میں پہنچا ہوں جہاں ایک میدان ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہاں ایک باغ ہے جس میں میرا مکان ہے۔ میرے پیچھے پیچھے وہ عورت بھی وہاں پہنچ گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جنت میں میرے ساتھ رہنے کے لئے آئی ہے۔ وہ بہت ہی خوبصورت عورت ہے۔ میں اس کی ٹھوڑی پکڑ کر کہتا ہوں۔ کہ کیا تم بھی جنت میں میرے ساتھ رہو گی۔ اس نے کہا ہاں میں آپ کے ساتھ جنت میں رہوں گی۔ میں نے اسے کہا کہ تمہیں میری بیویوں کے ساتھ رہنا پڑے گا۔ وہ کچھ حیرت ظاہر کرتی ہے کہ بیویوں کے ساتھ؟ مگر اس نے انکار نہیں کیا۔ اس وقت یکدم میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ خوبصورت عورت اللہ تعالیٰ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ میرے ساتھ جنت میں رہیگا۔ اسکے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

حضور نے تعبیر کرتے ہوئے فرمایا۔ جہانتک میں نے اس خواب پر غور کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس خواب میں روحانی علم سکھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرمایا ہے یاشمس یا قمر۔ اے سورج اے چاند۔ سورج کی خاصیت یہ ہے کہ وہ چاند کو روشنی دیتا ہے۔ اور چاند کی خاصیت یہ ہے کہ وہ سورج سے روشنی لیتا ہے گویا اس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سورج کہا اور خود چاند بنا۔ اسی طرح عورت مرد سے نطفہ لیتی ہے۔ اور مرد نطفہ دیتا ہے سورج کا قائمقام مرد ہے۔ اور چاند کا قائم مقام عورت ہے اس وقت بھی لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض کیا کہ خود سورج بنے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو چاند بنایا ہے اور اب بھی لوگ اعتراض کرسکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو عورت دیکھا۔ اصل بات یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ کو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ اس لئے وہ خود اپنے آپ کو لوگوں پر ظاہر کرتا ہے۔ اور جس کے ذریعہ سے اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے وہ انبیاء اور اولیاء کا وجود ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تدرکه الابصار وهو يدرك الابصار آنکھیں اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ خود آنکھوں تک پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا چہرہ پردے میں ہوتا ہے۔ نبی آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے چہرے کو لوگوں کے لئے روشن کردیتا ہے۔ اور دوسری طرف نبی کا نور ذاتی نہیں ہوتا۔ بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور دیا جاتا ہے اس لئے وہ چاند ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سورج۔ غرض مختلف نقطہ نگاہ سے مختلف نام خدا تعالیٰ کے بندوں کو ملتے ہیں۔ ایک جہت سے وہ سورج ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ چاند۔ اور دوسری جہت سے وہ چاند ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سورج جیسے کوئی بندہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے لئے فنا کردیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنی صفت رحیمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ اور کوئی تعلق کو ظاہر کرنے کے لئے اپنی صفات رحم کو اس کے منشاء کے مطابق ظاہر کرنے لگتا ہے۔ اسکے لئے گویا ایک رنگ میں خدا تعالیٰ کا اپنے بندے کی خوشی میں اپنی خوشی شامل کرکے زوج کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کا متقی ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ بن جاتا ہے۔ جن سے وہ پکڑتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے کان بن جاتا ہے جن سے وہ سنتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی آنکھیں بن جاتا ہے جن سے وہ دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے پاؤں بن جاتا ہے جن سے وہ چلتا ہے۔ گویا جس طرح ہاتھ پیر اور آنکھیں انسان کے تابع ہوتی ہیں جب انسان ہاتھوں کو کہتا ہے تو وہ پکڑتے ہیں۔ اور جب نہیں کہتا تو وہ نہیں پکڑتے۔ اور جب آنکھوں سے کہتا ہے دیکھو تو وہ دیکھتی ہیں۔ اور جب نہیں دیکھنا چاہتا وہ نہیں دیکھتیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات اس کی خوشی کے مطابق ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ اور جب وہ چاہتا ہے کہ اس طرح ہو تو وہ اسی طرح ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ بعض دفعہ بچہ ماں کو کہتا ہے یوں کر تو وہ کرتی چلی جاتی ہے۔ حالانکہ ماں بچوں پر حاکم ہوتی ہے۔ لیکن ان کی دلجوئی کے لئے اس طرح کرتی چلی جاتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے بندے بھی ایسے مقام پر پہنچ جاتے ہیں۔ کہ جو وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اسی طرح کردیتا ہے اس مقام کا نام صوفیاء نے اختیار تکوین کا مقام رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ رؤیا دکھا کر جماعت کو بشارت دی ہے۔ کیونکہ میرا کام جماعت کی ترقی کے لئے ہے۔ اور جو صفات میرے تابع کی گئی ہیں وہ جماعت کے لئے ہیں۔ خواب میں میں نے جو بچھو دیکھے ہیں۔ اور اس کے ساتھ آواز آئی کہ پڑھو قرآن۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو یہ سبق دیا ہے کہ دوزخ سے بچنے کا ذریعہ صرف قرآن کریم ہے۔ اور بچھوؤں کے نظارہ سے ایک اور نکتہ بھی حل ہوگیا۔ یہودی اور عیسائی لٹریچر میں یہ لکھا ہوا ہے کہ دوزخ میں انسان کو بچھو کاٹیں گے تو اس خواب نے اس کو حل کردیا کہ دوزخی آپس میں ہی ایک دوسرے کو کاٹیں گے۔ اور وہ لوگ جو بچھو کی طبیعت رکھنے والے ہیں ان کی بداعمالیاں ان کو بچھوؤں کی شکل دے دیں گی۔ ورنہ دوزخ میں کہیں باہر سے بچھو لاکر نہیں ڈالے جائیں گے۔

اس رؤیا میں جماعت کے لئے اس رنگ میں بھی بشارت ہے کہ میں نے اس عورت سے کہا کہ میری بیویوں کے ساتھ تمہیں رہنا ہوگا۔ اور وہ رضامند ہوگئی۔ جنت میں بیویوں سے

نیا خدا

مرزا قادیانی نے جہاں پر اسلامی توحید کا نقشہ ہی بیگاڑ کر رکھ دیا وہیں پر اپنے کلٹ کے چند نئے خدا بھی تراشے ہیں جن کے نام یہ ہیں: یلاش، کالا، کالو، وتر، عاج، صاعقہ، ان قادیانی خداؤں کا ذکر گزشتہ صفحات (91 تا 104) میں گزر چکا ہے۔ ابھی ہم مرزا قادیانی کے ایک نئے خدا کا ذکر کر رہے ہیں

خدا نیا ہو

کیونکہ کوئی مذہب بغیر نشان کے انسان کو خدا سے نزدیک نہیں کر سکتا اور نہ گناہ سے نفرت دلا سکتا ہے۔۔۔۔۔نئی زندگی ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی جب تک ایک نیا یقین پیدا نہ ہو اور کبھی نیا یقین پیدا نہیں ہوسکتا جب تک موسیٰ اور مسیح اور ابراہیم اور یعقوب اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نئے معجزات نہ دکھائے جائیں۔نئی زندگی اُنہی کو ملتی ہے جن کا خدا نیا ہو یقین نیا ہو نشان نئے ہوں۔

(روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 497)

نیا خدا تفصیلی توضیح اور علمی ردّ

یہ حوالہ کہ ”خدا نیا ہو“ اور اسی بنیاد پر نئے نشان اور نئے معجزات طلب کیے جائیں، دراصل ایک ایسا فکری اور عقیدتی انقلاب ہے جو اسلام کے بنیادی اصولِ توحید اور نبوتِ ختمیٰ کے خلاف ہے۔ ذیل میں اس عبارت کے تمام اہم پہلوؤں کو الگ الگ نکال کر مفصل طور پر سمجھایا جا رہا ہے، اور ہر نکتے کا قرآنی، نظریاتی اور عملی نقطۂ نظر سے ردّ بھی کیا جا رہا ہے۔

سب سے پہلے یہ واضح کر دیا جائے کہ اس عبارت میں ”نیا خدا“ سے مراد محض اصطلاحی یا

شعوری تازگی نہیں بلکہ ایک ایسا خدا یا خدائی تصور ہے جو مرزا قادیانی کے ذاتی تجربات، علامات اور معجزات کے ذریعے عام انسانوں کے لیے" قابل قبول" بنایا جائے۔ یہ خیال تین خامیوں پر مبنی ہے:

(1) خدا کو بدلتے یا نئی شکل میں پیش کرنا۔

(2) ایمان کی بنیاد کو علامتوں و معجزات کے چشمِ بہ عمل رکھ دینا۔

(3) ایجادِ نو در مذہب کو دین حقیقی سمجھ لینا۔

پہلا نکتہ، خدا کا نیا بننا

اسلام میں خدا کا تصور ازلی و ابدی، واحد اور لازوال ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات اور ذات میں تغیر یا ارتقاء کا کوئی مفہوم نہیں۔ قرآن نے صاف کہا ہے کہ اس جیسی کوئی شے نہیں۔ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ۔ اس کا فلسفہ یہ ہے کہ خدا کو مخلوق کے تجربات یا زمانہ کے بدلتے ذوق کے مطابق تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ جب کوئی گروہ یا رہنما کہے کہ" تمہارا خدا نیا ہونا چاہیے" تو وہ دراصل اللہ کی ذات میں انسانی تبدیلی اور نسبیت کا درجہ دے رہا ہے۔ یہ تصور توحیدِ خالصہ کی نفی ہے کیونکہ توحید کا مفہوم ہی یہ ہے کہ اللہ وہی ہے جو ہمیشہ سے تھا، ہے اور رہوگا۔

دوسرا نکتہ، ایمان کو معجزات و نشانوں سے مشروط کرنا

عبارت کہتی ہے کہ" نئی زندگی نہیں ملے گی جب تک نئے معجزات نہ دکھائے جائیں"۔ اس کا منطقی اور دینی رد یہ ہے کہ اسلام میں معجزہ ایک غیبی دلیل ہوتا ہے جو پیغمبر کی صداقت کی تصدیق کے لیے آیا، نہ کہ اس کے بعد ہر زمانے میں کسی کلٹ لیڈر کی من مانیاں قبول کروانے کے لیے مستقل معیار بنے۔ قرآن نے مؤمنین کو ہدایت کے لیے عموماً دلیل کلام، فطری دلائل اور تاریخِ انبیا کی مثالیں پیش کی ہیں۔ ایمان کی اصل بنیاد عقل، قرآن اور سنتِ نبویہ ہے؛ معجزات انجذاب کے باعث تو دلوں کو مائل کر سکتے ہیں مگر ایمانِ دائم کا معیار

نہیں بن سکتے۔ اس لیے ”نئے نشان لازم ہیں“ کہنا عملی طور پر مذہب کو شخصی شہرت تک محدود کرتا ہے۔

تیسرا نکتہ، شخصی عبادتِ لیڈر کو خدائی مقام دینا

جب کوئی کہتا ہے کہ ”نئے خدا کی نشانیاں“ اسی خاص فرد کے ذریعے ہونی چاہئیں، تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اُس فرد کی ہر حرکت معجزہ بن کر متعبدین کے ایمان کی بنیاد بن جائے۔ یہ پاگل ذہنیت اہلِ توحید کے لیے خطرناک ہے کیونکہ یہ عبادت و اطاعت کے دائرے کو خالق سے ہٹا کر ایک مخلوق کے گرد مرکوز کر دیتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دین کا اصل مرجع انسان بن جاتا ہے، اور قرآن وسنت دوسرے درجے پر چلے جاتے ہیں۔

چہارم، تاریخی اور اخلاقی زاویہ

اسلامی تاریخ نے متعدد ایسے افراد دیکھے جو ”نئے اشارے“ اور ”نئے خدائی تصورات“ کے نام پر فرقہ سازی اور مذہبی انتشار پھیلاتے رہے۔ اسلام نے ان تحریکوں کو اس لیے رد کیا کہ وہ یا تو شرک میں ڈھلتی تھیں یا اخلاقی بے راہروی پر منتج ہوتیں۔ دین کا تازگی کا مطلب کبھی بھی جدید کاری (innovation) یا کسی شخصی کردار کو الٰہی مقام دینا نہیں رہا؛ بلکہ قرآن وسنت کی طرف رجوع ہی حقیقی اصلاح ہے۔

پانچواں، قرآنی اور عقلی ردّ:

قرآنِ مجید ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ حق کی جانچ عقل اور نصوص پر مبنی ہونی چاہیے، اور نہ کہ ہر نئے شگفتہ تجربے پر۔ ”خدا نیا ہو“ جیسے دعوے جب قرآنی ثبوت سے موافق نہ ہوں تو ان کا نتیجہ ضلالت ہوتا ہے۔ اسی لیے آپ کے متن میں جو نتیجہ نکالتے ہیں یعنی دین بنے گا بشرطیکہ ”نیا خدا“، ”نیا یقین“ اور ”نئے نشان“ ہوں یہ ایک منطقی تسلسل میں غلطی ہے کیونکہ ایمان کے معیار اور خدا کی حقیقت کو ذاتی خیالات کے تابع کر دیتا ہے۔

کیونکہ کوئی مذہب بغیر نشان کے انسان کو خدا سے نزدیک نہیں کرسکتا اور نہ گناہ سے نفرت دلاسکتا ہے۔ مذہب مذہب پکارنے میں ہر ایک کی بلند آواز ہے۔ لیکن کبھی ممکن نہیں کہ فی الحقیقت پاک زندگی اور پاک دلی اور خداترسی میسّر آسکے جب تک کہ انسان مذہب کے آئینہ میں کوئی فوق العادۃ نظارہ مشاہدہ نہ کرے۔ نئی زندگی ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی جب تک ایک نیا یقین پیدا نہ ہو اور کبھی نیا یقین پیدا نہیں ہوسکتا جب تک موسیٰ اور مسیح اور ابراہیم اور یعقوب اور محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نئے معجزات نہ دکھائے جائیں۔ نئی زندگی اُنہی کو ملتی ہے جن کا خدا نیا ہو یقین نیا ہو نشان نئے ہوں اور دوسرے تمام لوگ قصّوں کہانیوں کے جال میں گرفتار ہیں دل غافل ہیں اور زبانوں پر خدا کا نام ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ زمین کے شور و غوغا تمام قصّے اور کہانیاں ہیں اور ہر ایک شخص جو اس وقت کئی سو برس کے بعد اپنے کسی پیغمبر یا اوتار کے ہزارہا معجزات سناتا ہے وہ خود اپنے دِل میں جانتا ہے کہ وہ ایک قصّہ بیان کررہا ہے جس کو نہ اُس نے اور نہ اُس کے باپ نے دیکھا ہے اور نہ اُس کے دادے کو اس کی خبر ہے۔ وہ خود نہیں سمجھ سکتا کہ کہاں تک اس کا یہ بیان صحیح اور درست ہے کیونکہ یہ دنیا کے لوگوں کی عادت ہے کہ ایک تنکے کا پہاڑ بنادیا کرتے ہیں۔ اس لئے یہ تمام قصے جو معجزات کے رنگ میں پیش کئے جاتے ہیں ان کا پیش کرنے والا خواہ کوئی مسلمان ہو یا عیسائی ہو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا جانتا ہے یا کوئی ہندو ہو جو اپنے اوتاروں کے کرشمے کتابیں اور پستک کھول کر سناتا ہے یہ سب کچھ ہیچ اور لاشے ہیں اور ایک کوڑی ان کی قیمت نہیں ہوسکتی جب تک کہ کوئی زندہ نمونہ اُن کے ساتھ نہ ہو اور سچا مذہب وہی ہے جس کے ساتھ زندہ نمونہ ہے۔ کیا کوئی دِل اور کوئی کانشنس اِس بات کو قبول کرسکتا ہے کہ ایک مذہب تو سچا ہے مگر اس کی سچائی کی چمکیں اور سچائی کے

ہے تو وہ ایسا ٹھنڈا ہو جاتا ہے کہ گویا اُس میں کبھی آگ نہیں تھی۔ تب وہ ترقی پر ترقی کرتا ہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی روح اُس میں سکونت کرتی ہے اور ایک تجلّی خاص کے ساتھ رَبُّ الْعَالَمِیْن کا استویٰ اس کے دل پر ہوتا ہے تب پورانی انسانیت اس کی جل کر ایک نئی اور پاک انسانیت اُس کو عطا کی جاتی ہے اور خدا تعالیٰ بھی ایک نیا خدا ہو کر نئے اور خاص طور پر اُس سے تعلق پکڑتا ہے اور بہشتی زندگی کا تمام پاک سامان اسی عالم میں اُس کو مل جاتا ہے۔

اِس جگہ مَیں اس بات کے اظہار اور اس کے شکر کے ادا کرنے کے بغیر رہ نہیں سکتا کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔ میرے ساتھ تعلق اخوت پکڑنے والے اور اس سلسلہ میں داخل ہونیوالے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے محبت اور اخلاص کے رنگ سے ایک عجیب طرز پر رنگین ہیں۔ نہ مَیں نے اپنی محنت سے بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے یہ صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے عطا کی ہیں۔ سب سے پہلے میں اپنے ایک روحانی بھائی کے ذکر کرنے کے لئے دل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام اُن کے نُورِ اخلاص کی طرح نور دین ہے میں اُن کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلاءِ کلمہ اسلام کے لئے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں۔ اُن کے دل میں جو تائید دین کے لئے جوش بھرا ہے اُس کے تصوّر سے قدرت الٰہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے کہ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ وہ اپنے تمام مال اور تمام زور اور تمام اسباب مقدرت کے ساتھ جو اُن کو میسّر ہیں ہر وقت اللہ رسول کی اطاعت کے لئے مستعد کھڑے ہیں اور میں تجربہ سے نہ صرف حُسن ظن سے یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہوں کہ اُنہیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک دریغ نہیں۔ اور اگر میں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے۔ اُن کے بعض خطوط کی چند سطریں بطور نمونہ ناظرین کو دکھلاتا ہوں تا انہیں معلوم ہو کہ میرے پیارے بھائی **مولوی حکیم نورالدین بھیروی** معالج ریاست جمّوں نے محبت اور اخلاص

ازلیہ میں سے ہے کوئی مستحدث نہیں ہے جو مورد اعتراض ہو سکے گویا قدیم قانون حضرت احدیّت جلّ شانہٗ اسی طور پر چلا آتا ہے کہ جیسے جیسے انسان کا بھروسا خدائے تعالیٰ پر بڑھتا ہے ایسا ہی اس طرف سے الوہیّت کی قدرتوں کی چمکار اور اس کی کرنیں زیادہ سے زیادہ اس پر پڑتی ہیں اور جیسے جیسے اس طرف سے ایک پاک اور کامل تعلق ہوتا جاتا ہے ایسا ہی اس طرف سے بھی کامل اور طیب برکتیں ظاہر و باطن پر اترتی ہیں اور جیسی جیسی محبت الٰہی کی موجیں عاشق صادق کے دل سے اٹھتی ہیں ایسا ہی اس طرف سے بھی ایک نہایت صاف اور شفاف دریائے محبت کا زور شور سے چھوٹتا ہے اور دائرہ کی طرح اس کو اپنے اندر گھیر لیتا ہے اور اپنے الٰہی زور سے کھینچ کر کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے اور جیسا یہ امر صاف ہے ویسا ہی ہمارے نیچر کے مطابق بھی ہے ہم تم بھی جیسے جیسے دوستی اور محبت اور اخلاص میں بڑھتے ہیں تو اس دوطرفہ صفائی محبت کی یہی نشانی ہوا کرتی ہے کہ دونوں طرف سے آثار خلوص و اتحاد و یگانگت کے ظاہر ہوں نہ صرف ایک طرف سے ہو ہر یک دوست اپنے دوست کے ساتھ عوام الناس کی نسبت معاملہ خارق عادت رکھتا ہے جب انسان اپنی پہلی زندگی کی نسبت ایک ایسی نئی زندگی حاصل کرتا ہے جس کو نسبتی طور پر خارق عادت کہہ سکتے ہیں تو اسی دم سے وہی قدیم خدا اپنی تجلّیات نادرہ کے رو سے ایک نیا خدا اس کے لئے ہو جاتا ہے اور وہ عادتیں اس کے ساتھ ظہور میں لاتا ہے جو پہلی زندگی کی حالت میں کبھی خیال میں بھی نہیں آئی تھیں۔ خوارق کی کَل جس سے عجائبات قدرتیہ حرکت میں آتی ہیں انسان کی تبدیل یافتہ روح ہے اور وہ سچی تبدیلی یہاں تک آثار نمایاں دکھاتی ہے کہ بعض اوقات ایک ایسے طور سے شور محبت دل پر استیلا پکڑتا ہے اور عشق الٰہی کے پُرزور جذبات اور صدق اور یقین کی سخت کششیں ایسے مقام پر انسان کو پہنچا دیتی ہیں کہ اس عجیب حالت میں اگر وہ آگ میں ڈالا جائے تو آگ اس پر کچھ اثر نہیں کر سکتی اگر وہ شیروں اور بھیڑیوں اور ریچھوں کے آگے پھینک دیا جائے تو وہ اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتے کیونکہ اس وقت وہ صدق اور عشق کے کامل اور قوی تجلیات سے بشریت کے خواص کو پھاڑ کر کچھ اور ہو جاتا ہے اور جس طرح لوہے کے ظاہر و باطن پر آگ مستولی ہو کر

پیدا کر کے اپنی قدرت تامہ کا ثبوت دے دیا ہے۔ پھر بولیوں کے بارہ میں کیوں اس کی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

اب ہم اس جگہ بغرض فائدہ عام یہ بات بطور قاعدہ کلیہ بیان کرتے ہیں کہ کلام کا وہ کون سا مرتبہ ہے جس مرتبہ پر کوئی کلام واقعہ ہونے سے اس صفت سے متّصف ہو جاتا ہے کہ اُس کو بے نظیر اور منجانب اللہ کہا جائے اور پھر بطور نمونہ کوئی سورہ قرآن شریف کی لکھ کر اس میں یہ ثابت کر کے دکھلائیں گے کہ وہ تمام وجوہ بے نظیری جو قاعدہ کلیہ میں قرار دی گئی ہیں۔ اس سورہ میں بہ تمام وکمال پائی جاتی ہیں اور اگر کسی کو ان وجوہ بے نظیری کے قبول کرنے میں پھر بھی انکار ہوگا تو یہ بار ثبوت اسی کے ذمہ ہوگا کہ کوئی دوسرا کلام پیش کر کے دکھلاوے جس میں وہ تمام وجوہ بے نظیری پائے جاویں۔ سو واضح ہو کہ اگر کوئی کلام ان تمام چیزوں میں سے کہ جو خدائے تعالیٰ کی طرف سے صادر اور اس کے دست قدرت کی صنعت ہیں کسی چیز سے مشابہت کلی رکھتا ہو یعنے اس میں عجائبات ظاہری و باطنی ایسے طور پر جمع ہوں کہ جو مصنوعات الٰہیہ میں سے کسی شے میں جمع ہیں تو اس صورت میں کہا جائے گا کہ وہ کلام ایسے مرتبہ پر واقع ہے کہ جس کی مثل بنانے سے انسانی طاقتیں عاجز ہیں کیونکہ جس چیز کی نسبت بے نظیر اور صادر من اللہ ہونا عند الخواص والعوام ایک مسلّم اور مقبول امر ہے جس میں کسی کو اختلاف ونزاع نہیں

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

موجودہ کے رو سے وہ اصلی خدا نہیں کہ جو ہمیشہ حدوث اور تولّد اور تجسّم اور موت سے پاک تھا۔ بلکہ انجیل کی تعلیم کے رو سے عیسائیوں کا خدا ایک نیا خدا ہے یا وہی خدا ہے کہ جس پر بدقسمتی سے بہت سی مصیبتیں آئیں اور آخری حال اس کا پہلے حال سے کہ جو ازلی اور قدیم تھا بالکل بدل گیا اور ہمیشہ قیوّم اور غیر متبدل رہ کر آخر کار تمام قیوّمی اس کی خاک میں مل گئی۔ ماسوائے اس کے عیسائیوں کے محققین کو خود اقرار ہے کہ ساری انجیل الہامی طور پر نہیں لکھی گئی بلکہ متی وغیرہ نے بہت سی باتیں اس کی لوگوں سے سن سنا کر لکھی ہیں اور لوقا کی انجیل میں تو خود لوقا اقرار کرتا ہے کہ جن لوگوں نے مسیح کو دیکھا تھا اُن سے دریافت کر کے میں نے لکھا ہے۔ پس اس تقریر میں خود لوقا اقراری ہے کہ اس کی انجیل الہامی نہیں۔ کیونکہ الہام کے بعد لوگوں سے پوچھنے کی کیا حاجت تھی۔ اسی طرح مرقس کا مسیح کے شاگردوں میں سے ہونا ثابت نہیں۔ پھر وہ نبی کیونکر ہوا۔ بہرحال چاروں انجیلیں نہ اپنی صحت پر قائم ہیں اور

ہے مگر جن باتوں میں اسلام کی فتح حقیقی ہے ان سے بے خبر ہیں۔

اسلام کی فتح حقیقی اس میں ہے کہ جیسے اسلام کے لفظ کا مفہوم ہے اسی طرح ہم اپنا تمام وجود خدا تعالیٰ کے حوالہ کر دیں اور اپنے نفس اور اس کے جذبات سے بکلی خالی ہو جائیں اور کوئی بُت ہوا اور ارادہ اور مخلوق پرستی کا ہماری راہ میں نہ رہے اور بکُلی مرضیات الٰہیہ میں محو ہو جائیں اور بعد اس فنا کے وہ بقا ہم کو حاصل ہو جائے جو ہماری بصیرت کو ایک دوسرا رنگ بخشے اور ہماری معرفت کو ایک نئی نورانیت عطا کرے اور ہماری محبت میں ایک جدید جوش پیدا کرے اور ہم ایک نئے آدمی ہو جائیں اور ہمارا وہ قدیم خدا بھی ہمارے لئے ایک نیا خدا ہو جائے یہی فتح حقیقی ہے جس کے کئی شعبوں میں سے ایک شعبہ مکالمات الٰہیہ بھی ہیں اگر یہ فتح اس زمانہ میں مسلمانوں کو حاصل نہ ہوئی تو مجرد عقلی فتح انہیں کسی منزل تک پہنچا نہیں سکتی۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اِس فتح کے دن نزدیک ہیں خدا تعالیٰ اپنی طرف سے یہ روشنی پیدا کرے گا اور اپنے ضعیف بندوں کا آمرز گار ہوگا۔

تبلیغ

میں اس جگہ ایک اور پیغام بھی خلق اللہ کو عموماً اور اپنے بھائی مسلمانوں کو خصوصاً پہنچاتا ہوں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کا راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدّارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں۔ پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر یہ طاقت پاتے ہیں انہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ میں ان کا غم خوار ہوں گا اور ان کا بار ہلکا کرنے کے لئے کوشش کروں گا اور خدا تعالیٰ میری دعا اور میری توجہ میں ان کے لئے برکت دے گا بشرطیکہ وہ ربّانی شرائط پر چلنے کے لئے بدل وجان طیار ہوں گے یہ ربانی حکم ہے جو آج میں نے پُہنچا دیا ہے اس بارہ میں عربی الہام یہ ہے۔ اذا عزمت فتوکل علی اللہ واصنع الفلک باعیننا ووحینا. الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ یداللہ فوق ایدھم. والسلام علٰی من اتبع الھدی.

المبلّغ خاکسار
غلام احمد عفی عنہُ

مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر (یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

کو جب اس محک کی رو سے جانچا جائے تو صاف ثابت ہوتا ہے کہ اسلام وہ فطرتی مذہب ہے جس کے اصولوں میں کوئی تصنع اور تکلّف نہیں اور جس کے احکام کوئی مستحدث اور بناوٹی امر نہیں اور کوئی ایسی بات نہیں جو زبردستی منوانی پڑے اور جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے جابجا آپ فرمایا ہے۔ قرآن شریف صحیفۂ فطرت کے تمام علوم اور اس کی صداقتوں کو یاد دلاتا ہے اور اس کے اسرارِ غامضہ کو کھولتا ہے اور کوئی نئے امور برخلاف اس کے پیش نہیں کرتا بلکہ درحقیقت اُسی کے معارف دقیقہ ظاہر کرتا ہے۔ برخلاف اس کے عیسائیوں کی تعلیم جس کا انجیل پر حوالہ دیا جاتا ہے ایک نیا خدا پیش کر رہی ہے جس کی خودکشی پر دنیا کے گناہ اور عذاب سے نجات موقوف اور اس کے دُکھ اُٹھانے پر خلقت کا آرام موقوف اور اس کے بے عزت اور ذلیل ہونے پر خلقت کی عزت موقوف خیال کی گئی ہے۔ پھر بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایک ایسا عجیب خدا ہے کہ ایک حصہ اس کی عمر کا تو منزّہ عن الجسم و عن عیوب الجسم میں گزرا ہے اور دوسرا حصہ عمر کا (کسی نامعلوم بدبختی کی وجہ سے) ہمیشہ کے تجسم اور تحیّز کی قید میں اسیر ہو گیا اور گوشت پوست استخوان وغیرہ سب کے سب اس کی روح کے لئے لازمی ہو گئے اور اس تجسم کی وجہ سے، کہ اب ہمیشہ اس کے ساتھ رہے گا، انواع اقسام کے اس کو دکھ اُٹھانے پڑے آخر دکھوں کے غلبہ سے مر گیا اور پھر زندہ ہوا اور اُسی جسم نے پھر آ کر اس کو پکڑ لیا اور ابدی طور پر اُسے پکڑے رہے گا۔ کبھی مَخلصی نہیں ہو گی۔ اب دیکھو کہ کیا کوئی فطرت صحیحہ اس اعتقاد کو قبول کر سکتی ہے؟ کیا کوئی پاک کانشنس اس کی شہادت دے سکتا ہے؟ کیا قانون قدرت کا ایک جزو بھی خدائے بےعیب و بےنقص وغیر متغیر کیلئے یہ حوادث و آفات روا رکھ سکتا ہے کہ اس کو ہمیشہ ہر ایک عالم کے پیدا کرنے اور پھر اس کو نجات دینے کیلئے ایک مرتبہ مرنا درکار ہے اور بجز خودکشی اپنے کسی افاضۂ خیر کی

خدا خاطی، نمازی، صائم، سوتا، جاگتا ہے

مرزا قادیانی کے عقیدۂ توحید کا بگاڑ

مرزا غلام قادیانی کی کتابوں میں ایک عجیب وغلیظ تصورِ الوہیت ملتا ہے۔ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوئی:

إِنِّي مَعَ الرَّسُولِ، أَقُومُ وَأُصَلِّي وَأَصُومُ

میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا، اور نماز پڑھونگا، اور روزہ رکھونگا۔

(البشریٰ روایت نمبر 238، 2 فروری 1903)

پھر وہی" خدا" کہتا ہے:

أُصَلِّي وَأَصُومُ، أَسْهَرُ وَأَنَامُ

میں نماز پڑھونگا اور روزہ رکھونگا، جاگتا ہوں اور سوتا ہوں۔

(البشریٰ روایت نمبر 239، 3 فروری 1903)

أُصَلِّي وَأَصُومُ، أَسْهَرُ وَأَنَامُ

(قادیانی اخبار الحکم، 7 فروری 1907ء، صفحہ 16)

یہ جملے کسی بشر یا مخلوق کے تو ہو سکتے ہیں، مگر خالق کائنات کے نہیں۔ عبادت کا تصور عبد کے لیے ہے، معبود کے لیے نہیں۔ خدا جب خود نماز پڑھنے، روزہ رکھنے، سونے اور جاگنے کا محتاج بتایا جائے تو یہ خدا نہیں بلکہ مجسم معبود کا تصور بن جاتا ہے، جو شرکِ اکبر کی صورت ہے۔

قادیانی توحید کا باطل تصور

توحید اسلام کی بنیاد ہے۔ یہ وہ عقیدہ ہے جو خالق و مخلوق کے درمیان حدِ فاصل قائم کرتا ہے۔ اسلام کا خدا، وہ ہے جو واحد، ازلی، ابدی، بے نیاز، اور ہر عیب و نقص سے منزہ ہے۔ وہ نہ سوتا ہے، نہ تھکتا ہے، نہ اسے عبادت کی حاجت ہے۔ قرآنِ کریم نے صاف فرمایا:

اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۚ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ

ترجمہ کنزالایمان: اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آپ زندہ اور اوروں کا قائم رکھنے والا اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند۔

(سورۃ البقرہ:255)

یہ وہ خدا ہے جس کے لیے خواب، نیند، خطا، بھول، ارادہ کی ناکامی یہ سب محالات ہیں۔ ان صفات کا خدائے واحد کے ساتھ منسوب کرنا کفرِ صریح اور شرک فی الصفات ہے۔

اللہ کو گنہگار کہنا کفر کی انتہا

مرزا کی ایک اور وحی میں یہ کلمات منقول ہیں:

أُخْطِئُ وَأُصِيبُ

خطا کروں گا اور بھلائی کروں گا

(البشریٰ روایت نمبر 243،9فروری 1903)

اسی سلسلے میں ایک اور عبارت یوں ہے:

إِنِّي مَعَ الرَّسُولِ، أُجِيبُ، أُخْطِئُ وَأُصِيبُ

اس وحی الٰہی کے ظاہری الفاظ یہ معنیٰ رکھتے ہیں کہ میں خطا بھی کروں گا اور صواب بھی یعنی جو میں چاہوں گا کبھی کروں گا اور کبھی نہیں اور کبھی میرا ارادہ پورا ہو گا اور کبھی نہیں۔

(روحانی خزائن جلد 22،صفحہ 106)

اور مرزا خود اس وحی کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

اس وحیِ الٰہی کے ظاہری الفاظ یہ معنی رکھتے ہیں کہ میں خطا بھی کروں گا اور صواب بھی۔ یعنی جو میں چاہوں گا کبھی کروں گا اور کبھی نہیں، اور کبھی میرا ارادہ پورا ہوگا اور کبھی نہیں۔

یہ کہنا کہ خدا خطا بھی کرتا ہے اور صواب بھی دراصل خدا کی عصمت و کمال کا انکار ہے۔

قرآنِ مجید نے بار بار واضح فرمایا:

وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا

ترجمہ کنزالایمان: حضور کا رب بھولنے والا نہیں

(سورۃ مریم:64)

وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا

ترجمہ کنزالایمان: اور تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا

(سورۃ الکہف:49)

پس وہ رب جو نہ بھولتا ہے، نہ خطا کرتا ہے، نہ ظلم کرتا ہے، اس کے بارے میں کہنا کہ "میں خطا بھی کرتا ہوں اور صواب بھی" یہ شیطانی الہام ہے جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

قادیانی وحی کی نوعیت، وحیِ شیطانی

قرآن کریم نے ایسے باطل دعووں کا پہلے ہی پردہ چاک کر دیا تھا:

وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ ۖ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ

ترجمہ کنزالایمان: اور بیشک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں کہ تم سے جھگڑیں اور اگر تم ان کا کہنا مانو تو اس وقت تم مشرک ہو

(سورۃ الانعام:121)

مرزا قادیانی کی وحیوں میں جو کلامِ الٰہی کی نقل اور خدائی صفات کی توہین پائی جاتی ہے، وہ عین اسی قرآنی بیان کے مصداق ہے۔ اس کے "وحی نامے" میں خدا انسانوں کی طرح سوتا، جاگتا، عبادت کرتا، خطا کرتا اور صواب حاصل کرتا دکھائی دیتا ہے۔ یہ خدا نہیں بلکہ مرزا کے باطن کا شیطان ہے، جو اپنی حقیقت خود بیان کر رہا ہے۔

عقیدۂ اہلِ سنت کے مطابق

اہلِ سنت کے نزدیک خدا کی ذات وصفات میں کسی مخلوق کی مماثلت ناممکن ہے۔ پس جو شخص خدا کے لیے سونا، جاگنا، نماز پڑھنا، روزہ رکھنا یا خطا کرنا مانے، وہ دراصل خدا کو مخلوق کے درجے پر گرا رہا ہے۔

مرزا قادیانی کے یہ اقوال نہ صرف اسلامی تصورِ توحید سے متصادم ہیں بلکہ خدائی صفات کی توہین اور شرک کا اعلان ہیں۔ جس "خدا" کا مرزا ذکر کرتا ہے، وہ قرآن کے اللّٰہُ أَحَد سے بالکل مختلف ہے۔

اسلام کا خدا عبادت کرنے والا نہیں بلکہ عبادت کا مستحق ہے، وہ خطا کار نہیں بلکہ عدلِ مطلق ہے، وہ سونے والا نہیں بلکہ قائم بالذات ہے، اور وہ محتاج نہیں بلکہ كُلُّ شَيْءٍ مُحْتَاجٌ إِلَيْهِ ہے۔

(۲۲۹) ۱۸؍جنوری ۱۹۰۳ء جہلم سے واپسی پر کاموںکے اور مریدکے سٹیشن کے مابین ریل میں۔ اٰثَرَکَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ (ترجمہ) خدا نے تجھے ہر ایک چیز میں سے چن لیا (البدر جلد ۲ نمبر ۱-۲ صفحہ ۷ کالم ۱)

(۲۳۰) ۱۹؍جنوری ۱۹۰۳ء کَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ (ترجمہ) مگر میرے ساتھ میرا رب ہے۔ جو عنقریب ہدایت کا رستہ دکھائیگا (البدر جلد ۲ نمبر ۱-۲ صفحہ ۷ کالم ۲ کشف نمبر ۸۹)

(۲۳۱) ۱۹؍جنوری ۱۹۰۳ء۔ اَفَانِیْن اٰیات (ترجمہ) گوناگوں نشانات (البدر جلد ۲ نمبر ۱-۲ صفحہ ۷ کالم ۱)

(۲۳۲) ۲۴؍جنوری ۱۹۰۳ء۔ تَفْصِیْلُ مَا صَنَعَ اللّٰہُ فِیْ ھٰذَا الْبَاسِ بَعْدَ مَا اَشَعْتُہٗ فِی النَّاسِ (ترجمہ) تفصیل کارناموں کی جو خدا نے اس جنگ میں کئے اور بعد اسکے کہ مینے اس پیشگوئی کو لوگوں میں شائع کیا (البدر جلد ۲ نمبر ۱-۲ صفحہ ۷ کالم ۲) نوٹ۔ یہ الہام کشفی حالت میں لکھا ہوا دکھایا گیا۔ منہ

(۲۳۳) ۲۶؍جنوری ۱۹۰۳ء۔ اِصْبِرْ سَنَفْرُغُ یَا مِرْزَا (ترجمہ) اے مرزا صبر کر ہم عنقریب فارغ ہوتے ہیں (البدر جلد ۲ نمبر ۴ صفحہ ۲۸ کالم ۱ کشف نمبر ۹۵)

(۲۳۴) ۲۷ و ۲۸؍جنوری کی درمیانی شب۔ فَاسِقُ اللّٰہِ (ترجمہ) خدا کے نزدیک فاسق (البدر جلد ۲ نمبر ۱-۲ صفحہ ۷ کالم ۱ کشف نمبر ۹۷)

(۲۳۵) ۲۸؍جنوری ۱۹۰۳ء۔ سَاُکْرِمُکَ اِکْرَامًا عَجَبًا (ترجمہ) میں عنقریب تیرا عجیب اکرام ظاہر کرونگا (البدر جلد ۲ نمبر ۱-۲ صفحہ ۸ کالم ۲)

(۲۳۶) ۳۰؍جنوری ۱۹۰۳ء۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ عِبَادِہٖ یُوَاسِیْکَ (ترجمہ) خدا اپنے بندوں کے ساتھ ہے۔ وہ تیری غمخواری کریگا (البدر جلد ۲ نمبر ۳ صفحہ ۲۴ کالم ۱)

(۲۳۷) ۳۱؍جنوری ۱۹۰۳ء لَا یَمُوْتُ اَحَدٌ مِّنْ رِّجَالِکُمْ (ترجمہ) تمہارے رجال (امردوں) میں سے کوئی نہیں مریگا (البدر جلد ۲ نمبر ۳ صفحہ ۲۴ کالم ۱) (تشریح) فرمایا کہ اسکے حقیقی معنے کہ تمہارے رجال میں کوئی نہ مریگا۔ تو ہو نہیں سکتے۔ کیونکہ موت تو انبیاء تک کو آتی ہے۔ اور نہ قیامت تک کسی نے زندہ رہنا ہے۔ مگر اس کے مفہوم کا پتہ نہیں ہے۔ شاید کوئی اور معنے ہوں۔ منہ

(۲۳۸) ۲؍فروری ۱۹۰۳ء۔ سَنُنَجِّیْکَ۔ سَنُعْلِیْکَ۔ اِنِّیْ مَعَکَ وَمَعَ اَھْلِکَ۔ سَاُکْرِمُکَ اِکْرَامًا عَجَبًا۔ سَمِعَ اللّٰہُ الدُّعَاءَ۔ اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً۔ دُعَاءُکَ مُسْتَجَابٌ اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ۔ اَقُوْمُ وَاُصَلِّیْ وَاَصُوْمُ وَاُعْطِیْکَ مَا یَدُوْمُ (ترجمہ) ہم تجھے نجات دینگے ہم تجھے غالب کرینگے میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تیرے اہل کے ساتھ۔ اور میں تجھے ایسی بزرگی دونگا۔ جس سے لوگ تعجب میں پڑینگے۔ خدا نے دعا سن لی۔ میں فوجوں کے ساتھ ناگہانی طور پر آؤنگا۔ تیری دعا

البشریٰ جلد دوم

قبول کی گئی۔ میں اپنے رسول کیساتھ کھڑا ہونگا۔ اور نماز پڑھونگا۔ اور روزہ رکھونگا۔ اور وہ چیز تجھے دونگا جو تیرے ساتھ ہمیشہ رہیگی (الحکم جلد ۷ نمبر ۵ صفحہ ۶)

(۲۳۹) ۳ر فروری ۱۹۰۳ء۔ اُصَلِّیْ وَ اَصُوْمُ اَسْهَرُ وَ اَنَامُ وَاَجْعَلُ لَكَ اَنْوَارَ الْقُدُمِ وَاُعْطِيْكَ مَا يَدُوْمُ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا (ترجمہ) میں نماز پڑھونگا۔ اور روزہ رکھونگا۔ جاگتا ہوں۔ اور سوتا ہوں۔ اور تیرے لئے اپنے آنیکے نور عطا کرونگا۔ اور وہ چیز تجھے دونگا۔ جو تیرے ساتھ ہمیشہ رہیگی خدا انکے ساتھ ہے۔ جو تقوے اختیار کرتے ہیں (الحکم جلد ۷ نمبر ۵ صفحہ ۱۰ کالم ۱)

(۲۴۰) ۳ر فروری ۱۹۰۳ء۔ بَرَزَ مَا عِنْدَهُمْ مِنَ الرِّمَاحِ (ترجمہ) انہوں نے جو کچھ انکے پاس ہتھیار تھے سب ظاہر کر دیئے (البدر جلد ۲ نمبر ۴ صفحہ ۱ کالم ۱)

(۲۴۱) ۴ر فروری ۱۹۰۳ء ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ (ترجمہ) کیونکہ وہ نافرمانی میں حد سے گزر گئے تھے (الحکم جلد ۷ نمبر ۵ صفحہ ۶ کالم ۱)

(۲۴۲) ۸ر فروری ۱۹۰۳ء صُبْحَ حَرْبٌ بِهَيْجَةٍ (ترجمہ) جوش سے بھری ہوئی لڑائی (نوٹ) اس الہام کے مطابق اسی دن شام دیانتدی آریوں کی طرف سے ایک گندی گالیوں سے بھرا ہوا اشتہار بجواب اشتہار نومسلمان شائع ہوا۔ چنانچہ حضرت اقدس نے اس الہام کو اس واقعہ پر چسپان فرمایا (البدر جلد ۲ نمبر ۴ صفحہ ۱ کالم ۲)

(۲۴۳) ۹ر فروری ۱۹۰۳ء۔ اِنِّیْ مَعَ الْاَسْبَابِ اٰتِيْكَ بَغْتَةً۔ اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اُجِيْبُ اُخْطِئُ وَ اُصِيْبُ۔ اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ مُحِيْطٌ (ترجمہ) میں اسباب کے ساتھ اچانک تیرے پاس آؤنگا خطا کرونگا۔ اور بھلائی کرونگا میں اپنے رسول کے ساتھ محیط ہوں (البدر جلد ۲ نمبر ۴ صفحہ ۱ کالم ۱)

(۲۴۴) ۱۰ر فروری ۱۹۰۳ء۔ اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ وَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ اِلَى الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ (ترجمہ) میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہونگا۔ اور ایک وقت مقرر تک میں اس زمین سے علیحدہ نہیں ہونگا (البدر جلد ۲ نمبر ۴ صفحہ ۱ کالم ۲)

(۲۴۵) ۱۳ر فروری ۱۹۰۳ء۔ اے ازلی ابدی خدا بیڑیوں کو پکڑ کے آ (مفہوم از حضرت اقدس) اے ازلی ابدی خدا میری مدد کے لئے آ (البدر جلد ۲ نمبر ۵ صفحہ ۳۹ کالم ۳)

(۲۴۶) ۱۷ر فروری ۱۹۰۳ء۔ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَ فَتْحُ الْحُنَيْنِ (البدر جلد ۲ نمبر ۵ صفحہ ۳۹ کالم ۳)

من لّدن ربّ کریم ۔ درکلامِ تو چیزےست کہ شعرا را دران
فصیح کیا گیا ہے۔ تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو
دخلے نیست۔ رب عَلّمنی ماھو خیر عندک ۔ یعصمک اللّٰہ من
دخل نہیں ۔ اے میرے خدا مجھے وہ سکھلا جو تیرے نزدیک بہتر ہے تجھے خدا دشمنوں سے
العدا و یسطو بکلّ من سطا ۔ برزما عندھم من الرّماح۔ انی
بچائے گا اور حملہ کرنے والوں پر حملہ کر دیگا۔ انہوں نے جو کچھ اُن کے پاس ہتھیار تھے سب ظاہر کر دئے
سأخبرہ فی اٰخر الوقت ۔ انک لست علی الحق۔ ان اللّٰہ رء وف
مَیں مولوی محمد حسین بٹالوی کو آخر وقت میں خبر دیدونگا کہ تُو حق پر نہیں ہے۔ خدا رؤف و
رحیم ۔ انّا النّا لک الحدید ۔ انی مع الافواج اٰتیک بغتۃ ۔
رحیم ہے۔ ہم نے تیرے لئے لوہے کو نرم کر دیا۔ مَیں فوجوں کے ساتھ ناگہانی طور پر آؤں گا۔
انی مع الرسول اُجیب اُخطی و اُصیب☆۔ وقالوا انّٰی لک
مَیں رسول کے ساتھ ہو کر جواب دُونگا اپنے ارادہ کو کبھی چھوڑ بھی دونگا اور کبھی ارادہ پورا کرونگا۔ اور کہیں گے کہ تجھے یہ مرتبہ کہاں
ھٰذا ۔ قل ھو اللّٰہ عجیب ۔ جآء نی اٰیل❁ واختار ۔ وادار اصبعہٗ
سے حاصل ہوا۔ کہہ خدا ذوالعجائب ہے۔ میرے پاس آیل آیا اور اُس نے مجھے چُن لیا۔ اور اپنی انگلی کو گردش دی
و اشار ۔ ان وعد اللّٰہ اتٰی. فطوبٰی لمن وجد ورأیٰ. الامراض
اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آ گیا۔ پس مبارک وہ جو اُس کو پاوے اور دیکھے۔ طرح طرح کی بیماریاں

حاشیہ

☆ اس وحی الٰہی کے ظاہری الفاظ یہ معنے رکھتے ہیں کہ مَیں خطا بھی کرونگا اور صواب بھی یعنی جو مَیں چاہوں گا کبھی کروں گا اور کبھی نہیں اور کبھی میرا ارادہ پورا ہوگا اور کبھی نہیں ۔ ایسے الفاظ خدا تعالیٰ کی کلام میں آ جاتے ہیں۔ جیسا کہ احادیث میں لکھا ہے کہ مَیں مومن کی قبضِ رُوح کے وقت تردّد میں پڑتا ہوں۔ حالانکہ خدا تردّد سے پاک ہے اِسی طرح یہ وحی الٰہی ہے کہ کبھی میرا ارادہ خطا جاتا ہے اور کبھی پورا ہو جاتا ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ کبھی مَیں اپنی تقدیر اور ارادہ کو منسوخ کر دیتا ہوں اور کبھی وہ ارادہ جیسا کہ چاہا ہوتا ہے۔ منہ

❁ اِس جگہ آیل خدا تعالیٰ نے جبریل کا نام رکھا ہے اِس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔ منہ

مستفدی کے ساتھ ہمارے احباب ملتے ہو جائیں۔ اگر ہر ایک ہماری قوم کا اس عید اضحی کی تقریب پر بالاوسط دو ہی روپے دے تو پچیس ہزار روپیہ جمع ہو سکتا ہے لیکن اگر ہم ۲ کی بجائے ۱ روپیہ بھی قرار دیں تب بھی پچاس ہزار سے زائد رقم محض عید فنڈ میں اور قریباً اسی قدر لنگر فنڈ میں قربانی کی کھالوں سے جمع ہو سکتی ہے۔ غالباً حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایم اے پیر صاحب کی طرف سے اس تحریک کے لیے عنقریب مطبوعہ کارڈ بھی روانہ ہونے والے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس تقریب پر ہمارے بھائی پچھلی ساری کسل اب کی دفعہ تلافی کر کے دکھا دیں گے۔ اور کوئی بچہ جوان بوڑھا عورت یا مرد خالی نہ رہے گا جو اس موقع پر مدرسہ کی اعانت کے ثواب میں شریک نہ ہو۔

ختم کرنے سے پہلے ان والنٹیر صاحبان کو بھی توجہ دلاتے ہیں جنہوں نے ماہواہ مدرسہ کی اعانت کے لیے چندہ جمع کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ وہ پھر کام شروع کریں۔ مدرسہ کے ٹرسٹی اور باقاعدہ چندہ دینے والے اپنی جماعت کو بڑھائیں۔

تازہ الہامات

۱ر فروری ۱۹۰۷ء کو عشا سے قبل حضرت اقدس نے یہ الہام سنایا لا یموت احد من رجالکم اور فرمایا کہ اس کے حقیقی معنے کے اعتبار سے رجال (مردوں) میں کوئی نہ مرے گا تو یہ نہیں سکتے کیونکہ موت تو انبیاء تک کو آئی ہے اور نہ قیامت تک کیا زندہ رہنا۔ مگر اس کے مفہوم کا پتہ نہیں ہے شاید کوئی اور معنی ہوں۔

۲ر فروری کو سیر میں حضرت اقدس نے یہ الہامات سنائے جو کہ آج رات کو ہوئے سنجیک سیغلبانی انی معک ومع اھلک۔ سأکرمک اکراماً عجباً۔ سمع الدعاء۔ انی مع الافواج اتیک بغتۃ۔ دعاؤک مستجاب۔ انی مع الرسول اقوم واصلی واصوم۔ واعطیک ما یدوم۔ ۳ر فروری۔ اصلی واصوم اسھر وانام واجعل لک انوار القدوم۔ واعطیک ما یدوم۔ ان اللہ مع الذین اتقوا۔ ۴ر فروری ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون۔

النصح

سید عبداللہ عرب صاحب نے جو کارخانہ النفع ادویات کا جاری کیا تھا۔ کچھ شک نہیں جیسا کہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامۃ کی تصدیق سے ظاہر ہے یہ ادویات حضرت حکیم الامۃ ہی کے مجوزہ نسخہ جات ہیں جو ہمیشہ سے آپ کے شفا خانہ میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ سید عبداللہ عرب صاحب نے جب اپنے وطن عرب جانے کا ارادہ کیا تو یہ کارخانہ میرے سپرد کیا گیا چنانچہ اب اسکا مالک خاکسار مشتہر ہے لیکن میں نے یہ امر خلاف دیانت و تقوی سمجھا کہ ادویات ہر شخص صرف درخواست ہی پر بھیجدوں۔ یہ سچ ہے کہ ادویات مجرب نسخہ جات ہیں اور بفضلہ تعالی عموماً مفید اور نافع ثابت ہوئے ہیں مگر ہر مرض کے اسباب مختلف ہوتے ہیں اس لیے ایک ہی دوا مختلف اسباب سے پیدا شدہ امراض کو ہمیشہ مفید نہیں ہو سکتی۔ پس میں نے یہ التزام کر لیا ہے کہ جب تک دوائی کی درخواست کرنے والا مریض کے مفصل حالات مرض و اسباب سے اطلاع نہ دے گا اسکو دوائی روانہ نہ کی جاوے گی۔ مفصل حالات آنے پر حضرت حکیم الامۃ سے طبی مشورہ لیکر جو دوائی مناسب ہوگی وہ طیار کر کے بھیجی جاوے گی۔ اور ایک جو درخواستیں آئی ہیں ان کے متعلق بھی میں نے یہی عمل مناسب سمجھا ہے۔ پس مریض یا خریدار کنندہ اپنے مفصل حالات لکھے اور ٹکٹ جواب کے لیے روانہ کرے۔ غرض میں اشتہاری طبیبوں کے طرز اور رنگ پر اس کارخانہ کو چلانا نہیں چاہتا۔ کیونکہ جسقدر نقصان اشتہاری ادویات سے پہونچتا ہے میں نے اکثر اسکا مشاہدہ کیا ہے اور حضرت حکیم الامۃ کے شفا خانہ میں بہت سے لوگ اس قسم کے آتے ہیں جو ان لوگوں کے ہاتھوں سے تباہ شدہ تھے۔ اسلیے میں نے اشتہاری طرز کو بالکل دور کر کے یہ طریق اختیار کیا ہے جس میں یقین رکھتا ہوں کہ اسکے لیے میں اپنے اللہ تعالی کے حضور سچا ہوں۔ المشتہر حکیم فضل الدین مالک کارخانہ النفع قادیان دار الامان

کتابوں کی بہت بڑی ایجنسی

میں نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق اور ہر قسم کی علمی کتابوں کی بہت بڑی ایجنسی کئی سال سے قائم کی ہوئی ہے اور ہماری جماعت خوب جانتی ہے کہ حضرت اقدس کی تصانیف کے علاوہ جماعت کے دوسرے بزرگوں کی تصانیف بھی اس ایجنسی کی معرفت بھیجی جاتی ہیں اس ایجنسی کتابوں کے بھیجنے پر نہ پیکٹ بنانے کا خرچ خریدار سے لیا جاتا ہے اور نہ کوئی زائد کمیشن کسی سے وصول کیا جاتا ہے۔ بلکہ اصل قیمت پر کتابیں روانہ ہوتی ہیں البتہ مالکان کتب سے کمیشن لیا جاتا ہے۔ پس جو صاحب اپنی کتابیں اس ایجنسی کی معرفت فروخت کرنا چاہتے ہیں وہ مشتہر سے کمیشن کے لیے خط و کتابت کریں اور خریداران کتب ہمیشہ یہاں سے ہی منگواتے ہیں۔

(مشکوۃ شریف عربی محشی)

مجلد مطبوعہ بمبئی نہایت خوش خط کسی صاحب کو ضرورت ہو تو عا (۴ روپے) میں منگوائے محصول ڈاک اس کے علاوہ ہے۔ خاکسار سراج الحق نعمانی از دار الامان قادیان۔

یہ اخبار کا پرچہ چونکہ ۶ر فروری کو شائع ہونا تھا لیکن کئی وجوہ کے پیش آنے پر ایک روز کا توقف ہوگیا اس لیے مناسب دیکھا گیا کہ اس الہام کو جو ۷ر فروری کو سیر کے وقت حضرت نے سنایا درج کر دیا جاوے وہ یہ ہے حرکتہ مھیجا

مرزا قادیانی فرشتہ میکائیل بمعنیٰ خدا

ابھی ہم آپ کے سامنے مرزا غلام احمد قادیانی کے خدائی دعوے کی سب سے کھلی اور خطرناک مثالوں میں سے ایک مثال پیش کر رہے ہیں۔

مرزا فرشتہ میکائیل بمعنیٰ خدا، دعویٔ الوہیت

مرزا قادیانی کہتا ہے:

اِسی وجہ سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانی ایل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں بھی جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے اور بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آگیا ہے۔ اور دانی ایل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں لفظی معنے میکائیل کے ہیں خدا کی مانند۔ یہ گویا اس الہام کے مطابق ہے جو براہین احمدیہ میں ہے۔

أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ تَوْحِيدِي وَتَفْرِيدِي فَحَانَ أَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَيْنَ النَّاسِ۔

(روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 61، اربعین نمبر 3)

(روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 413، ضمیمہ تحفہ گولڑویہ)

مرزا کے الفاظ کا تحقیقی تجزیہ

اس عبارت میں تین بڑے نظریاتی جرائم چھپے ہوئے ہیں:

1 خود کو آسمانی صحیفوں میں پیشین گوئی کے مطابق قرار دینا۔

2.اپنے لیے لفظِ" میکائیل" استعمال کرنا، جس کا معنی خود بتاتا ہے:" خدا کی مانند"۔

3.اور پھر اپنے اس مقام کو خدا کے ساتھ" توحید وتفرید" کی منزلت میں شریک کرنا۔

اب ہم ان تینوں پہلوؤں کو تفصیل سے واضح کرتے ہیں۔

1.مرزا کا کہنا کہ میرا ذکر صحیح بخاری، صحیح مسلم اور انجیل میں ہے۔

یہ دعویٰ بذاتِ خود تحریفِ معنوی اور افتراء علی الکتب کے زمرے میں آتا ہے۔

صحیح بخاری و مسلم میں کہیں بھی مرزا غلام احمد قادیانی کا کوئی ذکر موجود نہیں۔

یہ وہی طرزِ گفتگو ہے جو دجالوں اور کذابوں کا خاصہ رہا ہے وہ ہمیشہ پچھلی کتابوں میں اپنی پیشین گوئیاں گھڑ کر اپنے جھوٹ کو آسمانی حق ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

2.میرا نام میکائیل رکھا گیا ہے، اور میکائیل کے معنی خدا کی مانند ہیں۔

یہ جملہ مرزا کے اندر چھپی ہوئی الوہیت کی تمنا کو ظاہر کرتا ہے۔

لفظ میکائیل دراصل عبرانی زبان کا لفظ ہے، جس کا مفہوم" کون ہے جو خدا کی مانند ہو؟" (Who is like God?) ہے۔

یہ جملہ دراصل اللہ کی عظمت بیان کرنے کا جملہ ہے، مگر مرزا نے اسے اپنے لیے نام و صفت بنالیا اور پھر یہ معنی خود بیان کیے: خدا کی مانند۔

یعنی اس نے یہ اعلان کیا کہ میں ایسا وجود ہوں جو خدا کے مانند ہے، بلکہ خدا کی صفتِ توحید وتفرید کا مظہر ہوں۔

یہ بات محض نبی یا ولی ہونے سے بہت آگے بڑھ کر ہے یہ تشبیہ باللہ (خدا کے مانند ہونے) کا کھلا دعویٰ ہے، جو کفرِ اکبر کی تعریف میں آتا ہے۔

3.أنت منّي بمنزلة توحيدي وتفريدي..." الوہیت کی نسبت

اب مرزا نے اپنے الہام میں اللہ کی طرف سے یہ الفاظ منسوب کیے:

أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ تَوْحِيدِي وَتَفْرِيدِي

تو میرے نزدیک بمنزلہ میری توحید اور میری یکتائی کے ہے۔

یہ جملہ محض تعظیم نہیں بلکہ اللہ کے ساتھ صفتِ توحید میں شرکت کا اعلان ہے۔

جب کہا جائے کہ تو میری توحید کے مرتبہ پر ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس طرح اللہ واحد و یکتا ہے، ویسے ہی مرزا کو بھی یکتائی کا درجہ حاصل ہے۔

یہ وہی بات ہے جو فرعون نے کہی تھی:

فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ

ترجمہ کنز الایمان: پھر بولا میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں

(سورۃ النازعات: 24)

اور مرزا کا یہ الہام اسی دعوائے ربوبیت کا نفسیاتی و باطنی عکس ہے۔

اسلامی تناظر میں تجزیہ

اسلام میں خدا کی مانند ہونے کا تصور کفرِ مطلق ہے۔

قرآن مجید نے اس تشبیہ کو صاف رد کیا ہے:

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ

ترجمہ کنز الایمان: اس جیسا کوئی نہیں

(سورۃ الشوریٰ: 11)

لہٰذا کوئی شخص اگر اپنے لیے میکائیل یعنی خدا کی مانند کے معنی اپنائے، اور پھر یہ کہے کہ میں خدا کی توحید و تفرید کی منزلت رکھتا ہوں تو وہ دراصل اللہ کی صفات میں شرکت کا مرتکب ہو رہا ہے۔

یہ شرک صرف لفظی نہیں بلکہ عقیدتی اور اعتقادی ہے، جو ایمان کو سلب کر دیتا ہے۔

مرزا قادیانی نے نہ صرف اللہ کے لیے مخلوقی صفات (نماز، روزہ، نیند، خطا) بیان کیں بلکہ اب اپنے لیے الٰہی صفات (توحید، تفرید، خدائی مشابہت) بھی اختیار کرلیں۔

یوں وہ دونوں سمتوں سے گمراہی کے عمیق غار میں جا گرا۔ ایک طرف خدا کو انسان بنایا، اور دوسری طرف خود کو خدا بنایا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا بیان میرا نام میکائیل رکھا گیا ہے، جس کے معنی خدا کی مانند ہیں اور أنت منّي بمنزلة توحيدي وتفريدي۔ دونوں کا حاصل یہ ہے کہ وہ خود کو خدا کا مظہر، شریک، اور اس کے مانند ہستی سمجھتا تھا۔ یہی اس کے خدائی دعوے کا خلاصہ ہے۔

یہ تصورِ الوہیت نہ صرف قرآن وسنت کے منافی ہے بلکہ توحیدِ خالصہ کو مسخ کر کے شرکِ اکبر کی شکل دے دیتا ہے۔

ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص اسلام کے بنیادی کلمے "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کی روح سے منکر ہے، کیونکہ وہ "إِلٰه" کے مفہوم کو ایک مخلوق پر منطبق کر رہا ہے۔

میں نے اپنے ہاتھ سے تیرا درخت لگایا۔ تیرا بھید میرا بھید ہے اور تو میری درگاہ میں وجیہ ہے۔ میں نے اپنے لئے تجھے چنا۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔ پس وقت آ گیا ہے کہ تو مدد دیا جائے اور لوگوں میں تیرے نام کی شہرت دی جائے۔ اے احمد! تیرے لبوں میں نعمت یعنی حقائق اور معارف جاری ہیں اے احمد! تو برکت دیا گیا اور یہ برکت تیرا ہی حق تھا۔ خدا نے تجھے قرآن سکھلایا یعنی قرآن کے اُن معنوں پر اطلاع دی جن کو لوگ بھول گئے تھے تا کہ تو اُن لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے بے خبر گذر گئے اور تا کہ مجرموں پر خدا کی حجت پوری ہو جائے۔ ان کو کہدے کہ میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی وحی اور حکم سے یہ سب باتیں کہتا ہوں اور میں اس زمانہ میں تمام مومنوں میں سے پہلا ہوں۔ ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔☆

☆ یہ مقام ہماری جماعت کیلئے سوچنے کا مقام ہے کیونکہ اس میں خداوند قدیر فرماتا ہے کہ خدا کی محبت اِسی سے وابستہ ہے کہ تم کامل طور پر پیرو ہو جاؤ اور تم میں ایک ذرہ مخالفت باقی نہ رہے اور اس جگہ جو میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے کیونکہ جو شخص خدا سے براہ راست وحی پاتا ہے اور یقینی طور پر خدا اس سے مکالمہ کرتا ہے جیسا کہ نبیوں سے کیا اس پر رسول یا نبی کا لفظ بولنا غیر موزوں نہیں ہے بلکہ یہ نہایت فصیح استعارہ ہے۔ اِسی وجہ سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانی ایل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں بھی جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے اور بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آ گیا ہے۔ اور دانی ایل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں لفظی معنے میکائیل کے ہیں خدا کی مانند۔ یہ گویا اس الہام کے مطابق ہے جو براہین احمدیہ میں ہے۔ **انت منّی بمنزلة توحیدی وتفریدی فحان ان تعان وتعرف بین الناس**۔ یعنی تو مجھ سے ایسا قرب رکھتا ہے اور ایسا ہی میں تجھے چاہتا ہوں جیسا کہ اپنی توحید اور تفرید کو سو جیسا کہ میں اپنی توحید کی شہرت چاہتا ہوں ایسا ہی تجھے دنیا میں مشہور کروں گا۔ اور ہر ایک جگہ جو میرا نام جائے گا تیرا نام بھی ساتھ ہوگا۔ منہ

تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے☆۔ اور یہ لوگ مکر کریں گے اور خدا بھی مکر کرے گا اور خدا بہتر مکر کرنے والا ہے۔ اور خدا ایسا نہیں کرے گا کہ وہ تجھے چھوڑ دے جب تک کہ پاک اور پلید میں فرق نہ کر لے۔ اور تیرے پر دنیا اور دین میں میری رحمت ہے اور تو آج ہماری نظر میں صاحب مرتبہ ہے اور ان میں سے ہے جن کو مدد دی جاتی ہے۔ اور مجھ سے تو وہ مقام اور مرتبہ رکھتا ہے جس کو دنیا نہیں جانتی اور ہم نے دنیا پر رحمت کرنے کے لئے تجھے بھیجا ہے۔ اے احمد! اپنے زوج کے ساتھ بہشت میں داخل ہو۔ اے آدم! اپنے زوج کے ساتھ بہشت میں داخل ہو یعنی ہر ایک جو تجھ سے تعلق رکھنے والا ہے گو وہ تیری بیوی

☆ یہ مقام ہماری جماعت کے لئے سوچنے کا مقام ہے کیونکہ اس میں خداوند قدیر فرماتا ہے کہ خدا کی محبت اسی سے وابستہ ہے کہ تم کامل طور پر پیرو ہو جاؤ اور تم میں ایک ذرہ مخالفت باقی نہ رہے اور اس جگہ جو میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے کیونکہ جو شخص خدا سے براہ راست وحی پاتا ہے اور یقینی طور پر خدا اس سے مکالمہ کرتا ہے جیسا کہ نبیوں سے کیا اُس پر رسول یا نبی کا لفظ بولنا غیر موزوں نہیں ہے بلکہ یہ نہایت فصیح استعارہ ہے اسی وجہ سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانی ایل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں بھی جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے اور بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آ گیا ہے اور دانی ایل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں خدا کی مانند۔ یہ گویا اس الہام کے مطابق ہے جو براہین احمدیہ میں ہے انت منّی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی فحان اَن تعان وتعرف بین الناس یعنی تو مجھ سے ایسا قرب رکھتا ہے اور ایسا ہی میں تجھے چاہتا ہوں جیسا کہ اپنی توحید اور تفرید کو سو جیسا کہ مَیں اپنی توحید کی شہرت چاہتا ہوں ایسا ہی تجھے دنیا میں مشہور کروں گا اور ہر یک جگہ جو میرا نام جائے گا تیرا نام بھی ساتھ ہوگا۔ منہ

مرزا کا نام لیتے خدا کو شرم آگئی

یہ مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد میں شرک، گستاخی اور الوہیت کے بگاڑ کی ایک نہایت ہولناک مثال ہے۔اس میں مرزا نے صرف یہ نہیں کہا کہ خدا اس سے محبت رکھتا ہے، بلکہ یہ تک دعویٰ کر دیا کہ خدا تعالیٰ کو مرزا کا نام لینے میں شرم محسوس ہوئی! یعنی مخلوق خالق پر اثر انداز ہو رہی ہے، جو کہ توحیدِ خالص کے سراسر منافی اور عقیدۂ الٰہیت کی توہین ہے۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

> لیکن تعجب کہ کیسے بڑے ادب سے خدا نے مجھ کو پکارا ہے کہ مرزا نے نہیں کہا بلکہ میرزا صاحب کہا ہے چاہیئے کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ سے ادب سیکھیں اور پھر دوسرا تعجب یہ کہ باوجود اس کے کہ میری طرف سے یہ درخواست تھی کہ الہام میں میرا نام ظاہر کیا جائے مگر پھر بھی خدا کو میرا نام لینے سے شرم دامنگیر ہوگئی اور شرم کے غلبہ نے میرا نام زبان پر لانے سے اُس کو روک دیا۔کیا میرا نام مرزا صاحب ہے کیا دنیا میں اور کوئی مرزا صاحب کے نام سے پکارا نہیں جاتا۔

(روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 369، 370)

خدا نے ادب سے مرزا صاحب کہا

یہ گستاخانہ انداز میں رب کے لیے مخلوقی تصور ہے۔مرزا کے اس بیان کا پہلا حصہ خود تصورِ خدا کی توہین ہے۔

وہ کہتا ہے کہ خدا نے بڑے ادب سے مجھے مرزا صاحب کہا۔یہ جملہ دراصل اللہ تعالیٰ کے مقامِ ربوبیت کو مخلوق کے درجے میں گرانا ہے۔خالق کائنات کے لیے" ادب سے

بولنا" جیسے الفاظ انسانی صفات اور ادبی رویے کی نمائندگی کرتے ہیں، جنہیں اللہ کی ذات پر منطبق کرنا تشبیہ اور تمثیل ہے۔

اللہ کے کلام، ارادے یا الفاظ میں ادب یا بے ادبی جیسی کیفیت مخلوق کے احساسات پر مبنی ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا کلام امر و حکمت پر مبنی ہوتا ہے، نہ کہ انسانی احساس پر۔ لہٰذا کہنا کہ "اللہ نے ادب سے میرا نام لیا" یہ تجسیم (anthropomorphism) ہے، یعنی خدا کو انسان کی طرح سمجھنا۔

خدا کو میرا نام لینے میں شرم آئی

اب وہ دوسرا اور زیادہ خطرناک جملہ" خدا کو میرا نام لینے سے شرم دامنگیر ہوگئی اور شرم کے غلبہ نے میرا نام زبان پر لانے سے اُس کو روک دیا"۔ یہ الفاظ خدائی صفات کی نفی اور خالق پر مخلوق کے اثر کا اعلان ہیں۔ گویا مرزا کے نزدیک خدا کی ذات میں احساسِ شرم، ہچکچاہٹ، اور جذباتی کیفیت پائی جاتی ہے اور وہ بھی مرزا کے نام کے سبب!

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى

ترجمہ کنزالایمان: اللہ کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں، اسی کے ہیں سب اچھے نام۔

(سورۃ طٰہٰ: 8)

اللہ تعالیٰ نہ شرماتا ہے، نہ متاثر ہوتا ہے، نہ کسی کے نام سے جھجکتا ہے۔ شرم جیسی کیفیت مخلوق کے نفس کی حالت ہے، خالق کی صفت نہیں۔ لہٰذا یہ کہنا کہ خدا کو شرم آگئی دراصل اللہ تعالیٰ کے بارے میں نقص، کمزوری اور تغیر کو بیان کرنا ہے، جو توحیدِ صفاتی کے سراسر منافی ہے۔

کیا میرا نام مرزا صاحب ہے؟ خود پسندی کی انتہاء

مرزا اس کے بعد خود اعتراض کرتا ہے کہ کیا میرا نام مرزا صاحب ہے؟ یعنی وہ خود بھی جانتا ہے کہ مرزا صاحب کہنا کوئی خاص نام نہیں بلکہ دنیا میں ہزاروں لوگ اسی لقب سے پکارے جاتے ہیں۔ پھر بھی وہ اس بات پر مصر ہے کہ خدا نے ادب سے یہی لقب میرے لیے منتخب کیا، اور نام لینے میں شرم محسوس کی۔ یہ طرزِ بیان باطنی تکبر اور نفسیاتی برتری کو ظاہر کرتا ہے گویا وہ اپنے وجود کو اتنا پاک و منزہ سمجھتا ہے کہ خدا بھی اس کا نام لینے میں جھجکے۔ یہی وہ احساس ہے جو فرعون اور نمرود جیسے طاغوتوں میں پایا گیا، جنہوں نے اپنے لیے خدائی مقام متعین کر لیا تھا۔ اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب، ہر احساس، ہر تبدیلی اور ہر ضعف سے پاک ہے۔

قرآن میں فرمایا گیا:

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ

ترجمہ کنز الایمان: پاکی ہے تمہارے رب کو عزت والے رب کو ان کی باتوں سے

(سورۃ الصافات:180)

لہٰذا مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ "اللہ کو شرم آ گئی" درحقیقت اللہ تعالیٰ کی عزت و کبریائی کی توہین ہے۔ یہ عقیدہ اللہ کی تنزیہ (پاکی) کے خلاف، اور کفرِ بیانیہ کی واضح صورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کو مخلوق کی کسی حالت سے موصوف نہیں کیا جا سکتا۔

اِس الہام میں انہوں نے اپنے خیال میں مجھ کو فرعون قرار دیا ہے جیسا کہ خود انہوں نے اس خط میں اس کی تصریح کی ہے لیکن تعجب کہ کیسے بڑے ادب سے خدا نے مجھ کو پکارا ہے کہ مرزا نے نہیں کہا بلکہ میرزا صاحب کہا ہے چاہیئے کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ سے ادب سیکھیں اور پھر دوسرا تعجب یہ کہ باوجود اس کے کہ میری طرف سے یہ درخواست تھی کہ الہام میں میرا نام ظاہر کیا جائے مگر پھر بھی خدا کو میرا نام لینے سے شرم دامنگیر ہوگئی اور شرم کے غلبہ نے میرا نام زبان پر لانے

بقیہ حاشیہ

اس معاملہ میں دخل دیتا مگر ڈرتے ڈرتے اور جو تکلیف تجھے پہنچے گی وہ تو خدا کی طرف سے ہے اس فتویٰ سے تیرے پر ایک فتنہ برپا ہو جائے گا پس صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا۔ یاد رکھ کہ یہ تکفیر کا فتنہ خدا کی طرف سے ظاہر ہوگا تا وہ تجھ سے بہت پیار کرے۔ یہ اُس کریم کا پیار ہے جو عزیز اور بزرگ ہے اور یہ وہ عطا ہے کہ کبھی واپس نہیں لی جائے گی۔ اب اس جگہ آنکھ کھول کر دیکھ لو کہ خدا نے مجھے اس جگہ موسیٰ ٹھہرایا اور مستفتی اور مفتی کو فرعون اور ہامان ٹھہرایا اور مولوی محی الدین نے تو یہ الہام ۱۳۱۲ھ میں ظاہر کیا جیسا کہ اُن کے خط کی تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے۔ پس بموجب مقولہ مشہورہ کہ الفضل للمتقدم زیادہ اعتبار کے لائق یہی الہام ہے پھر اس کی تائید میں میری کتاب ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۸۵۵ میں ایک اور وحی الٰہی ہے اور وہ یہ ہے نرید ان ننزل علیک اسرارًا من السّماء و نمزّق الاعداء کل ممزّق و نری فرعون و ھامان وجنودھما ما کانوا یحذرون. یعنی ہم ارادہ کرتے ہیں کہ تیرے پر آسمانی نشان نازل کریں گے اور اُن سے دشمنوں کو ہم پیس ڈالیں گے اور فرعون اور ہامان اور اُن کے جنود کو ہم وہ اپنے کرشمہ قدرت دکھائیں گے جن کے ظہور سے وہ ڈرتے تھے اب دیکھو اس جگہ بھی خدا تعالیٰ نے اوّل المکفرین کا نام فرعون اور ہامان رکھا اور یہ کتاب ۱۸۹۱ء میں چھپی ہے۔ پس یہ الہام بھی محی الدین کے الہام سے چار برس پہلے ہے کیونکہ اُن کے خط میں جس میں یہ الہام ہے ۱۳۱۲ ہجری لکھا ہے اور یہ ۱۸۹۱ء میں۔ پس جو مقدّم ہے اس کی رعایت مقدّم ہے اور مولوی محی الدین صاحب کے خط میں بتصریح موجود ہے کہ انہوں نے مجھے فرعون قرار دیا ہے اور اخویم حکیم نوردین صاحب کو ہامان قرار دیا ہے آپ موسیٰ صفات بنے ہیں مگر یہ تعجب کی بات ہے کہ فرعون اور ہامان تو اب تک زندہ ہیں اور موسیٰ اس جہان سے گذر گیا۔ چاہیئے تھا کہ الہامی تشبیہ کو پورا کرنے کے لئے ہمیں ہلاک کر کے مرتے مگر یہ کیا ہوا کہ آپ ہی ہلاک ہو گئے۔ کیا کوئی اس کا جواب دے سکتا ہے۔ منہ

سے اُس کو روک دیا۔ کیا میرا نام مرزا صاحب ہے کیا دنیا میں اور کوئی مرزا صاحب کے نام سے پکارا نہیں جاتا۔ اور پھر تیسرا تعجب یہ کہ میں تو الہام کی رُو سے فرعون ٹھہرا اور محی الدین صاحب قائم مقام موسیٰ ہوئے۔ پس چاہیئے تھا کہ موسیٰ کی زندگی میں میں مرجاتا نہ کہ موسیٰ ہی ہلاک ہو جاتا۔ محی الدین صاحب کی بددعاؤں کا سلسلہ جاری تھا اور میری ہلاکت کے لئے وہ کئی الہام بھی دیکھ چکے تھے پھر یہ کیا ہوا کہ وہ سب الہام اُنہیں پر پڑ گئے اور میری جگہ وہ مر گئے کیا یہ عجیب نہیں ہے کہ جس کو انہوں نے فرعون قرار دیا تھا وہ تو اب تک زندہ ہے جو بول رہا ہے بلکہ ترقی پر ترقی کر رہا ہے مگر وہ جو موسیٰ کے مشابہ اپنے تئیں سمجھتا تھا وہ کئی سال ہو گئے کہ اس دنیا سے گذر گیا اور اب اُس کا زمین پر نام ونشان نہیں یہ کیسا موسیٰ تھا کہ فرعون کے سامنے ہی اِس جہان کو چھوڑ گیا پھر دوسرا الہام محی الدین صاحب کا یہ بھی تھا کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ یعنی تیرا بدگو تباہ کیا جائے گا اور لاولد رہے گا اور لاولد مرے گا۔ اِس الہام میں اُن کے خیال میں میری ہلاکت اور تباہی اور لاولد مرنے کی طرف اشارہ تھا۔☆ سو الحمدللہ کہ میں اب تک زندہ ہوں۔ میاں محی الدین صاحب قریباً دس برس ہوئے ہیں کہ فوت ہو گئے اور اُن کے اِس الہام کے بعد میرے تین بیٹے اور ہوئے اور اگر اس الہام کے بعد محی الدین صاحب کے گھر میں بھی کوئی لڑکا ہوا ہے جو زندہ ہے تو میں عہد کرتا ہوں کہ مَیں اُن کی بیوی کو ایک سو روپیہ نقد دوں گا ورنہ ظاہر ہے کہ یہ الہام اُن کا اُنہیں پر صادق آیا میں نے معتبر ذریعہ سے یہ سُنا ہے کہ اس الہام کے بعد کوئی لڑکا نہیں ہوا بلکہ ایک جوان لڑکا مر گیا اور صرف ایک

☆ مباہلہ کا صرف یہی اثر نہیں کہ مولوی محی الدین صاحب اپنی اس دعا کے بعد کہ انّ شانئک ھو الابتر ۔ خود مر گئے اور ایک لڑکا اٹھارہ برس کا مر گیا بلکہ میں نے بعض عورتوں کو اُن کے گھر میں بھیج کر دریافت کیا ہے کہ ان کی بیوی خود اپنی زبان سے کہتی ہے کہ اس بددعا کے بعد اُن کے گھر کا تختہ اُلٹ گیا۔ مولوی محی الدین بہت جلد مکہ اور مدینہ کی راہ میں فوت ہو گئے اور اس قدر تنگی اور تکلیف دامنگیر ہوئی کہ اب صرف گداگری پر گذارہ ہے چند دیہات سے بطور گدائی آٹا لاتے ہیں تو اس سے پیٹ بھرتے ہیں اور جس دن آٹا نہ آوے اُس روز فاقہ۔ اُن کی بیوی کہتی تھی کہ اب ہمارے پر رات پڑ گئی ہے۔منه

خدا کے دستخط اور قلم کی سیاہی کے قطرے

واقعے کا خلاصہ

مرزا قادیانی نے اپنے مخالف پنڈت لیکھرام کے قتل کے بعد یہ دعویٰ کیا کہ اُس کا قتل دراصل ایک "الٰہی نشان" تھا، اور اس کے خون کے جو قطرے مرزا کے کپڑوں پر پڑے، وہ "خدا کے قلم کی سرخی کے قطرے" تھے۔

پھر مرزا نے یہ تصوراتی داستان بنائی کہ کشف میں اُس نے خدا کو ایک حاکم کی شکل میں دیکھا جو قلم کو سرخی کی دوات میں ڈبوتا ہے اور جب اس نے قضاء و قدر کی کتاب پر دستخط کیے تو قلم سے چھینٹے مرزا کے کپڑوں پر پڑ گئے۔ بعد ازاں اُس نے ان چھینٹوں کو حقیقت میں موجود سرخی قرار دیا، اور کہا کہ یہ خدا کے دستخط ہیں۔

مکمل تفصیلات کے لیے صرف دو حوالہ جات پیش کئے جا رہے ہیں:

لیکھرام کا خون

یعنی ایک جلالی نشان ظاہر کروں گا۔ اور سرمہ چشم آریہ میں ایک کشف ہے جس کو گیارہ برس ہو گئے۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ خدا نے ایک خون کا نشان دکھلایا وہ خون کپڑوں پر پڑا جو اب تک موجود ہے یہ خون کیا تھا وہی لیکھرام کا خون تھا۔

(روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 34، سراج منیر)

خدا کے قلم کی سیاہی کے سرخ قطرے

وہی خداوند قادر مطلق ہے۔ اور یہ امرار باب کشوف میں شائع و متعارف و معلوم الحقیقت ہے جس سے کوئی صاحب کشف انکار نہیں کر

سکتا) غرض وہی صفت جمالی جو بعالم کشف قوتِ متخیلہ کے آگے ایسی دکھلائی دی تھی جو خداوند قادر مطلق ہے۔اس ذات بیچون و بے چگون کے آگے وہ کتاب قضاء وقدر پیش کی گئی اور اُس نے جو ایک حاکم کی شکل پر متمثل تھا اپنے قلم کو سرخی کی دوات میں ڈبو کر اول اس سُرخی کو اس عاجز کی طرف چھڑ کا اور بقیہ سُرخی کا قلم کے منہ میں رہ گیا اس سے اس کتاب پر دستخط کر دیئے۔اور ساتھ ہی وہ حالت کشفیہ دور ہوگئی اور آنکھ کھول کر جب خارج میں دیکھا تو کئی قطرات سُرخی کے تازہ بتازہ کپڑوں پر پڑے چنانچہ ایک صاحب عبداللہ نام جوسنور ریاست پٹیالہ کے رہنے والے تھے اور اس وقت اس عاجز کے پاس نزدیک ہو کر بیٹھے ہوئے تھے دو یا تین قطرہ سُرخی کے اُن کی ٹوپی پر پڑے۔پس وہ سُرخی جو ایک امر کشفی تھا وجود خارجی پکڑ کر نظر آ گئی۔

(روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 180، سرمہ چشم آریہ)

یہ اقتباس مرزا غلام احمد قادیانی کے اُس غیر معقول اور صریح خدائی فریب کا مظہر ہے جسے اُس نے "خدا کے دستخط" کا نام دے کر اپنی جھوٹی نبوت اور جعلی الہامات کو "الٰہی معجزہ" ثابت کرنے کی کوشش کی۔حقیقت یہ ہے کہ یہ واقعہ دجل، خرافات اور باطنی شرک کا ایسا مجموعہ ہے جس نے اسلامی عقیدۂ توحید اور تقدیس الوہیت کے مفہوم کو بُری طرح مجروح کیا۔

عقلی اور دینی تجزیہ

یہ دعویٰ اسلامی عقائد کے بنیادی اصولوں سے ٹکراتا ہے، خاص طور پر عقیدۂ توحید اور نزاتِ الٰہیہ سے۔اسلام میں اللہ تعالیٰ جسم و مکان سے پاک، صورت و رنگ سے منزہ، اور کسی مخلوقی انداز و اندازہ میں ظاہر نہیں ہوتا۔

مرزا قادیانی نے خدا کو حاکم کی شکل، قلم اور دوات کے ساتھ متمثل کر کے اللہ تعالیٰ کی شانِ تقدیس کو انسانی تخیل میں گھسیٹ لیا۔

یہ دراصل تجسیم (anthropomorphism) اور تشبیہ کا وہی باطل عقیدہ ہے جس کی تردید خود قرآن وسنت نے کی۔

جھوٹ اور خود ساختہ معجزہ

اگر یہ واقعہ حقیقت پر مبنی ہوتا تو اس کے ثبوت میں کوئی ٹھوس شواہد یا گواہان کی شہادت پیش کی جاتی، لیکن مرزا کا پورا بیان محض خواب، کشف، اور ذاتی دعوے پر قائم ہے۔

مزید یہ کہ اس نے لیکھرام کے قتل جیسے جرم اور انسانی خون کو "الٰہی نشان" قرار دے کر قتل کو عبادت اور گناہ کو معجزہ بنا دیا یہ ایک انتہائی گھناؤنا مذہبی فریب ہے۔

یہی نہیں بلکہ اُس نے خون کے دھبوں کو "خدا کی قلم کی سیاہی" کہہ کر جھوٹے کرشمے کے ذریعے اپنی نبوت کو "آسمانی مہر" لگوانے کی کوشش کی۔

اسلامی اصول کے مطابق

اللہ پاک کا واضح فرمان ہے:

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ

ترجمہ کنزالایمان: یہ بدلا ہے اس کا جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

(آل عمران 182)

اس لیے کسی انسان کے خون کو "خدائی نشان" کہنا شرک اور توہین الٰہ کے مترادف ہے۔

"خدا کے دستخط" کا باطنی مفہوم

اگر ہم مرزا کی زبان کے اندر جھانکیں تو "خدا کے دستخط" کا مطلب یہ بنتا ہے کہ اللہ نے میری نبوت کی تصدیق خود اپنے قلم سے کر دی۔ گویا وہ یہ کہتا ہے کہ اب اللہ کی مرضی میرے ذریعے ظاہر ہوتی ہے۔ یہی وہ دعویٰ ہے جس سے اس کے خدائی دعووں، حلول کے نظریے اور نبوتِ مستقلہ کے ثبوت ملتے ہیں۔ یہ تصور اسلامی عقیدے میں صرف ایک ہی شے کہلاتا ہے یعنی کفرِ صریح۔

نتیجہ اور عقلی تبصرہ

مرزا قادیانی کا خدا کے دستخط والا واقعہ دراصل اُس کے ذہنی تخیل، روحانی خود فریبی، اور نبوت کے جھوٹے جواز کا ایک منظر نامہ ہے۔ وہ شخص جو خدا کو قلم، دوات، اور خون کے چھینٹوں میں دیکھتا ہے، دراصل وحی کو تخیل اور معجزے کو فریب میں بدل دیتا ہے۔ ایسا خدا، ایسا "معجزہ"، اور ایسا نبی سب اسلام کے بنیادی عقائد کے منافی ہیں۔

اسلامی نقطۂ نظر سے یہ واقعہ اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ مرزا قادیانی کے الہامات شیطانی وساوس اور نفسیاتی خرافات کا نتیجہ تھے، جنہیں اس نے "وحی" کا نام دے کر عوام کو دھوکہ دیا۔

دیگر دلائل

اس واقعہ کے چند اور دلائل پیش خدمت ہیں ان کے اصل سکین لگا دیئے گئے ہیں خود مطالعہ فرمائیں۔

روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 197 روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 604 تا 606

روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 267 سیرت المھدی جلد اول صفحہ 74 تا 76

تذکرہ صفحہ 110 تا 112

لـم یـکـن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشر کین منفکین حتی تاتیھم البینة و کان کیدھم عظیمًا ۔یعنی ممکن نہ تھا کہ نصاریٰ اور مخالف مسلمان اور ہندو اپنے انکاروں سے باز آجاتے جب تک ان کو کھلا کھلا نشان نہ ملتا۔ اوران کا مکر بہت بڑا تھا۔ پھر بعد اس کے اسی صفحہ میں فرمایا کہ اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ پادریوں نے آتھم کی پیشگوئی کو بباعث اپنے اخفاء کے لوگوں پر مشتبہ کر دیا تھا پس اگر لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی تھی جس کی شوخیوں نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ رجوع کرنے والا نہیں ایسی ہی مخفی رہ جاتی تو تمام حق خاک میں مل جاتا۔ اور نادان لوگوں کے خیالات سخت ناپاک ہو جاتے اور جاہل قریب قریب دہریوں کے بن جاتے۔ سو آسمانوں اور زمینوں کے مالک نے چاہا کہ لیکھرام حق کے اظہار کا فدیہ ہو اور سچے دین کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے بطور بلیدان کے ہو جائے۔ سو وہی ہوا جو خدا نے چاہا۔ ایک انسان کے مارے جانے کی ہمدردی بجائے خود ہے۔ مگر یہ بات بہت دلوں کو تاریکی سے نکالنے والی ہے کہ خدا نے جلسہ مذاہب کے نشان کے بعد یہ ایک عظیم الشان نشان دکھلایا۔ چاہئے کہ ہر یک روح اس ذات کو سجدہ کرے جس نے ایک بندہ کی جان لیکر ہزاروں مردوں کو زندہ کرنے کی بنیاد ڈالی۔ اور پھر اسی پیشگوئی کی طرف براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۲ میں یہ الہام اشارہ فرماتا ہے کہ ''**بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلندتر محکم افتاد۔ پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار۔ ربّ الافواج اس طرف توجہ کرے گا** اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے مونہہ کی باتیں ہیں''۔ پس جس عظیم الشان نشان کا اس الہام میں وعدہ ہے وہ یہی ہے جس سے مطابق الہام ھٰذا کے اعلاء کلمہ اسلام ہوا اور صفحہ ۵۵۷ براہین احمدیہ میں اسی نشان کا ذکر ہے جس کا پہلا فقرہ یہ ہے کہ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ یعنی ایک جلالی نشان ظاہر کروں گا۔ اور سرمہ چشم آریہ میں ایک کشف ہے جس کو گیارہ برس ہو گئے۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ خدا نے ایک خون کا نشان دکھلایا وہ خون کپڑوں پر پڑا جو اب تک موجود ہے یہ خون کیا تھا وہی لیکھرام کا خون تھا۔ خدا کے آگے جھک جاؤ کہ وہ برتر اور بے نیاز ہے!!!

خاص معہ ترجمہ لکھ بھی دیں تا کہ ناظرین رائے لگا سکیں کہ آیا وہ بات اس سے نکلتی ہے یا نہیں۔ سو اگر اس شرط سے ماسٹر صاحب مقابلہ کر دکھائیں یا کوئی اور شخص جو آریوں کے ممتاز علماء میں سے ہو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو خواہ ماسٹر صاحب ہوں یا منشی اندرمن صاحب مراد آبادی یا منشی جیونداس صاحب سیکرٹری آریہ سماج لاہور یا کوئی اور صاحب جو اس گروہ میں مسلّم العلم ہوں سو روپیہ نقد انعام دوں گا اور یہ روپیہ

بقیہ حاشیہ

ایسا ہوتا ہے کہ بعض صفات جمالیہ یا جلالیہ الٰہیہ انسان کی شکل پر متمثّل ہو کر صاحبِ کشف کو نظر آ جاتے ہیں اور مجازی طور پر وہ یہی خیال کرتا ہے کہ وہی خداوند قادر مطلق ہے اور یہ امر ارباب کشوف میں شائع ومتعارف ومعلوم الحقیقت ہے جس سے کوئی صاحب کشف انکار نہیں کر سکتا) غرض وہی صفت جمالی جو بعالم کشف قوت متخیّلہ کے آگے ایسی دکھلائی دی تھی جو خداوند قادر مطلق ہے اس ذات بے چون و بے چگون کے آگے وہ کتاب قضاء وقدر پیش کی گئی اور اس نے جو ایک حاکم کی شکل پر متمثّل تھا اپنے قلم کو سرخی کی دوات میں ڈبو کر اول اس سرخی کو اس عاجز کی طرف چھڑکا اور بقیہ سرخی کا قلم کے مونہہ میں رہ گیا اس سے اس کتاب پر دستخط کر دیئے اور ساتھ ہی وہ حالت کشفیہ دور ہو گئی اور آنکھ کھول جب خارج میں دیکھا تو کئی قطرات سرخی کے تازہ بہ تازہ کپڑوں پر پڑے چنانچہ ایک صاحب عبداللہ نام جو سنور ریاست پٹیالہ کے رہنے والے تھے اور اس وقت اس عاجز کے پاس نزدیک ہو کر بیٹھے ہوئے تھے دو یا تین قطرہ سرخی کے ان کی ٹوپی پر پڑے۔ پس وہ سرخی جو ایک امر کشفی تھا وجود خارجی پکڑ کر نظر آ گئی۔ اسی طرح اور کئی مکاشفات میں جن کا لکھنا موجب تطویل ہے مشاہدہ کیا گیا ہے اور اپنے ذاتی تجارب سے ثابت ہو گیا جو بلاشبہ امور کشفیہ کبھی کبھی باذنہٖ تعالیٰ وجود خارجی پکڑتے ہیں یہ امور عقل

اور اس کی ران میں سخت درد ہو رہا ہے اِس کا کوئی علاج پوچھنے آئے ہیں۔ تب میں نے حامد علی کو کہہ دیا کہ گواہ رہ کہ یہ پیشگوئی دو تین منٹ میں ہی پوری ہوگئی۔ شیخ حامد علی اپنے گاؤں میں زندہ موجود ہے اُس سے حلفاً ہر ایک طالبِ حق دریافت کرسکتا ہے۔ حلف وہی ہوگی جس کا نمونہ نمبر۲ میں ہم بیان کر چکے ہیں۔	
ایک میرے مخلص عبداللہ نام پٹواری غوث گڈھ علاقہ ریاست پٹیالہ کے دیکھتے ہوئے اور اُن کی نظر کے سامنے یہ نشان الٰہی ظاہر ہوا کہ اوّل مجھ کو کشفی طور پر دکھلایا گیا کہ میں نے بہت سے احکام قضا و قدر کے اہلِ دنیا کی نیکی بدی کے متعلق اور نیز اپنے لئے اور اپنے دوستوں کے لئے لکھے ہیں اور پھر تمثل کے طور پر میں نے خدا تعالیٰ کو دیکھا اور وہ کاغذ جناب باری کے آگے رکھ دیا کہ وہ اس پر دستخط کر دیں۔ مطلب یہ تھا کہ یہ سب باتیں جن کے ہونے کے لئے میں نے ارادہ کیا ہے ہو جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے سرخی کی سیاہی سے دستخط کر دیئے۔ اور قلم کی نوک پر جو سرخی زیادہ تھی اس کو جھاڑا اور معاً جھاڑنے کے ساتھ ہی اُس سرخی کے قطرے میرے کپڑوں اور عبداللہ کے کپڑوں پر پڑے۔ اور چونکہ کشفی حالت میں انسان بیداری سے حصہ رکھتا ہے۔ اس لئے مجھے جبکہ ان قطروں سے جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے گرے اطلاع ہوئی۔ ساتھ ہی میں نے بچشم خود ان قطروں کو بھی دیکھا اور میں رقتِ دل کے ساتھ اِس قصّے کو میاں عبداللہ کے پاس بیان کر رہا تھا کہ اتنے میں اس نے بھی وہ تر بتر قطرے کپڑوں پر پڑے ہوئے دیکھ لئے اور کوئی ایسی چیز ہمارے پاس موجود نہ تھی جس سے اُس سرخی کے گرنے کا کوئی احتمال ہوتا۔ اور وہ وہی سرخی تھی جو خدا تعالیٰ نے اپنی قلم سے جھاڑی تھی۔ اب تک بعض کپڑے میاں عبداللہ کے پاس موجود ہیں جن پر وہ بہت سی سرخی پڑی تھی۔ اور میاں عبداللہ زندہ موجود ہیں اور اِس کیفیت کو حلفاً بیان کر سکتے ہیں کہ کیونکر یہ خارق عادت اور اعجازی طور پر امر تھا۔	۶

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
تتمہ پیشگوئی ۱۰۴	تخمیناً ۱۸۹۷ء	بدگوئی کی۔اسی اثنا میں مجھے الہام ہوا کہ ستذکرون ما اقول لکم وافوض امری الی اللّٰہ یعنی عنقریب جنہیں یہ بات میری یاد آئے گی یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ تمہیں اپنے میموریل میں ناکامی رہے گی اور جس امر کو میں نے اختیار کیا ہے یعنی مخالفین کے اعتراضات کو رد کرنا اور ان کو جواب دینا۔اس امر کو میں خدائے تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ یہ الہام قبل از وقت ایک گروہ کثیر کو سنایا گیا تھا چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا یعنی انجمن کی وہ درخواست نامنظور ہوئی۔	پیشگوئی کے چند روز بعد
پیشگوئی نمبر ۱۰۵	۱۸۸۲ء	جب کہ دلیپ سنگھ کی پنجاب میں آنے کی خبر مشہور تھی تب مجھے دکھلایا گیا کہ دلیپ سنگھ اپنے اس ارادہ میں ناکام رہے گا اور وہ ہرگز ہندوستان میں قدم نہیں رکھے گا چنانچہ میں نے اس کشف کو لالہ شرمپت ساکن قادیان کو جو آریہ ہے اور کئی ہندو مسلمانوں کو بتلا دیا اور ایک اشتہار بھی شائع کر دیا جو فروری ۱۸۸۲ء میں چھپ کر تقسیم کر دیا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دلیپ سنگھ عدن سے واپس ہوا اور اس کی عزت و آسائش میں بہت خطرہ پڑا جیسا کہ میں نے صدہا آدمیوں کو خبر دی تھی۔[۱]	۱۸۸۲ء
پیشگوئی نمبر ۱۰۶	قریباً ۱۸۸۷ء	ایک دفعہ ہمارے مخلص میاں عبداللہ سنوری پٹواری علاقہ ریاست پٹیالہ کے دیکھتے ہوئے یہ نشان الٰہی ظاہر ہوا کہ اول مجھے کشفی طور پر دکھایا گیا کہ میں نے بہت سے احکام قضا و قدر کے اہلِ دنیا کی نیکی و بدی کے	قریباً ۱۸۸۷ء

[۱]۔ اس نشان کے گواہ اکثر قادیان کے لوگ ہیں اور علاوہ ان کے اشتہار جو فروری ۱۸۸۲ء میں چھاپ کر شائع کیا تھا۔

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۱۰۶		متعلق اپنے لئے اور نیز اپنے دوستوں کے لئے لکھے ہیں اور چاہتا ہوں کہ ایسا ہی ہو جائے پھر تمثل کے طور پر میں نے خدا تعالیٰ بے مثل و بے مانند کو دیکھا اور وہ کاغذ حضرت جلّ شانہ کے آگے رکھ دیا تا اس پر دستخط کر دے تا وہ سب باتیں جن کے لئے درخواست کی گئی ہے ہو جائیں خدا تعالیٰ نے اس پر سرخی سے دستخط کر دیئے اور قلم کی نوک پر جو سرخی زیادہ تھی اس کو جھاڑ دیا اور جھاڑنے کے ساتھ ہی اس سرخی کے قطرے میرے اور میاں عبداللہ کے کپڑوں پر پڑے اور چونکہ کشفی حالت میں انسان بیداری سے حصہ رکھتا ہے اس لئے میں نے ان قطروں کو بچشم خود دیکھا اور میں اس وقت اس خیال سے کہ خدا نے میرے تجویز کردہ احکام پر دستخط کر دئے چشم پُر آب تھا۔ اور ایک رقّت میرے دل پر طاری تھی اتنے میں میاں عبداللہ نے یہ کہہ کر کہ یہ کہاں سے سرخ قطرے ہمارے پر پڑے مجھے اس حالت سے جگا دیا اور میں نے اپنے کرتہ اور اس کی ٹوپی پر سرخ اور تر قطرے دیکھے جو ابھی خشک نہیں ہوئے تھے اور تمام حال اس کشف کا سنایا اور اس وقت ہم دونوں نے ادھر اُدھر خوب تلاش کر کے دیکھا مگر کوئی چیز ایسی نظر نہ پڑی جس سے ان قطروں کے گرنے کا گمان ہو سکے تب میاں عبداللہ کو بھی یقین ہوا کہ یہ سرخ قطرے معجزے کے طور پر ہیں۔ بعض کپڑے اب تک میاں عبداللہ کے پاس موجود ہیں اور وہ خدا کے فضل و کرم سے غوث گڈھ علاقہ پٹیالہ میں زندہ موجود ہیں اور اس کیفیت کو حلفاً بیان کر سکتے ہیں اور یہ بات کہ یہ سرخ قطرے کس بات کی طرف اشارہ	
زندہ گواہ	اس کے گواہ میاں عبداللہ سنوری اور دیگر بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے اس موقعہ پر اس کُرتہ کو دیکھا۔		

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکی ہیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
		کرتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قبل از وقت اس بات کے لئے نشان دیا گیا تھا کہ آسمان سے قہری نشان ظاہر ہوں گے اور بعض ہیبت ناک موتیں نشان کی طرح ہوں گی۔ جیسا کہ لیکھرام پنڈت کی موت اور جیسا کہ طاعون دنیا کو کھا رہی ہے۔	
پیشگوئی نمبر ۱۰۷	قریباً ۱۸۸۷ء	پنڈت اگنی ہوتری نے جو برہمو سماج کا ایک منتخب معلم ہے لاہور سے میری طرف ایک خط لکھا کہ میں حصہ سوم براہین احمدیہ کا رد لکھنا چاہتا ہوں۔ ابھی وہ خط اس جگہ نہیں پہنچا تھا کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے اس مضمون سے آگاہی دے دی تھی چنانچہ کئی ہندو آریوں کو بلا کر بتا دیا گیا تھا اور ایک آریہ کو ہی شام کے وقت ڈاکخانہ میں بھیجا گیا تا وہ گواہ بن سکے۔ چنانچہ جب وہ خط لایا تو اس خط کا وہی مضمون تھا جو الہام الٰہی سے خبر پا کر پہلے لوگوں پر ظاہر کر دیا گیا تھا اور وہ خط سب کو دکھایا گیا اور پنڈت اگنی ہوتری کو جواب لکھا گیا کہ جس الہام کے سلسلہ کا تم رد لکھنا چاہتے ہو اسی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو پیش از وقت تمہارے خط کے مضمون سے اطلاع دے دی ہے اگر چاہو تو قادیان میں آکر اپنے ہندو بھائیوں سے تصدیق کر لو۔[1]	قریباً ۱۸۸۷ء
پیشگوئی نمبر ۱۰۸	تخمیناً ۱۸۹۹ء	جب بعض مخالفین کی مخبری سے میرے پر ٹیکس لگانے کے لئے سرکاری طرف سے مقدمہ ہوا اور میری طرف سے عذر داری کی گئی تو میں ایک دن	پیشگوئی سے کچھ دنوں بعد

زندہ گواہ رویت — [1] اس نشان کے گواہ قادیان کے بہت سے آریہ ہیں۔

معلوم ہوا کہ خدا نے اُن کی زندگی کے پندرہ۱۵ دن پندرہ سال سے بدل دئے ہیں یہ ہے ہمارا خدا جو اپنی پیشگوئیوں کے بدلانے پر بھی قادر ہے مگر ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ قادر نہیں۔

نشان ۱۰۶- ایک دفعہ تمثّلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیشگوئیاں لکھیں جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہئیں تب میں نے وہ کاغذ دستخط کرانے کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامل کے سرخی کے قلم سے اُس پر دستخط کئے اور دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑکا جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آجاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دئے اور میرے پر اُس وقت نہایت رقّت کا عالم تھا اِس خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے کہ جو کچھ میں نے چاہا بلا توقف اللہ تعالیٰ نے اُس پر دستخط کر دئے اور اُسی وقت میری آنکھ کُھل گئی اور اُس وقت میاں عبد اللہ سنوری مسجد کے حجرہ میں میرے پیر دبا رہا تھا کہ اُس کے رُوبرو غیب سے سُرخی کے قطرے میرے کُرتے اور اُس کی ٹوپی پر بھی گرے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس سُرخی کے قطرے گرنے اور قلم کے جھاڑنے کا ایک ہی وقت تھا ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہ تھا ایک غیر آدمی اِس راز کو نہیں سمجھے گا اور شک کرے گا کہ کیونکر اس کو صرف ایک خواب کا معاملہ محسوس ہوگا مگر جس کو روحانی امور کا علم ہو وہ اس میں شک نہیں کرسکتا اسی طرح خدا نیست سے ہست کرسکتا ہے۔ غرض میں نے یہ سارا قصہ میاں عبد اللہ کو سنایا اور اُس وقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ عبد اللہ جو ایک رویت کا گواہ ہے اس پر بہت اثر ہوا اور اُس نے میرا کرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا جو اب تک اُس کے پاس موجود ہے۔

۱۰۷۔ کئی مرتبہ زلزلوں سے پہلے اخباروں میں میری طرف سے شائع ہو چکا ہے کہ دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے یہاں تک کہ زمین زیروزبر ہو جائے گی۔ پس وہ زلزلے جو سان فرانسسکو اور فارموسا وغیرہ میں میری پیشگوئی کے مطابق آئے وہ تو سب کو معلوم ہیں لیکن حال میں ۱۶؍اگست ۱۹۰۶ء کو جو جنوبی حصہ امریکہ یعنی چلی کے صوبہ میں ایک سخت زلزلہ آیا۔ وہ پہلے زلزلوں سے کم نہ تھا۔ جس سے پندرہ۱۵ چھوٹے بڑے شہر اور قصبے برباد ہو گئے اور ہزارہا جانیں تلف ہوئیں اور

اور بدستور دبانے لگ گیا۔تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب اُٹھ کر بیٹھ گئے اور پھر حجرہ میں سے نکل کر مسجد میں جا کر بیٹھ گئے ۔میں وہاں پیچھے بیٹھ کر آپ کے مونڈھے دبانے لگ گیا۔اس وقت میں نے عرض کیا کہ حضور یہ آپ پر سرخی کہاں سے گری ہے ۔حضور نے بہت بے توجہی سے فرمایا کہ آموں کا رس ہوگا اور مجھے ٹال دیا۔میں نے دوبارہ عرض کیا کہ حضور یہ آموں کا رس نہیں یہ تو سرخی ہے۔اس پر آپ نے سر مبارک کو تھوڑی سی حرکت دے کر فرمایا'' کتھے ہے''؟ یعنی کہاں ہے؟ میں نے کرتہ پر وہ نشان دکھا کر کہا کہ یہ ہے اس پر حضور نے کُرتے کو سامنے کی طرف کھینچ کر اور اپنے سر کو ادھر پھیر کر اس قطرہ کو دیکھا۔پھر اس کے متعلق مجھ سے کچھ نہیں فرمایا بلکہ رؤیت باری اور امور کشوف کے خارج میں وجود پانے کے متعلق پہلے بزرگوں کے دو ایک واقعات مجھے سنائے اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی ہستی وراء الوراء ہے اس کو یہ آنکھیں دنیا میں نہیں دیکھ سکتیں البتہ اس کی بعض صفات جمالی یا جلالی متمثّل ہو کر بزرگوں کو دکھائی دے جاتے ہیں۔ شاہ عبدالقادر صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے کئی دفعہ خدا تعالیٰ کی زیارت اپنے والد کی شکل میں ہوئی ہے نیز شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور خدا تعالیٰ نے مجھے ایک ہلدی کی گٹھی دی کہ یہ میری معرفت ہے اسے سنبھال کر رکھنا جب وہ بیدار ہوئے تو ہلدی کی گٹھی ان کی مٹھی میں موجود تھی۔ اور ایک بزرگ جن کا حضور نے نام نہیں بتایا تہجد کے وقت اپنے حجرہ کے اندر بیٹھے مصلّٰی پر کچھ پڑھ رہے تھے کہ انہوں نے کشف میں دیکھا کہ کوئی شخص باہر سے آیا ہے اور ان کے نیچے کا مصلّٰی نکال کر لے گیا ہے۔ جب وہ بیدار ہوئے تو دیکھا کہ فی الواقع مصلّٰی ان کے نیچے نہیں تھا۔جب دن نکلنے پر حجرہ سے باہر نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مصلّٰی صحن میں پڑا ہے۔یہ واقعات سنا کر حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ کشف کی باتیں تھیں مگر خدا تعالیٰ نے ان بزرگوں کی کرامت ظاہر کرنے کیلئے خارج میں بھی ان کا وجود ظاہر کر دیا۔اب ہمارا قصہ سنو۔جس وقت تم حجرہ میں ہمارے پاؤں دبا رہے تھے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت وسیع اور مصفّٰی مکان ہے اس میں ایک پلنگ بچھا ہوا ہے اور اس پر ایک شخص حاکم کی صورت میں بیٹھا ہے۔میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ **احکم الحاکمین** یعنی **رب العالمین** ہیں اور میں اپنے آپ کو ایسا سمجھتا ہوں جیسے حاکم کا کوئی سررشتہ دار ہوتا ہے۔میں نے کچھ احکام قضا وقدر کے متعلق لکھے ہیں اور ان پر دستخط کرانے کی

غرض سے ان کے پاس لے چلا ہوں۔ جب میں پاس گیا تو انہوں نے مجھے نہایت شفقت سے اپنے پاس پلنگ پر بٹھالیا۔اس وقت میری ایسی حالت ہوگئی کہ جیسے ایک بیٹا اپنے باپ سے بچھڑا ہوا سالہا سال کے بعد ملتا ہے اور قدرتاً اس کا دل بھر آتا ہے یا شاید فرمایا اس کو رقت آجاتی ہے اور میرے دل میں اس وقت یہ بھی خیال آیا کہ **احکم الحاکمین** یا فرمایا **رب العالمین** ہیں اور کس محبت اور شفقت سے انہوں نے مجھے اپنے پاس بٹھالیا ہے۔اس کے بعد میں نے وہ احکام جو لکھے تھے دستخط کرانے کی غرض سے پیش کئے۔ انہوں نے قلم سرخی کی دوات میں جو پاس پڑی تھی ڈبویا اور میری طرف جھاڑ کر دستخط کر دیئے۔میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ حضرت صاحب نے قلم کے جھاڑنے اور دستخط کرنے کی حرکتوں کو خود اپنے ہاتھ کی حرکت سے بتایا تھا کہ یوں کیا تھا۔ پھر حضرت صاحب نے فرمایا یہ وہ سرخی ہے جو اس قلم سے نکلی ہے۔ پھر فرمایا دیکھو کوئی قطرہ تمہارے اوپر بھی گرا۔ میں نے اپنے کُرتے کو ادھر اُدھر سے دیکھ کر عرض کیا کہ حضور میرے پر تو کوئی نہیں گرا۔فرمایا کہ تم اپنی ٹوپی پر دیکھو۔ان دنوں میں ململ کی سفید ٹوپی میرے سر پر ہوتی تھی میں نے وہ ٹوپی اتار کر دیکھی تو ایک قطرہ اس پر بھی تھا۔ مجھے بہت خوشی ہوئی اور میں نے عرض کیا حضور میری ٹوپی پر بھی ایک قطرہ ہے۔ پھر میرے دل میں یہ شوق پیدا ہوا کہ یہ کُرتہ بڑا مبارک ہے اس کو **تبرکاً** لے لینا چاہئیے۔ پہلے میں نے اس خیال سے کہ کہیں حضور جلدی انکار نہ کر دیں حضور سے مسئلہ پوچھا کہ حضور کسی بزرگ کا کوئی تبرک کپڑے وغیرہ کا لے کر رکھنا جائز ہے؟ فرمایا ہاں جائز ہے۔رسول اللہ ﷺ کے تبرکات صحابہ نے رکھے تھے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ حضور خدا کے واسطے میرا ایک سوال ہے۔فرمایا کہو کیا ہے؟ عرض کیا کہ حضور یہ کُرتہ **تبرکاً** مجھے دے دیں۔فرمایا نہیں یہ تو ہم نہیں دیتے۔ میں نے عرض کیا حضور نے ابھی تو فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تبرکات صحابہ نے رکھے۔اس پر فرمایا کہ یہ کُرتہ میں اس واسطے نہیں دیتا کہ میرے اور تیرے مرنے کے بعد اس سے شرک پھیلے گا اس کی لوگ پوجا کریں گے۔اس کو لوگ زیارت بنالیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور رسول اللہ ﷺ کے تبرکات سے شرک نہ پھیلا۔فرمایا میاں عبداللہ دراصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تبرکات جن صحابہ کے پاس تھے وہ مرتے ہوئے وصیتیں کر گئے کہ ان تبرکات کو ہمارے کفن کے ساتھ دفن کر دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جو تبرک جن صحابہ کے پاس تھا وہ ان کے

کفن کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں بھی مرتا ہوا وصیت کر جاؤں گا کہ یہ کُرتہ میرے کفن کے ساتھ دفن کر دیا جاوے۔ فرمایا ہاں اگر یہ عہد کرتے ہو تو لے لو۔ چونکہ وہ جمعہ کا دن تھا تھوڑی دیر کے بعد حضور نے غسل کر کے کپڑے بدلے اور میں نے یہ کُرتہ سنبھال لیا۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ ابھی آپ نے یہ کُرتہ پہنا ہی ہوا تھا کہ دو تین مہمان جو ارد گرد سے آئے ہوئے تھے ان سے میں نے اس نشان کا ذکر کیا۔ وہ پھر حضرت صاحب کے پاس آئے اور عرض کیا کہ میاں عبداللہ نے ہم سے ایسا بیان کیا ہے حضور نے فرمایا۔ ہاں ٹھیک ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ حضور یہ کُرتہ ہم کو دیدیں ہم سب تقسیم کر لیں گے کیونکہ ہم سب کا اس میں حق ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا ہاں لے لینا اور ان سے کوئی شرط اور عہد وغیرہ نہیں لیا۔ مجھے اس وقت بہت فکر ہوا کہ یہ نشان میرے ہاتھ سے گیا۔ اور میرے دل میں بہت گھبراہٹ پیدا ہوئی اس لئے میں نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ حضور اس کُرتہ پر آپ کا کوئی اختیار نہیں کیونکہ یہ میری مِلک ہو چکا ہے۔ میرا اختیار ہے میں ان کو دوں یا نہ دوں کیونکہ میں حضور سے اس کو لے چکا ہوں۔ اس وقت حضور نے مسکرا کر فرمایا کہ ہاں یہ تو میاں عبداللہ ہم سے لے چکے ہیں اب ان کا اختیار ہے یہ تمہیں دیں یا نہ دیں۔ پھر انہوں نے مجھ سے بڑے اصرار سے مانگا مگر میں نے انکار کر دیا۔ میاں عبداللہ صاحب فرماتے ہیں کہ آج تک اس کُرتہ پر سرخی کے ویسے ہی داغ موجود ہیں کوئی تغیر نہیں ہوا۔ اور اس کُرتہ کے کپڑے کو پنجابی میں نینو کہتے ہیں۔ یہ کُرتہ حضور نے سات دن سے پہنا ہوا تھا۔ میں یہ کُرتہ پہلے لوگوں کو نہیں دکھایا کرتا تھا کیونکہ حضور کے یہ الفاظ کہ یہ کُرتہ زیارت نہ بنا لیا جاوے مجھے یاد رہتے تھے۔ لیکن لوگ بہت خواہش کیا کرتے تھے اور لوگ اس کے دیکھنے کے لئے مجھے بہت تنگ کرنے لگے۔ میں نے حضرت خلیفہ ثانی سے اس کا ذکر کیا کہ مجھے حضرت صاحب کے الفاظ کی وجہ سے اس کُرتہ کے دکھانے سے کراہت آتی ہے مگر لوگ تنگ کرتے ہیں کیا کیا جاوے؟ حضرت میاں صاحب نے فرمایا اسے بہت دکھایا کرو اور کثرت کے ساتھ دکھاؤ تا کہ اس کی رؤیت کے گواہ بہت پیدا ہو جاویں اور ہر شخص ہماری جماعت میں سے یہ کہے کہ میں نے بھی دیکھا ہے۔ میں نے بھی دیکھا ہے، میں نے بھی دیکھا ہے یا شاید میں نے کی جگہ ہم نے کے الفاظ کہے۔ اس کے بعد میں دکھانے لگ گیا۔ مگر اب بھی صرف اس کو دکھاتا ہوں جو خواہش

یہ تجویز نہ اپنے فکر و اجتہاد سے قرار پائی ہے بلکہ حضرت مولیٰ کریم کی طرف سے اس کی اجازت ہوئی ہے اور بطور پیشگوئی یہ بشارت ملی ہے کہ اس خط کے مخاطب (جو خط پہنچنے پر رجوع بحق نہ کریں گے) ملزم ولا جواب و مغلوب ہو جائیں گے۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۳۰، ۳۱ مطبوعہ ۲۰۱۸ء)

۱/۶ اپریل ۱۸۸۵ء ''آج اسی وقت میں نے خواب دیکھا ہے کہ کسی ابتلاء میں پڑا ہوں اور میں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا اور جو شخص سرکاری طور پر مجھ سے مؤاخذہ کرتا ہے میں نے اُس کو کہا کیا مجھ کو قید کریں گے یا قتل کریں گے۔ اس نے کچھ ایسا کہا کہ انتظام یہ ہوا ہے کہ گرایا جائے گا۔ مَیں نے کہا کہ میں اپنے خداوند تعالیٰ جلّ شانہٗ کے تصرّف میں ہوں۔ جہاں مجھ کو بٹھائے گا بیٹھ جاؤں گا اور جہاں مجھ کو کھڑا کرے گا کھڑا ہو جاؤں گا اور یہ الہام ہوا۔

یَدْعُوْنَ لَکَ اَبْدَالُ الشَّامِ وَعِبَادُ اللّٰہِ مِنَ الْعَرَبِ

یعنی تیرے لئے ابدال شام کے دُعا کرتے ہیں اور بندے خدا کے عرب میں سے دُعا کرتے ہیں۔

خدا جانے یہ کیا معاملہ ہے اور کب اور کیوں کر اس[1] کا ظہور ہو۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔''

(از مکتوب بنام میر عباس علی صاحب۔ مکتوبات احمد جلد ا صفحہ ۶۰۷، ۶۰۸ مطبوعہ ۲۰۰۸ء)

۱۰/ جولائی ۱۸۸۵ء ''ایک مرتبہ مجھے یاد ہے کہ میں نے عالمِ کشف میں دیکھا[2] کہ بعض احکام قضاء و قدر مَیں نے اپنے ہاتھ سے لکھے ہیں کہ آئندہ زمانہ میں ایسا ہوگا اور پھر اُس کو دستخط کرانے کے لئے خداوندِ قادرِ مطلق جلّ شانہٗ کے سامنے پیش کیا ہے (اور یاد رکھنا چاہیے کہ مکاشفات اور رؤیا صالحہ میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بعض صفاتِ جمالیہ یا جلالیہ الٰہیہ انسان کی شکل پر متمثل ہو کر صاحبِ کشف کو نظر آجاتے ہیں اور مجازی طور پر وہ یہی

۱۔ (نوٹ از مولانا جلال الدین شمسؓ) آج خطۂ شام اور ملک عرب اس الہام کی تصدیقی شہادت بصدائے عام کر رہا ہے اور آج وہاں سلسلہ کی کئی جماعتیں قائم ہوگئی ہیں جو حضور اقدس کے کام میں ہاتھ بٹاتیں اور حضور پر درود اور سلام بھیجتی ہیں۔

۲۔ (نوٹ از حضرت مرزا بشیر احمدؓ) اس واقعہ کے متعلق حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری رضی اللہ عنہ کی روایت جو انہوں نے شہادت کے طور پر اخبار الفضل جلد ۴ نمبر ۲۴ مورخہ ۲۶/ ستمبر ۱۹۱۶ء میں شائع کرائی تھی درج ذیل ہے۔

''رمضان شریف میں یہ عاجز حاضر خدمت سراپا برکت تھا کہ آخری عشرہ میں ۲۷/ تاریخ کو جمعہ تھا۔ اس جمعہ کی صبح کی نماز پڑھ کر حضرت اقدس حسب معمول حجرہ مذکور (یعنی مسجد مبارک کے ساتھ مشرق والا چھوٹا حجرہ) میں جا کر چارپائی پر لیٹ گئے اور یہ عاجز پاس بیٹھ کر حسب معمول پاؤں مبارک دبانے لگ گیا حتیٰ کہ آفتاب نکل آیا اور حجرہ میں بھی روشنی ہوگئی۔

خیال کرتا ہے کہ وہی خداوند قادرِ مطلق ہے اور یہ امر ارباب کشوف میں شائع و متعارف و معلوم الحقیقت ہے جس سے کوئی صاحبِ کشف انکار نہیں کرسکتا) غرض وہی صفت جمالی جو بعالم کشف قوتِ متخیلہ کے آگے ایسی دکھلائی

بقیہ حاشیہ۔ حضرت اقدس اس وقت کروٹ کے بل لیٹے ہوئے تھے اور منہ مبارک پر اپنا ہاتھ کہنی کی جگہ سے رکھا ہوا تھا۔ میرے دل میں اس وقت بڑے سرور اور ذوق سے یہ خیالات موجزن تھے کہ میں کیا خوش نصیب ہوں کیا ہی عمدہ موقعہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے کہ مہینوں میں مہینہ مبارک رمضان شریف کا ہے اور تاریخ بھی جو ۲۷ ہے مبارک ہے۔ اور عشرہ بھی مبارک ہے اور دن بھی جمعہ ہے جو نہایت مبارک ہے اور جس شخص کے پاس بیٹھا ہوں وہ بھی نہایت مبارک ہے اللہ اکبر کس قدر برکتیں آج میرے لئے جمع ہیں۔ اگر خداوند کریم اس وقت کوئی نشان حضرت اقدس کا مجھے دکھا دے تو کیا بعید ہے۔ میں اسی سرور میں تھا اور پاؤں ٹخنہ کے قریب سے دبا رہا تھا کہ یکا یک حضرت اقدس کے بدنِ مبارک پر لرزہ سا محسوس ہوا اور اس لرزہ کے ساتھ ہی حضور نے اپنا ہاتھ مبارک منہ پر سے اُٹھا کر میری طرف دیکھا۔ اُس وقت آپ کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے شاید جاری بھی تھے اور پھر اسی طرح منہ پر ہاتھ رکھ کر لیٹے رہے جب میری نظر ٹخنہ پر پڑی تو اُس پر ایک قطرہ سُرخی کا جو پھیلا ہوا نہیں بلکہ بستہ تھا مجھے دکھلائی دیا۔ مَیں نے اپنی شہادت کی انگلی کا پھول اُس قطرہ پر رکھا تو وہ پھیل گیا اور سُرخی میری اُنگلی کو بھی لگ گئی۔ اس وقت میں حیران ہوا اور میرے دل میں یہ آیت گذری۔ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً۔ نیز یہ بھی دل میں گذرا کہ اگر یہ اللہ کا رنگ ہے تو اس میں شاید خوشبو بھی ہو۔ چنانچہ میں نے اپنی انگلی سونگھی مگر خوشبو وغیرہ کچھ نہ تھی۔ پھر میں ٹخنہ کی طرف سے کمر کی طرف دبانے لگا۔ تو حضرت اقدس کے کُرتہ پر بھی چند داغ سُرخی کے گیلے گیلے دیکھے۔ مجھ کو نہایت تعجب ہوا اور میں وہاں سے اُٹھ کھڑا ہوا اور حجرہ کی ہر جگہ کو خوب اچھی طرح دیکھا مگر مجھے سُرخی کا کوئی نشان حجرہ کے اندر نہ ملا۔ آخر حیران سا ہو کر بیٹھ گیا اور بدستور پاؤں دبانے لگ گیا۔ حضرت صاحب منہ پر ہاتھ رکھے لیٹے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور اُٹھ کر بیٹھ گئے اور پھر مسجد مبارک میں آکر بیٹھ گئے یہ عاجز بدستور پھر کمر وغیرہ دبانے لگ گیا۔

اس وقت میں نے حضور سے عرض کی کہ حضور پر یہ سرخی کہاں سے گری۔ پہلے تو ٹال دیا پھر اس عاجز کے اصرار پر وہ سارا واقعہ بیان فرمایا جس کو حضرت اقدس تفصیل کے ساتھ اپنی کتابوں میں درج فرما چکے ہیں مگر بیان کرنے سے پہلے اس عاجز کو رؤیت باری تعالیٰ کا مسئلہ اور کشفی امور کا خارج میں وجود پکڑنا حضرت محی الدین عربی کے واقعات سنا کر خوب اچھی طرح سے ذہن نشین کرا دیا تھا کہ اس جہان میں کاملین کو بعض صفاتِ الٰہیہ جمالی یا جلالی متمثل ہو کر دکھلائی دی جاتی ہیں۔ پھر حضرت اقدس نے مجھے فرمایا کہ آپ کے کپڑوں پر بھی کوئی قطرہ گرا۔ میں نے اپنے کپڑے اِدھر اُدھر سے دیکھ کر عرض کیا کہ حضرت میرے پر تو کوئی قطرہ نہیں ہے فرمایا اپنی ٹوپی پر (جو سفید ململ کی تھی) دیکھو۔ میں نے ٹوپی اُتار کر دیکھی تو ایک قطرہ اس پر بھی تھا۔ مجھے اس وقت بہت ہی خوشی ہوئی کہ میرے پر بھی ایک قطرہ خدا کی روشنائی کا گرا۔ اس عاجز نے وہ کُرتہ جس پر سُرخی گری تھی تبرکاً حضرت اقدس سے باصرار تمام لے لیا اس عہد پر کہ میں وصیت کر جاؤں گا کہ میرے کفن کے ساتھ دفن

دی تھی جو خداوند قادر مطلق ہے اُس ذاتِ بے چون وبے چگون کے آگے وہ کتاب قضاء وقدر پیش کی گئی اور اُس نے جو ایک حاکم کی شکل پر متمثّل تھا اپنے قلم کو سُرخی کی دوات میں ڈبو کر اوّل اُس سُرخی کو اِس عاجز کی طرف چھڑکا اور بقیہ سُرخی کا قلم کے مونہہ میں رہ گیا اُس سے اُس کتاب پر دستخط[1] کر دیئے اور ساتھ ہی وہ حالت کشفیہ دُور ہوگئی اور آنکھ کھول کر جب خارج میں دیکھا تو کئی قطرات سُرخی کے تازہ بتازہ کپڑوں پر پڑے چنانچہ ایک صاحب عبداللہ نام جو سنور ریاست پٹیالہ کے رہنے والے تھے اور اُس وقت اس عاجز کے پاس نزدیک ہو کر بیٹھے ہوئے تھے دو یا تین قطرہ سُرخی کے اُن کی ٹوپی پر پڑے۔ پس وہ سُرخی جو ایک امر کشفی تھا وجود خارجی پکڑ کر نظر آ گئی۔ اسی طرح اور کئی مکاشفات میں جن کا لکھنا موجب تطویل ہے مشاہدہ کیا گیا ہے۔‘‘

(سرمہ چشم آریہ۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۱۷۹، ۱۸۰ حاشیہ)

۱۸۸۵ء ’’میں نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ کی عدالت میں ہوں اور منتظر ہوں کہ میرا مقدّمہ بھی ہو اتنے میں جواب ملا۔

اِصْبِرْ سَنَفْرُغُ یَا مِرْزَا[2]

پھر ایک بار دیکھا کہ کچہری میں گیا ہوں تو اللہ تعالیٰ ایک حاکم کی صورت پر عدالت کی کُرسی پر بیٹھا ہے اور ایک سررشتہ دار کے ہاتھ میں ایک مثل ہے جو وہ پیش کر رہا ہے۔ حاکم نے مثل دیکھ کر کہا کہ مرزا حاضر ہے۔ تو میں

بقیہ حاشیہ۔ کر دیا جاوے۔ کیونکہ حضرت اقدس اس وجہ سے اُسے دینے سے انکار کرتے تھے کہ میرے اور آپ کے بعد اس سے شرک پھیلے گا اور لوگ اس کو زیارت گاہ بنالیں گے۔ اور اس کی پُوجا شروع ہو جائے گی۔ غرض کہ بہت ردّ وقدح کے بعد دیا جو میرے پاس اس وقت تک موجود ہے اور سُرخی کے نشان اس وقت تک بلاکم وکاست بعینہٖ موجود ہیں۔

یہ ہے سچی عینی شہادت! اگر میں نے جھوٹ بولا ہو تو لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ کی وعید کافی ہے میں خدا کو حاضر ناظر جان کر اور اُسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے سراسر سچ ہے۔ اگر جھوٹ بولا ہو تو مجھ پر خدا کی لعنت! لعنت!! لعنت!!! مجھ پر خدا کا غضب! غضب!! غضب!!!

عاجز عبداللہ سنوری‘‘

[1] حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔ ’’چونکہ عین آریہ صاحبوں کے مقابل پر یہ نشان ظاہر ہوا تھا اس لئے میرے خیال میں یہ پنڈت لیکھرام کے مارے جانے کی طرف اشارہ تھا اور طاعون کے وقوع کی طرف بھی اشارہ تھا۔‘‘

(نسیم دعوت۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۴۲۷ حاشیہ)

[2] (ترجمہ از مرتّب) مرزا! ذرا ٹھہرو ہم ابھی فارغ ہوتے ہیں۔

بیٹے کی بشارت گویا آسمان سے خدا کا نزول

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ اسے وحی نازل ہوئی ہے اور خدا کہتا ہے کہ ہم تجھے ایسے بیٹے کی بشارت دے رہے ہیں کہ بیٹا ایسا ہوگا جیسے خدا آسمان سے نازل ہوا ہے:

انّا نبشّرک بغلام مظهر الحق والعلیٰ ۔ کاَنّ اللّٰہَ نزل من السّمآء ۔

ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ حق کا ظہور ہوگا۔ گویا آسمان سے خدا اُترے گا۔

(روحانی خزائن 22، صفحہ 98، 99)

یہ عبارت مرزا غلام احمد قادیانی کے اُن الہامی دعووں میں سے ہے جن میں اُس نے اپنے بیٹے (مرزا بشیر الدین محمود) کی پیدائش کو آسمان سے خدا کے نزول سے تشبیہ دے کر خدائی صفات کا سایہ ایک انسانی وجود پر ڈالنے کی کوشش کی۔ یہ نظریہ نہ صرف اسلامی عقیدۂ توحید کے منافی ہے بلکہ نبوت، الوہیت اور انسانیت کی سرحدوں کو خلط ملط کر دینے والی گمراہی کی واضح مثال ہے۔

یہ الفاظ بظاہر ایک بیٹے کی بشارت دیتے ہیں، لیکن اندرونی معنی یہ ہیں کہ وہ بیٹا خدا کے نزول کی مانند ہوگا یعنی ایسا شخص جس میں الٰہی صفات یا الٰہی تجلی مجسم ہو کر ظاہر ہوں گی۔ یہ تعبیر مرزا کے پورے قادیانی مذہب کا بنیادی ستون بن گئی، کیونکہ اس نے بعد میں اپنے اسی بیٹے (مرزا بشیر الدین محمود) کو مصلح موعود کہا، اور اس کی شخصیت کو خدا کے ظہور کے مترادف پیش کیا۔

گویا مرزا قادیانی کے نزدیک اللہ تعالیٰ نازل ہو کر انسانی وجود میں مجسم ہوا یہ نظریہ

سراسر حلول (incarnation) کے مترادف ہے، جسے اسلام نے ہمیشہ کفر قرار دیا ہے۔

اسلامی عقیدۂ توحید اور اس کا تصادم

اسلام میں اللہ تعالیٰ نہ جسم رکھتا ہے، نہ مکان میں اترتا ہے، نہ کسی انسان میں حلول کرتا ہے۔

قرآنِ کریم میں فرمایا گیا:

وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ

ترجمہ کنزالایمان: اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی

(سورہ اخلاص:4)

اسلامی توحید کے مطابق خدا کبھی نازل نہیں ہوتا، بلکہ اپنی قدرت، امر یا وحی کے ذریعے اثر انداز ہوتا ہے۔کسی انسان یا مخلوق کو "گویا آسمان سے خدا اُترا" کہنا تجسیم اور شرک فی الذات ہے، کیونکہ اس سے خدا کی ذات کو انسانی قالب میں ظاہر کیا جاتا ہے۔

"كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ" مرزائی تاویلات

قادیانی مفسرین اس عبارت کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ یہ نزول خدا کا نہیں بلکہ اس کی رحمت یا قدرت کا ہے۔لیکن اصل عبارت میں "كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ" کے الفاظ واضح طور پر خدا کے نزول کو بطورِ تشبیہ استعمال کرتے ہیں، نہ کہ اس کی رحمت کو۔

یہ تشبیہ براہِ راست تجسیم کی بو دیتی ہے، کیونکہ "نزول" فعل مکانی ہے جس کا مطلب ہے کسی مقام سے نیچے آنا۔اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسے الفاظ بغیر تاویل صحیحہ کے استعمال کرنا حرام اور کفر کے مترادف ہے۔

مرزا کے دعوے کا نفسیاتی و مذہبی پہلو

مرزا قادیانی نے ہمیشہ اپنی اور اپنے اہلِ خانہ کی حیثیت کو الہامی تجلیات کا مرکز قرار

دیا۔اس کا یہ بیان بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے، جس میں وہ اپنے بیٹے کو خدا کی مظہریت کا پیکر بنا کر اپنے سلسلے کے لیے روحانی جواز فراہم کر رہا تھا۔ یہ عمل دراصل نبی زادگی کو الوہیت کے قریب لا کر دکھانے کی شعوری کوشش تھی تاکہ مرزا خاندان کو الٰہی نسل کے طور پر منوایا جا سکے۔

اس عقیدے کے خطرناک نتائج

مرزا کی اس وحی کا منطقی نتیجہ یہ بنتا ہے کہ:

1. خدا کا ظہور انسانی صورت میں ممکن ہے۔

2. ایک انسان (مرزا یا اس کا بیٹا) خدائی صفات کا مظہر بن کر بندگی اور خالقیت کے بیچ کی حد مٹا دیتا ہے۔

3. خدا کے نزول کی تاویل انسانی تجربے پر منحصر ہو جاتی ہے جو سراسر شرک فی الصفات اور شرک فی الذات کی صورت ہے۔

یہی عقیدہ بعد میں قادیانی جماعت میں اس شکل میں پروان چڑھا کہ ان کے خلیفہ روح القدس کے مظہر اور اللہ کے ظہور کا مرکز قرار دیے گئے۔

یہ عبارت اور اس جیسی متعدد وحیوں سے واضح ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کا تصورِ خدا، اسلام کے خالص تصورِ توحید سے بنیادی طور پر مختلف تھا۔ اسلام کہتا ہے کہ اللہ بلند و برتر ہے، بے جسم، بے مثل، اور بے مکان۔ مرزا کہتا ہے کہ گویا خدا نازل ہوا یہ وہی عقیدہ ہے جو ہندو اوتار واد، عیسائی تثلیث، اور صوفیانہ حلولیت کے قریب ہے۔ اس طرح کی وحی کا دعویٰ قرآن و سنت کے ہر اصول سے متصادم اور کفرِ صریح کے زمرے میں آتا ہے۔ یہ بیٹے کی بشارت نہیں بلکہ توحیدِ الٰہی کی تحریف اور انسان کو الوہیت کے مقام تک پہنچانے کا خطرناک نظریہ ہے۔

وانت فیھم ۔ امن است درمکان محبت سرائے ما۔ بھونچال کہ جن میں تو ہے ان کو عذاب کرے۔ ہماری محبت کا گھر امن کا گھر ہے۔ **ایک زلزلہ آیا اور شدّت سے آیا۔ زمین تہ و بالا کردی۔** **یوم تأتی السمآء** آئے گا اور بڑی سختی سے آئے گا۔ اور زمین کو زیر وزبر کر دے گا۔ اُس دن آسمان سے **بدخان مبین**☆ ۔ **و تری الارض یومئذٍ خامدۃ** ایک کھلا کھلا دُھواں نازل ہوگا۔ اور اس دن زمین زرد پڑ جائے گی یعنی سخت قحط کے آثار ظاہر ہونگے **مصفرّۃ ۔ اُکرمک بعد توھینک**۔✿ **یریدون ان لا یتمّ** مَیں بعد اسکے جو مخالف تیری توہین کریں تجھے عزت دُونگا اور تیرا اکرام کرونگا۔ وہ ارادہ کرینگے جو تیرا کام ناتمام رہے **امرک ۔ واللّٰہ یابٰی الّا ان یتمّ امرک ۔ انی انا الرحمٰن ۔ سأجعل** اور خدا نہیں چاہتا جو تجھے چھوڑ دے جب تک تیرے تمام کام پورے نہ کرے۔ مَیں رحمان ہوں۔ ہر ایک امر **لک سھولۃ فی کلّ امر ۔ اُریک برکات من کلّ طرفٍ ۔** میں تجھے سہولت دُوں گا۔ ہر ایک طرف سے تجھے برکتیں دکھلاؤں گا۔ **نزلت الرحمۃ علٰی ثلاث العین وعلی الاُخریین ۔ تردّ الیک** میری رحمت تیرے تین عضو پر نازل ہے ایک آنکھیں اور دو اور عضو ہیں یعنی انکو سلامت رکھوں گا۔ اور جوانی کے نور **انوار الشباب ۔ تریٰ نسلاً بعیدا**✿ ۔ **انّا نبشّرک بغلام مظھر** تیری طرف عود کریں گے۔ اور تُو اپنی ایک دور کی نسل کو دیکھ لیگا۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ

☆ یعنی اس زلزلہ کے لئے جو قیامت کا نمونہ ہوگا یہ علامتیں ہیں کہ کچھ دن پہلے اس سے قحط پڑے گا اور زمین خشک رہ جائے گی۔ نہ معلوم کہ معًا اس کے بعد یا کچھ دیر کے بعد زلزلہ آئے گا۔ منہ

✿ یعنی وہ بڑے نشان جو دنیا میں ظاہر ہوں گے ضرور ہے جو پہلے ان سے توہین کی جائے اور طرح طرح کی بُری باتیں کہی جائیں اور الزام لگائے جائیں۔ تب بعد اس کے آسمان سے خوفناک نشان ظاہر ہوں گے یہی سُنّت اللہ ہے کہ پہلی نوبت منکروں کی ہوتی ہے اور دوسری خدا کی۔ منہ

✿ یہ خدا تعالیٰ کی وحی یعنی ’’تریٰ نسلًا بعیدًا‘‘ قریبًا تیس سال کی ہے۔ منہ

الحق والعلٰی ۔ کَاَنّ اللّٰہَ نزل من السّمآء ۔ انّا نُبَشِّرُکَ بغلامٍ
حق کا ظہور ہوگا۔ گویا آسمان سے خدا اُترے گا ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں
نافلۃً لک ۔ سُبحٰنک اللّٰہ ورافاک ۔ وعلّمک مالم تعلم
جو تیرا پوتا ہوگا خدا نے ہر ایک عیب سے تجھے پاک کیا اور تجھ سے موافقت کی اور وہ معارف تجھے سکھلائے جن کا تجھے علم نہ تھا
انہ کریم تمشی امامک وعادیٰ لک من عادی ۔ وقالوا ان ھٰذا
وہ کریم ہے وہ تیرے آگے آگے چلا اور تیرے دشمنوں کا وہ دشمن ہوا اور کہیں گے کہ یہ تو
الّا اختلاق ۔ الم تعلم ان اللّٰہ علٰی کلّ شیءٍ قدیر ۔ یلقی الروح
ایک بناوٹ ہے۔ اے معترض کیا تُو نہیں جانتا کہ خدا ہر ایک بات پر قادر ہے۔ جس پر اپنے بندوں میں سے
علٰی من یشاء من عبادہٖ ۔ کلّ برکۃ من محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم
چاہتا ہے اپنی رُوح ڈالتا ہے یعنی منصب نبوت اسکو بخشتا ہے اور یہ تو تمام برکت محمد صلعم سے ہے۔
فتبارک من عَلَّمَ وَتَعَلَّم ۔ خدا کی فیلنگ اورخدا کی
پس بہت برکتوں والا ہے جس نے اس بندہ کو تعلیم دی اور بہت برکتوں والا جس نے تعلیم پائی۔ خدا نے وقت کی ضرورت محسوس کی
مُہر نے کتنا بڑا کام کیا۔☆ انّی معک ومع اھلک
اور اسکے محسوس کرنے اور نبوت کی مُہر نے جس میں بشدت قوت کا فیضان ہے۔ بڑا کام کیا یعنی تیرے
مبعوث ہونے کے دو باعث ہیں (ا) خدا کا ضرورت کو محسوس کرنا اور آنحضرتؐ کی مُہر نبوت کا فیضان۔
ومع کلّ من احبّک ۔ تیرے لئے میرا نام چمکا۔
میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ اور ہر ایک کے ساتھ جو تجھ سے پیار کرتا ہے تیرے لئے میرے نام نے اپنی چمک دکھلائی۔
روحانی عالم تیرے پر کھولا گیا۔ فبصرک الیوم حدید ۔
روحانی عالم تیرے پر کھولا گیا۔ پس آج نظر تیری تیز ہے۔

حاشیہ ☆ یہ وحی الٰہی کہ خدا کی فیلنگ اور خدا کی مُہر نے کتنا بڑا کام کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا نے اس زمانہ میں محسوس کیا کہ یہ ایسا فاسد زمانہ آ گیا ہے جس میں ایک عظیم الشان مصلح کی ضرورت ہے اور خدا کی مُہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ اُمّتی ہے اور ایک پہلو سے

15 فروری 1907ء

"[1] وَیْلٌ لِّکُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ۔"

(بدر جلد 6 نمبر 8 مؤرخہ 21 فروری 1907 صفحہ 3۔ الحکم جلد 11 نمبر 7 مؤرخہ 24 فروری 1907 صفحہ 1)

18 فروری 1907ء

"(1) [2] کُلُّ الْفَتْحِ بَعْدَهٗ (2) مَظْهَرُالْحَقِّ وَالْعَلَآءِ [3] کَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔

یعنی ایک نشان ظاہر ہو گا جو تمام فتوحات کا مجموعہ ہو گا اور اُس وقت حق ظاہر ہو جائے گا اور حق کا غلبہ ہو گا۔ گویا خدا آسمان سے اُترے گا۔"

(بدر جلد 6 نمبر 8 مؤرخہ 21 فروری 1907 صفحہ 3۔ الحکم جلد 11 نمبر 7 مؤرخہ 24 فروری 1907 صفحہ 1)

بقیہ حاشیہ: شاید وہ جو ہمارا الہام ہے " ایک ہفتہ تک ایک بھی باقی نہ رہے گا" یہ خاص اشخاص کے متعلق ہو اور اس کا ظہور اس شکل میں ہو۔ کل دہلی سے خط آیا ہے کہ مولوی عبدالمجید دہلوی جو ہمارا سخت معاند تھا یکایک مر گیا۔ ایسا ہی ایک اَور بڑے معاند کی مرگِ مفاجات کا ذکر تھا۔"

(الحکم جلد 11 نمبر 8 مؤرخہ 10 مارچ 1907 صفحہ 15)

---

1 (ترجمہ) ہر ایک چغل خور اور عیب گیر پر لعنت ہے۔

2 (1) سب فتح اس کے بعد ہے۔ (2) وہ حق اور غلبہ کا مظہر ہو گا۔ گویا خدا آسمان سے اُترے گا۔

3 حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز نے اِس الہام کی تشریح کے ضمن میں فرمایا: " 18 فروری کا الہام مَظْهَرُالْحَقِّ وَالْعَلَآءِ وہ الہام ہے جو اس سے پہلے پسر موعود کے متعلق ہو چکا تھا۔ جب مَیں نے یہ الہام پڑھا تو میرے ذہن میں آیا کہ یہ پیشگوئی دوبارہ بیان کی گئی ہے اور عجیب بات یہ نظر آئی کہ پہلی پیشگوئی بھی فروری میں کی گئی تھی اور یہ الہام بھی فروری کا ہے۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی وفات کا وقت قریب آیا یعنی آپ کی وفات سے قریباً سوا سال قبل اللہ تعالیٰ نے پھر اس پیشگوئی کو دُہرا دیا تا ایک لمبا عرصہ گذر جانے کی وجہ سے لوگ یہ نہ سمجھیں کہ یہ منسوخ ہو گئی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ کُلُّ الْفَتْحِ بَعْدَهٗ کہ اِس نشان کے بعد اصل فتوحات ہوں گی۔ پھر آگے اسی سلسلہ میں یہ الہام ہے کہ اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ وَ اَلُوْمُ مَنْ یَّلُوْمُ۔ اِس میں بتایا گیا ہے کہ جب اِس پیشگوئی کا ظہور ہو گا تو چاروں سے طرف سے دشمن حملہ کرے گا۔ چنانچہ اس طرف مجھ پر اس پیشگوئی کا انکشاف ہوا اور ادھر پیغامیوں نے مخالفت کی آگ پُورے زور کے ساتھ بھڑکا دی اور طرح طرح کے اتہامات' جھوٹ اور کذب بیانیوں سے کام لینا شروع کر دیا مگر ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتا دیا تھا کہ "پسپا شُدہ ہجوم۔" اس کا مفہوم وہی ہے جو قرآن کریم کی آیت سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ یُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (القمر:46) کا ہے۔ یعنی سب دشمن جمع ہو کر حملہ کریں گے مگر اللہ تعالیٰ ان کو ذلیل ورُسوا کرے گا اور وہ شکست کھا جائیں گے۔ یہ الہام اس دوسرے الہام سے جو پسر موعود کے متعلق ہے بہت ملتا ہے کہ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا۔ یعنی جب پسر موعود ظاہر ہو گا تو حق آجائے گا اور باطل بھاگ جائے گا۔ باطل تو بھاگنے ہی کی اہلیّت رکھتا ہے۔"

(الفضل جلد 32 نمبر 178 مؤرخہ یکم اگست 1944 صفحہ 3'4)

خدا کا بیٹا بننے کا قادیانی فارمولا

ایسا ہی خدا ایسے دل پر اُترتا ہے اور اُس کے دل کو اپنا عرش بنالیتا ہے۔ یہی وہ امر ہے جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ پہلی کتابوں میں جو کامل راستبازوں کو خدا کے بیٹے کر کے بیان کیا گیا ہے اس کے بھی یہ معنے نہیں ہیں کہ وہ درحقیقت خدا کے بیٹے ہیں کیونکہ یہ تو کُفر ہے اور خدا بیٹوں اور بیٹیوں سے پاک ہے بلکہ یہ معنی ہیں کہ اُن کامل راستبازوں کے آئینہ صافی میں عکسی طور پر خدا نازل ہوا تھا۔ اور ایک شخص کا عکس جو آئینہ میں ظاہر ہوتا ہے استعارہ کے رنگ میں گویا وہ اس کا بیٹا ہوتا ہے کیونکہ جیسا کہ بیٹا باپ سے پیدا ہوتا ہے ایسا ہی عکس اپنے اصل سے پیدا ہوتا ہے۔ پس جبکہ ایسے دل میں جو نہایت صافی ہے اور کوئی کدورت اُس میں باقی نہیں رہی تجلّیات الٰہیہ کا انعکاس ہوتا ہے تو وہ عکسی تصویر استعارہ کے رنگ میں اصل کے لئے بطور بیٹے کے ہو جاتی ہے۔ اِسی بناء پر توریت میں کہا گیا ہے کہ یعقوب میرا بیٹا بلکہ میرا پلوٹھا بیٹا ہے اور عیسیٰ ابن مریم کو جو انجیلوں میں بیٹا کہا گیا۔ اگر عیسائی لوگ اِسی حد تک کھڑے رہتے کہ جیسے ابراہیم اور اسحاق اور اسمٰعیل اور یعقوب اور یوسف اور موسیٰ اور داؤد اور سلیمان وغیرہ خدا کی کتابوں میں استعارہ کے رنگ میں خدا کے بیٹے کہلائے ہیں۔ ایسا ہی عیسیٰ بھی ہے تو اُن پر کوئی اعتراض نہ

ہوتا۔ کیونکہ جیسا کہ استعارہ کے رنگ میں ان نبیوں کو پہلے نبیوں کی کتابوں میں بیٹا کر کے پُکارا گیا ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض پیشگوئیوں میں خدا کر کے پُکارا گیا ہے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ نہ وہ تمام نبیؑ خدا تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا ہیں بلکہ یہ تمام استعارات ہیں محبت کے پیرایہ میں۔

(روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 65،66)

یہ اقتباس مرزا غلام احمد قادیانی کے ان فکری نظریات میں سے ہے جن میں اُس نے خدائی صفات، نبوت، اور انسانیت کے مابین فرق کو مٹا کر ایک گمراہ کن نظریہ "عکسی الوہیت" (Reflective Divinity) قائم کرنے کی کوشش کی۔

یہاں وہ "خدا کے بیٹے بننے" کے معنی خود متعین کرتا ہے، اور ایک مخصوص "فارمولا" بیان کرتا ہے جس کے مطابق انسان کے دل میں خدا کا عکس نازل ہو کر اسے الوہیت کی سطح تک پہنچا دیتا ہے۔

یہ عقیدہ بظاہر فلسفیانہ زبان میں بیان کیا گیا ہے، لیکن درحقیقت یہ حلول، تجسیم، اور شرکِ فی الذات کے نظریے کا دوسرا چہرہ ہے۔ آئیے اسے مرحلہ وار سمجھتے ہیں۔

مرزا قادیانی کا بنیادی دعویٰ

مرزا قادیانی کے مطابق:

"ایسا ہی خدا ایسے دل پر اترتا ہے اور اُس کے دل کو اپنا عرش بنا لیتا ہے۔ یہی وہ امر ہے جس کے لیے انسان پیدا کیا گیا ہے۔"

یہ جملہ صاف طور پر اللہ کے نزول، حلول اور عرش سازی کو انسانی دل کے ساتھ منسلک کر رہا ہے۔

مرزا کے نزدیک خدا کا بیٹا بننے کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی شخص کا دل بالکل صاف، شفاف، اور کدورت سے پاک ہو جائے تو خدا اس دل پر نازل ہو کر اپنا عکس ڈال دیتا ہے۔
یوں وہ شخص گویا خدا کی عکسی تصویر بن جاتا ہے، اور استعاراتی طور پر خدا کا بیٹا کہلاتا ہے۔

عکسی الوہیت کا قادیانی نظریہ

مرزا کا کہنا ہے کہ:

”ایک شخص کا عکس جو آئینہ میں ظاہر ہوتا ہے، استعارہ کے رنگ میں گویا وہ اس کا بیٹا ہوتا ہے کیونکہ جیسا کہ بیٹا باپ سے پیدا ہوتا ہے، ایسا ہی عکس اپنے اصل سے پیدا ہوتا ہے۔“

یعنی جیسے بیٹا باپ کی شبیہ یا نقل ہوتا ہے، ویسے ہی انسان میں ظاہر ہونے والی خدائی تجلی دراصل خدا کا عکس ہے۔ یہی بیٹے ہونے کا استعارہ ہے۔

مرزا یہاں عکس کے فلسفے کو بنیاد بنا کر یہ تاثر دیتا ہے کہ انسان خدا نہیں بنتا بلکہ خدا کا عکس بنتا ہے۔

مگر یہی تعبیر بعد میں حلول کی شکل اختیار کرتی ہے کیونکہ جب کسی مخلوق کو اللہ کی تجلی کا کامل مظہر قرار دیا جائے تو وہ صفاتِ الوہیت میں شریک ہو جاتی ہے اور یہی شرک کی بنیاد ہے۔

مرزا کی تاویل، عیسائیت کی پیروی میں

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا کے حقیقی بیٹے ہیں کفر ہے، مگر اگر وہ یہ مانیں کہ عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں استعاراتی معنی میں، جیسا کہ دوسرے انبیاء تھے، تو کوئی اعتراض نہیں۔

یعنی مرزا دراصل عیسائی عقیدۂ بیٹے ہونے کو استعارہ کی شکل میں قبول کرتا ہے۔

مزید کہتا ہے:

”ہمارے نبی ﷺ کو بعض پیشگوئیوں میں خدا کر کے پکارا گیا ہے۔“

یہ جملہ نہایت خطرناک ہے، کیونکہ مرزا یہاں نبی کریم ﷺ کے لیے لفظ خدا کے استعمال کو جائز قرار دے رہا ہے، چاہے استعارے کے رنگ میں ہی کیوں نہ ہو۔

یعنی وہ یہ عقیدہ پیش کرتا ہے کہ اگر نبی یا ولی میں خدا کی صفات اتنی ظاہر ہو جائیں کہ وہ اس کا عکس بن جائے، تو اسے ”خدا“ یا ”خدا کا بیٹا“ کہنا جائز ہے نعوذ باللہ۔

اسلامی عقیدۂ توحید کی روشنی میں ردّ

اسلامی عقیدہ اس قسم کے تصورات کو کلی طور پر باطل اور کفر قرار دیتا ہے۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، اللّٰهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ۔

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔

(سورہ اخلاص)

یہ آیات بالکل واضح ہیں کہ اللہ تعالیٰ نہ کسی میں حلول کرتا ہے، نہ اس کا عکس کسی پر اترتا ہے، نہ وہ کسی کا باپ بنتا ہے، نہ کسی کا بیٹا۔

اسلام میں قلب المؤمن عرش الله جیسی موضوع حدیث بھی مجاز کے طور پر ہے یعنی اللہ اپنی رحمت اور توجہ سے بندے کے دل کو مقامِ قرب عطا کرتا ہے، نہ کہ حقیقی طور پر عرش بنا لیتا ہے۔ مگر مرزا نے ان مجازی اور روحانی معانی کو حقیقی اور فلسفیانہ حلول میں بدل

دیا۔لہٰذا کسی انسان کے دل یا جسم میں خدا کے اترنے کا عقیدہ، چاہے وہ عکس یا تجلی کے طور پر ہو، یہ شرک فی الذات ہے۔

یہ تصور ہندوؤں کے اوتار، عیسائیوں کے تجسّدِ الٰہی، اور بعض جہلاء صوفیاء کے باطل فلاسفہ سے متاثر معلوم ہوتا ہے۔

مرزا کے نظریے کے عملی نتائج

مرزا قادیانی نے اسی فارمولا کے تحت اپنے آپ کو اور اپنے بیٹے کو الہامی مظہرِ خدا قرار دیا۔یعنی خدا کا عکس اُن کے دلوں میں نازل ہوا، لہٰذا وہ دوسروں سے بلند اور خدائی صفات کے مظہر ہیں۔ یوں مرزا نے اپنے پیروکاروں کے سامنے اپنی نسل کو روحانی طور پر الوہی خاندان کے طور پر پیش کیا جیسا کہ عیسائی حضرت عیسیٰ کے بارے میں کرتے ہیں۔

مرزا قادیانی کا یہ نظریہ کہ انسان کا دل خدا کا عرش بن جاتا ہے، اور خدا اس میں نازل ہو کر عکس بناتا ہے، جس سے انسان خدا کا بیٹا کہلاتا ہے اسلامی عقیدۂ توحید کے سراسر منافی ہے۔

یہ تصور:

1. خدا کو مخلوق میں حلول دینے والا ہے۔
2. مخلوق کو خدائی صفات میں شریک کرتا ہے۔
3. نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خدا کا لفظ استعمال کرنے کی راہ کھولتا ہے۔
4. اور آخر کار قادیانیت کے مرزائی الوہیت کے نظریے کی بنیاد بن جاتا ہے۔

بجز پَیروی اُس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصّہ پا سکتا ہے۔ اور مَیں اِس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے کہ سچی اور کامل پَیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ سو یاد رہے کہ وہ **قلبِ سلیم** ہے یعنی دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ابدی اور لازوال لذّت کا طالب ہو جاتا ہے۔ پھر بعد اس کے ایک مصفّٰی اور کامل محبت الٰہی بباعث اس قلبِ سلیم کے حاصل ہوتی ہے اور یہ سب نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پَیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ[1] یعنی اُن کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پَیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے بلکہ یکطرفہ محبت کا دعویٰ بالکل ایک جھوٹ اور لاف وگزاف ہے۔ جب انسان سچے طور پر خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو خدا بھی اُس سے محبت کرتا ہے۔ تب زمین پر اُس کے لئے ایک قبولیت پھیلائی جاتی ہے اور ہزاروں انسانوں کے دلوں میں ایک سچی محبت اُس کی ڈال دی جاتی ہے اور ایک قوّتِ جذب اُس کو عنایت ہوتی ہے اور ایک نور اُس کو دیا جاتا ہے جو ہمیشہ اُس کے ساتھ ہوتا ہے۔ جب ایک انسان سچے دل سے خدا سے محبت کرتا ہے اور تمام دنیا پر اس کو اختیار کر لیتا ہے اور غیر اللہ کی عظمت اور وجاہت اُس کے دل میں باقی نہیں رہتی بلکہ سب کو ایک مَرے ہوئے کیڑے سے بھی بدتر سمجھتا ہے۔ تب خدا جو اُس کے دل کو دیکھتا ہے ایک بھاری تجلّی کے ساتھ اُس پر نازل ہوتا ہے اور جس طرح ایک صاف آئینہ میں جو آفتاب کے مقابل پر رکھا گیا ہے آفتاب کا عکس ایسے پورے طور پر پڑتا ہے کہ مجاز اور استعارہ کے رنگ میں کہہ سکتے ہیں کہ وہی آفتاب جو آسمان پر ہے اس آئینہ میں بھی موجود ہے۔ ایسا ہی خدا ایسے دل پر اُترتا ہے اور اُس کے دل کو اپنا عرش بنا لیتا ہے۔ یہی وہ امر ہے جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ پہلی کتابوں میں جو کامل راستبازوں کو خدا کے بیٹے کر کے بیان کیا گیا ہے اس کے بھی یہ معنے نہیں ہیں کہ وہ درحقیقت خدا کے بیٹے ہیں کیونکہ یہ تو کُفر ہے اور خدا بیٹوں اور بیٹیوں سے پاک ہے بلکہ یہ معنی ہیں کہ

[1] آل عمران:۳۲

اُن کامل راستبازوں کے آئینہ صافی میں عکسی طور پر خدا نازل ہوا تھا۔ اور ایک شخص کا عکس جو آئینہ میں ظاہر ہوتا ہے استعارہ کے رنگ میں گویا وہ اس کا بیٹا ہوتا ہے کیونکہ جیسا کہ بیٹا باپ سے پیدا ہوتا ہے ایسا ہی عکس اپنے اصل سے پیدا ہوتا ہے۔ پس جبکہ ایسے دل میں جو نہایت صافی ہے اور کوئی کدورت اُس میں باقی نہیں رہی تجلّیات الٰہیہ کا انعکاس ہوتا ہے تو وہ عکسی تصویر استعارہ کے رنگ میں اصل کے لئے بطور بیٹے کے ہو جاتی ہے۔ اِسی بناء پر توریت میں کہا گیا ہے کہ یعقوب میرا بیٹا بلکہ میرا پلوٹھا بیٹا ہے اور عیسیٰ ابن مریم کو جو انجیلوں میں بیٹا کہا گیا۔ اگر عیسائی لوگ اِسی حد تک کھڑے رہتے کہ جیسے ابراہیم اور اسحاق اور اسمٰعیل اور یعقوب اور یوسف اور موسیٰ اور داؤد اور سلیمان وغیرہ خدا کی کتابوں میں استعارہ کے رنگ میں خدا کے بیٹے کہلائے ہیں۔

ایسا ہی عیسیٰ بھی ہے تو اُن پر کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ کیونکہ جیسا کہ استعارہ کے رنگ میں ان نبیوں کو پہلے نبیوں کی کتابوں میں بیٹا کر کے پُکارا گیا ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض پیشگوئیوں میں خدا کر کے پُکارا گیا ہے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ نہ وہ تمام نبی خدا تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا ہیں بلکہ یہ تمام استعارات ہیں محبت کے پیرایہ میں۔

ایسے الفاظ خدا تعالیٰ کے کلام میں بہت ہیں۔ جب انسان خدا تعالیٰ کی محبت میں ایسا محو ہوتا ہے جو کچھ بھی نہیں رہتا تب اُسی فنا کی حالت میں ایسے الفاظ بولے جاتے ہیں۔ کیونکہ اس حالت میں اُن کا وجود درمیان نہیں ہوتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا[1] یعنی اِن لوگوں کو کہہ کہ اے میرے بندو خدا کی رحمت سے نومید مت ہو خدا تمام گناہ بخش دے گا۔ اب دیکھو اِس جگہ یَا عِبَادَ اللّٰه کی جگہ یَاعِبَادِیْ کہہ دیا گیا حالانکہ لوگ خدا کے بندے ہیں نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بندے۔ مگر یہ استعارہ کے رنگ میں بولا گیا۔

ایسا ہی فرمایا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ[2] یعنی جو لوگ تیری بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت خدا کی بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے

[1] الزمر: ۵۴ [2] الفتح: ۱۱

خدا ہی روٹی ہے اور خدا ہی پانی

اس مومن سے الوہیت کے آثار اور افعال ظاہر ہوتے ہیں۔۔۔۔۔
اس درجہ پر مومن کی روٹی خدا ہوتا ہے جس کے کھانے پر اس کی زندگی موقوف ہے اور مومن کا پانی بھی خدا ہوتا ہے جس کے پینے سے وہ موت سے بچ جاتا ہے۔ اور اس کی ٹھنڈی ہوا بھی خدا ہی ہوتا ہے جس سے اس کے دل کو راحت پہنچتی ہے۔

(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 216)

مرزا قادیانی نے خدا کو روٹی اور پانی بنا دیا

یہ کہنا کہ مومن کی روٹی خدا ہوتا ہے اور مومن کا پانی بھی خدا ہوتا ہے، بظاہر صوفیانہ تشبیہات کی زبان میں لکھی گئی معلوم ہوتی ہے مگر اس کا نتیجہ اور شرح اگر غور سے پڑھی جائے تو یہ صاف صاف توحید کی تحریف، تجسیمِ الٰہی، اور دراصل مخلوق کو معبود بنانا ہے۔ ذیل میں اس خیال کی مفصل تشریح، اس کے خطرات، اور اہلِ سنت کے نقطۂ نظر سے اس کا ردّ دیا جا رہا ہے۔

مرزا قادیانی کی عبارت کے یہ جملے اگر محض مجازی معنوں میں یعنی یہ کہنا کہ اللہ کی روزی اور رزق مومن کے لیے مہیّا کرنے والی حقیقت ہے، کہے جائیں تو ایک حد تک قبول کئے جا سکتے ہیں کیونکہ قرآن خود فرماتا ہے کہ رزق دینے والا اللہ ہے، اور بندے کی زندگی اللہ کی قدرت سے منسلک ہے۔ مگر مسئلہ یہ ہے کہ مرزا کی عبارت محض مفہوم میں نہیں بلکہ صریح عبارت میں مخلوق کو الٰہی حیثیت دے دیتی ہے۔

اسلامی نقطۂ نظر سے سب سے پہلے یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ ذاتاً ہر طرح کی

مخلوق سے منزہ و پاک ہے۔قرآن میں ارشاد ہے: لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ اس جیسی کوئی چیز نہیں۔اللہ کا وجود، صفات اور ذات مخلوقات کی صفات سے مختلف ہیں۔جب کوئی کہتا ہے " تیری روٹی خدا ہے" تو وہ دراصل رزق (جو کہ اللہ کی طرف سے ہے) کو خدا کے مقام میں لا رہا ہے۔اس سے دو بڑے غلط نتائج نکلتے ہیں۔پہلا، مخلوق کو معبود بنانا۔دوسرا، عبادت اور اعزاز کا مرکز خالق سے ہٹ کر مخلوق کی طرف چلا جانا۔

عقلی رد یہ ہے کہ اگر روٹی خدا ہے تو پھر اس کے مقابلے میں کون عبادت کرے گا؟ اور اگر پانی خدا ہے تو کیا ہر جگہ پانی کی ایک سطوحِ الٰہی قائم ہوگئی؟ یہ نحوِ استعارہ جب حرفِ حقیقی بن جائے تو اس کا منطقی انجام یہ ہوگا کہ ہر چیز الٰہی بن جائے اور پھر فرقِ بین الخالق والخلق مٹ جائے۔ایسا نظریہ فلسفۂ وحدت الوجود یا پانتھئزم کے قریب ہے جسے اہلِ سنت نفی کرتے ہیں۔امامِ طحاوی اور اہلِ سنت کی روایات میں واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مخلوقات کی کسی حالت سے موصوف نہیں کیا جا سکتا۔عقیدۃ الطحاویہ میں اللہ کو مخلوق کی صفات کے ساتھ شریک ٹھہرانا کفریہ نظریہ قرار دیا ہے۔

شرعی رد بھی اسی سمت میں سخت ہے۔قرآن نے بارہا اللہ کو غنی، بے نیاز قرار دیا اور فرمایا کہ وہ کسی چیز کا محتاج نہیں۔آیت الکرسی اور سورہ اخلاص جیسے نصوص واضح کرتے ہیں کہ اللہ نہ پیدا کیا گیا ہے نہ پیدا کرتا ہے۔اگر کوئی مومن کی روزی یا روٹی کو" خدا" کہہ دے تو وہ لفظی طور پر نصوص کی تقابل سے متصادم ہوگا۔مزید برآں نبی ﷺ کی تعلیم کے مطابق رزق دینے والا اللہ ہی ہے اور رزق کے ذرائع (محنت، فصل، دکان وغیرہ) مخلوق کے درجہ میں ہیں۔مخلوقی وسیلے کا تقدیس کر کے اسے الٰہی صفات منسوب کرنا شریعتاً درست نہیں۔

مزید یہ کہ صوفیاء اور شاعری میں جو اصطلاحات آتی ہیں جیسے" قلبِ مومن میں اللہ کا جلوہ"، "خلوص سے اللہ کا قرب" وہ عموماً مجاز اور معنوی ہوتی ہیں، اور ان کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ بندے

پر اللہ کی رحمت و مدد ظاہر ہو جاتی ہے۔ مگر مرزا کی عبارت میں یہ واضح طور پر کہا گیا ہے کہ مومن کی خوراک، پانی، ہوا خود" خدا" ہیں، یعنی ذاتِ الٰہی کا مظہر یا متصرف حقیقت ہیں۔ یہ بیان فقہی اور عقلی دونوں اعتبار سے نا قابل قبول ہے۔

نتیجہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا یہ بیان کہ" مومن کی روٹی خدا ہے اور مومن کا پانی بھی خدا ہے" اگرچہ بظاہر روحانی شاعری جیسا محسوس ہو، مگر دراصل وہی شرک اور تجسیم کو فروغ دیتا ہے۔اس کا درست شرعی حل یہی ہے کہ نعمتوں کو اللہ کی طرف منسوب کریں مگر مخلوق کو معبود نہ ٹھہرائیں۔سادہ الفاظ میں کہیں تو:" اللہ نے روٹی دی۔روٹی اللہ کی نعمت ہے۔مگر روٹی خود اللہ نہیں۔" یہی فرق ایمان کو سالم رکھتا ہے۔

تپایا جائے یہاں تک کہ سُرخ ہو جائے اور آگ کے رنگ پر ہو جائے۔ اس مومن سے اُلوہیت کے آثار اور افعال ظاہر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ لوہا بھی اس درجہ پر آگ کے آثار اور افعال ظاہر کرتا ہے مگر یہ نہیں کہ وہ مومن خدا ہو گیا ہے بلکہ محبتِ الٰہیہ کا کچھ ایسا ہی خاصہ ہے جو اپنے رنگ میں ظاہر وجود کو لے آتی ہے اور باطن میں عبودیت اور اس کا ضعف موجود ہوتا ہے۔ اس درجہ پر مومن کی روٹی خدا ہوتا ہے جس کے کھانے پر اس کی زندگی موقوف ہے اور مومن کا پانی بھی خدا ہوتا ہے جس کے پینے سے وہ موت سے بچ جاتا ہے۔ اور اس کی ٹھنڈی ہوا بھی خدا ہی ہوتا ہے جس سے اس کے دل کو راحت پہنچتی ہے۔ اور اس مقام پر استعارہ کے رنگ میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ خدا اس مرتبہ کے مومن کے اندر داخل ہوتا اور اس کے رگ و ریشہ میں سرایت کرتا اور اس کے دل کو اپنا تخت گاہ بنالیتا ہے۔ تب وہ اپنی رُوح سے نہیں بلکہ خدا کی رُوح سے دیکھتا اور خدا کی رُوح سے سُنتا اور خدا کی رُوح سے بولتا اور خدا کی رُوح سے چلتا اور خدا کی رُوح سے دشمنوں پر حملہ کرتا ہے کیونکہ وہ اس مرتبہ پر نیستی اور استہلاک کے مقام میں ہوتا ہے اور خدا کی رُوح اس پر اپنی محبتِ ذاتیہ کے ساتھ تجلّی فرما کر حیاتِ ثانی اس کو بخشتی ہے۔ پس اس وقت روحانی طور پر اس پر یہ آیت صادق آتی ہے۔ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ[1]

یہ تو وجود روحانی کا مرتبہ ششم ہے جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اور اس کے مقابل پر جسمانی پیدائش کا مرتبہ ششم ہے اور اس جسمانی مرتبہ کے لئے بھی وہی آیت ہے جو روحانی مرتبہ کے لئے اوپر ذکر ہو چکی ہے یعنی ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جب ہم ایک پیدائش کو طیار کر چکے تو بعد اس کے ہم نے ایک اور پیدائش سے انسان کو پیدا کیا۔ اٰخر کے لفظ سے یہ سمجھانا مقصود ہے کہ وہ ایسی فوق الفہم پیدائش ہے جس کا سمجھنا انسان کی عقل سے بالاتر ہے اور اُس کے فہم سے بہت دُور یعنی رُوح جو قالب کی

قضاء وقدر کا خالق مرزا قادیانی

یہ نشان الٰہی ظاہر ہوا کہ اوّل مجھ کو کشفی طور پر دکھلایا گیا کہ میں نے بہت سے احکام قضاو قدر کے اہلِ دنیا کی نیکی بدی کے متعلق اور نیز اپنے لئے اور اپنے دوستوں کے لئے لکھے ہیں اور پھر تمثل کے طور پر میں نے خدا تعالیٰ کو دیکھا اور وہ کاغذ جناب باری کے آگے رکھ دیا کہ وہ اس پر دستخط کر دیں۔

(روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 197)

تقدیر کا خالق مرزا قادیانی

یہ اقتباس مرزا غلام احمد قادیانی کا واضح دعویٰ پیش کرتا ہے کہ اسے کشفی منظر میں دکھایا گیا کہ وہ اللہ کے لیے قضاء و قدر کے احکام لکھتا ہے اور پھر اللہ خود اُس کتاب پر دستخط فرماتا ہے۔اس کا خلاصہ یہ ہے: مرزا خود کو اس قضاو قدر کے فعل خالقانہ کے قریب لا کر پیش کرتا ہے۔ یہ دعویٰ نہ صرف بیانِ حقیقت میں سراسر باطل ہے بلکہ اسلامی توحید، ربوبیت اور صفاتِ الٰہی کے بنیادی اصولوں سے ٹکراتا ہے۔ذیل میں اس اقتباس کے اہم نکات کو مرحلہ وار واضح کیا جا رہا ہے اور ہر نکتے کا شرعی و عقلی جواب دیا جا رہا ہے۔

اقتباس کا حقیقی مطلب

مرزا کہتا ہے کہ کشف میں اسے دکھایا گیا کہ اس نے لوگوں کے قضاو قدر کے احکام لکھ رکھے ہیں اور پھر خدا کو وہ کاغذ پیش کیا جو اُس پر دستخط کر دیں۔اس بیان کا عملی اور نظری معنی یہ بنتا ہے کہ مرزا نہ صرف الٰہی احکام کی خبر دیتا ہے بلکہ خود اُس نظمِ قضاو قدر میں فعال کردار رکھتا ہے۔ یوں وہ بُرا یا اچھا کیا ہوگا، کس کا نصیب کیا ہوگا، یہ ایک انسانی منصب کے ذریعے طے

پایا ظاہر ہوتا ہے۔ یہ دراصل ربوبیت کا انکار یا خلطِ مباحثہ ہے کیونکہ ربوبیت کا حق ایک ہی ذاتِ باری تعالیٰ کو ہے۔

شرعی اور عقلی اعتراض

اسلامی عقیدہ کے مطابق قضاء و قدر صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کا فعل ہے۔ اللہ نے ہر شے مقرر فرمائی۔ قرآنِ مجید نے بارہا یہ فرمایا ہے کہ ہر چیز اللہ کے علم و حکم کے تابع ہے۔ مثال کے طور پر اللہ پاک فرماتا ہے کہ:

إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ

ترجمہ کنزالایمان: بیشک ہم نے ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی۔

(سورۃ القمر 49)

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ قضا و قدر کا حق و اختیار اللہ ہی کا مستقل فعل ہے۔ جب کوئی انسان یہ دعویٰ کرے کہ اس نے قضا و قدر لکھے یا اللہ نے اس کو وہ کاغذ دستخط کے لیے دیا، تو وہ دراصل اللہ کی ربوبیت میں شریک ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے۔ یہ دعویٰ شکل کفر یا شرک اختیار کر سکتا ہے۔

عقلی تضاد اور منطقی خرابی

اگر کسی انسان کو قضا و قدر لکھنے یا دستخط کروانے کا اختیار ہو تو پھر وہ اللہ کی مطلق قدرت اور علم کی حیثیت کو گھٹا دینا ہے۔ مزید یہ کہ قضا و قدر کی اس منتقلی کا کوئی معقول شواہد یا تسلسل موجود نہیں۔ ایسے دعوے محض کشف، خواب یا ذاتی تخیل پر مبنی ہوتے ہیں اور عمومی دلیل و شواہد سے ثابت نہیں کیے جا سکتے۔ اس کا منطقی انجام یہ ہوگا کہ ہر دعویدار اپنے کشف کو بنیاد بنا کر تقدیریں وضع کر دے تو سماجی نظم و شریعت کا خاتمہ ہو جائے گا۔

اخلاقی و عملی نتائج

ایسے دعوے عملی اعتبار سے سنگین نتائج دیتے ہیں۔ اگر کوئی رہنما یہ بتائے کہ اس نے لوگوں کے نصیب لکھ دیے ہیں یا اللہ نے اس پر دستخط کیے ہیں تو اس دعوے کے پیروکار ہر اُس خبر کو مقدس مان لیں گے جو رہنما دے۔

ایسا دعویٰ قتل، ظلم یا ذاتی انتقام کو الٰہی جواز دے سکتا ہے جیسا کہ تاریخی طور پر قادیانی متون میں بعض واقعات میں دیکھا گیا۔

فردِ عوام کا شرعی اور اخلاقی معیار رہنما کے دعوے پر منحصر ہو کر قرآن و سنت سے منہ موڑ سکتا ہے۔

فرقِ مجازی و حرفی، مرزا کی تاویل کا افلاس

کچھ لوگ استعارہ یا مجازی اظہار کا حوالہ دے کر ایسے بیانات کو نرم کرنا چاہتے ہیں۔ البتہ یہاں فرق واضح رہنا چاہیے: قرآن و احادیث میں مجازی اور روحانی اظہار کی جگہ مخصوص ہے اور وہ شریعت و نصوص کے مطابق محدود رہتے ہیں۔ مگر مرزا کا بیان مجازی حدوں سے نکل کر حرفِ حقیقی کا دعویٰ بن جاتا ہے یعنی وہ عملی طور پر کہتا ہے کہ اُس کے ذریعے یا اُس کے لیے قضا و قدر مرتب ہوئی۔ یہ باہمی فرقانیات (contextual) کی بنیاد پر بھی قابل قبول نہیں رہتا کیونکہ وہ خود کشفی منظر کو حقیقی قرارداد بنا کر معاشرتی احکامی حقیقت قرار دے رہا ہے۔

فقہی و عقیدتی حوالہ جات

اہلِ سنت کے عقیدے میں اللہ کی ربوبیت اور قضا و قدر کا اختیار محض الٰہی ہے۔ عقیدہ طحاویہ اور دیگر مشہور کتبِ عقائد نے واضح کیا کہ خدا کی صفات، افعال اور تدبیر میں کسی مخلوق کا شریک ہونا محال ہے۔ نیز، قرآن نے کئی مقامات پر فرمایا کہ اللہ ہی حاکمِ مطلق اور مقررِ نصیب ہے۔ ان نصوص کی روشنی میں کسی انسان کا قضا و قدر پر دعویٰ اسلامی اصولوں کے خلاف

ہے۔

مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ اس نے قضاء و قدر کے احکام لکھے اور خدا نے اُن پر دستخط فرمائے، دراصل ایک ایسا دعویٰ ہے جو توحید کی بنیاد یعنی خالق کا اختیارِ مطلق اور صفاتِ الٰہی کی یکتائی کو نفی کرتا ہے۔ یہ دعویٰ نہ صرف شرعی طور پر باطل ہے بلکہ منطقی، اخلاقی اور سماجی اعتبار سے بھی خطرناک نتائج مرتب کرسکتا ہے۔ اس کا درست علمی، شرعی اور ادبی مقابلہ یہی ہوگا کہ اصل متن دکھا کر قرآن وسنت اور عقیدۂ اہلِ سنت کی روشنی میں مرحلہ وار ردّ پیش کیا جائے۔

	اور اس کی ران میں سخت درد ہو رہا ہے اِس کا کوئی علاج پوچھنے آئے ہیں۔تب میں نے حامد علی کو کہہ دیا کہ گواہ رہ کہ یہ پیشگوئی دو تین منٹ میں ہی پوری ہوگئی۔شیخ حامد علی اپنے گاؤں میں زندہ موجود ہے اُس سے حلفاً ہر ایک طالبِ حق دریافت کرسکتا ہے۔حلف وہی ہوگی جس کا نمونہ نمبر۲ میں ہم بیان کر چکے ہیں۔
۶	ایک میرے مخلص عبداللہ نام پٹواری غوث گڈھ علاقہ ریاست پٹیالہ کے دیکھتے ہوئے اور اُن کی نظر کے سامنے یہ نشان الٰہی ظاہر ہوا کہ اوّل مجھ کو کشفی طور پر دکھلایا گیا کہ میں نے بہت سے احکام قضا وقدر کے اہلِ دنیا کی نیکی بدی کے متعلق اور نیز اپنے لئے اور اپنے دوستوں کے لئے لکھے ہیں اور پھر تمثل کے طور پر میں نے خدا تعالیٰ کو دیکھا اور وہ کاغذ جناب باری کے آگے رکھ دیا کہ وہ اس پر دستخط کر دیں۔مطلب یہ تھا کہ یہ سب باتیں جن کے ہونے کے لئے میں نے ارادہ کیا ہے ہو جائیں۔سو خدا تعالیٰ نے سرخی کی سیاہی سے دستخط کر دیئے۔اور قلم کی نوک پر جو سرخی زیادہ تھی اس کو جھاڑا اور معاً جھاڑنے کے ساتھ ہی اُس سرخی کے قطرے میرے کپڑوں اور عبداللہ کے کپڑوں پر پڑے۔اور چونکہ کشفی حالت میں انسان بیداری سے حصہ رکھتا ہے۔اس لئے مجھے جبکہ ان قطروں سے جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے گرے اطلاع ہوئی۔ساتھ ہی میں نے بچشم خود ان قطروں کو بھی دیکھا اور میں رقتِ دل کے ساتھ اِس قصّے کو میاں عبداللہ کے پاس بیان کر رہا تھا کہ اتنے میں اس نے بھی وہ تر بتر قطرے کپڑوں پر پڑے ہوئے دیکھ لئے اور کوئی ایسی چیز ہمارے پاس موجود نہ تھی جس سے اُس سرخی کے گرنے کا کوئی احتمال ہوتا۔اور وہ وہی سرخی تھی جو خدا تعالیٰ نے اپنی قلم سے جھاڑی تھی۔اب تک بعض کپڑے میاں عبداللہ کے پاس موجود ہیں جن پر وہ بہت سی سرخی پڑی تھی۔اور میاں عبداللہ زندہ موجود ہیں اور اِس کیفیت کو حلفاً بیان کر سکتے ہیں کہ کیونکر یہ خارق عادت اور اعجازی طور پر امر تھا۔

مرزا قادیانی سے خدا کی مخصوص باتیں

حضور نے فرمایا مجھے خدا اس طرح مخاطب کرتا ہے اور مجھ سے اس طرح باتیں کرتا ہے کہ اگر میں ان میں سے کچھ تھوڑا سا بھی ظاہر کروں تو یہ جتنے معتقد نظر آتے ہیں سب پھر جاویں گے۔

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 65)

مرزا قادیانی کا یہ بیان اس کے باطنی تکبر اور جھوٹی نبوت کے فریب کو ظاہر کرتا ہے۔ وہ یہ تاثر دیتا ہے کہ اس سے خدا ایسی راز دارانہ گفتگو کرتا ہے جو عام مومن برداشت ہی نہیں کر سکتے۔ یہ طرزِ بیان انبیاء کرام کے برعکس ہے، کیونکہ حقیقی انبیاء کی وحی سراسر ہدایت، وضاحت اور امت کی تعلیم کے لیے ہوتی ہے، نہ کہ پوشیدہ اسرار کے دعوے کے لیے۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے۔

(آلِ عمران:179)

مرزا کا یہ دعویٰ سراسر صوفیانہ فریب اور خود ساختہ الہام کی مثال ہے جس کا مقصد اپنی الوہیت نما عظمت جتانا ہے، نہ کہ اللہ کی بندگی کو ظاہر کرنا۔ یہ کلامِ الٰہی نہیں بلکہ نفسِ شیطانی کا فریب ہے۔

حالات پوچھیں۔ چنانچہ حضور نے مجاور سے دریافت کیا۔ اس نے کہا میں نے ان کو خود تو نہیں دیکھا کیونکہ ان کی وفات کو قریباً ایک سو سال گذر گیا ہے۔ ہاں اپنے باپ یا دادا سے سنا ہے کہ یہ اس علاقہ کے بڑے بزرگ تھے اور اس علاقہ میں ان کا بہت اثر تھا۔ حضور نے پوچھا ان کا حلیہ کیا تھا؟ وہ کہنے لگا کہ سنا ہے سانولہ رنگ تھا اور موٹی موٹی آنکھیں تھیں۔ پھر ہم وہاں سے روانہ ہو کر قادیان پہنچ گئے۔ خاکسار نے میاں عبداللہ صاحب سے دریافت کیا کہ حضرت صاحب اس خلوت کے زمانہ میں کیا کرتے تھے اور کس طرح عبادت کرتے تھے؟ میاں عبداللہ صاحب نے جواب دیا کہ یہ ہم کو معلوم نہیں کیونکہ آپ اوپر بالا خانہ میں رہتے تھے اور ہم کو اوپر جانے کا حکم نہیں تھا۔ کھانے وغیرہ کے لئے جب ہم اوپر جاتے تھے تو اجازت لے کر جاتے تھے۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے تھے کہ ایک دن جب میں کھانا رکھنے اوپر گیا تو حضور نے فرمایا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ بُوْرِکَ مَنْ فِیْهَا وَمَنْ حَوْلَهَا اور حضور نے تشریح فرمائی کہ مَنْ فِیْهَا سے میں مراد ہوں اور مَنْ حَوْلَهَا سے تم لوگ مراد ہو۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے تھے کہ میں تو سارا دن گھر میں رہتا تھا صرف جمعہ کے دن حضور کے ساتھ ہی باہر جاتا تھا اور شیخ حامد علی بھی اکثر گھر میں رہتا تھا لیکن فتح خان اکثر سارا دن ہی باہر رہتا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اغلب ہے کہ اس الہام کے وقت بھی وہ باہر ہی ہو۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے تھے کہ فتح خان ان دنوں میں اتنا معتقد تھا کہ ہمارے ساتھ بات کرتے ہوئے کہا کرتا تھا کہ حضرت صاحب کو تو میں نبی سمجھتا ہوں اور میں اس کی اس بات پر پرانے معروف عقیدہ کی بنا پر گھبراتا تھا۔ میاں عبداللہ صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ ایک دفعہ میں کھانا چھوڑنے گیا تو حضور نے فرمایا مجھے خدا اس طرح مخاطب کرتا ہے اور مجھ سے اس طرح کی باتیں کرتا ہے کہ اگر میں ان میں سے کچھ تھوڑا سا بھی ظاہر کروں تو یہ جتنے معتقد نظر آتے ہیں سب پھر جاویں۔

﴿89﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ بیت الفکر میں (مسجد مبارک کے ساتھ والا حجرہ جو حضرت صاحب کے مکان کا حصہ ہے) لیٹے ہوئے تھے اور میں پاؤں دبا رہا تھا کہ حجرہ کی کھڑکی پر لالہ شرم پت یا شاید لالہ ملا وامل نے دستک دی۔ میں اُٹھ کر

دجال کا دعویٰ خدائی

اگر یہ سوال ہو کہ جب کہ دجّال کا بھی حدیثوں میں ذکر پایا جاتا ہے کہ وہ دنیا میں ظاہر ہوگا اور پہلے نبوت کا دعویٰ کرے گا اور پھر خدائی کا دعویدار بن جائے گا تو اس حدیث کی ہم کیا تاویل کریں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اب تمہاری تاویل کی کچھ ضرورت نہیں۔ واقعات کے ظہور نے خود اس حدیث کے معنے کھول دیئے ہیں۔ یعنی یہ حدیث ایک ایسی قوم کی طرف اشارہ کرتی ہے جو اپنے افعال سے دکھلا دیں گے کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ بھی کیا ہے اور خدائی کا دعویٰ بھی۔ نبوت کا دعویٰ اس طرح پر کہ وہ لوگ خدا تعالیٰ کی کتابوں میں اپنی تحریف اور تبدیل اور انواع واقسام کی بیجا دست اندازیوں سے جو نہایت جرأت اور بیباکی اور شوخی سے ہوں گی اس قدر دخل دیں گے اور اس قدر اپنی طرف سے تصرفات کریں گے اور ترجموں کو عمداً بگاڑیں گے کہ گویا وہ خود نبوت کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ پس یہ تو نبوت کا دعویٰ ہوا۔ اب خدائی کے دعوے کی بھی تشریح سُنیے اور وہ یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ لوگ ایجاد اور صنعت اور خدائی کے کاموں کی کُنہ معلوم کرنے میں اور اس دُھن میں کہ الوہیت کے ہر ایک کام اور صنعت کی نقل اُتار لیں اس قدر حریص ہوں گے کہ گویا وہ خدائی کا دعویٰ کر رہے ہیں۔

حاشیہ: ربوبیت کی عظمت اور الوہیت کے جلال اور صفات باری کی وحدانیت کو ملحوظ رکھ کر انکسار اور ادب عبودیت کے ساتھ ایجاد اور صنعت کی طرف بقدر اعتدال مشغول ہونا یہ اور امر ہے مگر شوخی اور تکبر کو اپنے دماغ میں جگہ دے کر اور قضاء و قدر کے سلسلہ پر ٹھٹھا مار کر خدا کے پہلو میں اپنی انانیت کو کسی فعل ایجاد وغیرہ سے ظاہر کرنا یہی دجّالیت ہے اور دجّال کے لفظ سے ہماری وہ مراد نہیں ہے جو حال کے مولوی مراد لیتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔سب باطل ہیں اور دجّال سے مراد صرف وہ فرقہ ہے جو کلام الٰہی میں تحریف کرتے ہیں یا دہریہ کے رنگ میں خدا سے لاپرواہیں ۔اور اس لفظ میں کوئی اور خطرناک مفہوم مخفی نہیں ہے بلکہ یہ لفظ محرّف کے لفظ یا دہریہ کے لفظ سے مترادف ہے۔

(روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 233)

مرزا قادیانی کا یہ اقتباس اس کی فکری گمراہی اور خود ساختہ تاویلات کا کھلا مظہر ہے۔ اس نے دجال کی وہ علامات، جو رسولِ اکرم ﷺ نے صحیح احادیث میں بیان فرمائیں، ان کی حقیقت بدل کر اپنی مرضی کی تاویل میں ڈھال دی۔حضور ﷺ نے دجال کو ایک حقیقی شخص قرار دیا ہے جس کے بارے میں فرمایا:

مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ أَمْرٌ أكبر من الدَّجَّال

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کوئی مخلوق (فتنہ وفساد میں) ایسی نہیں جو دجال سے بڑی ہو۔

(صحیح مسلم:7395،کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب فی بقیۃ من احادیث الدجال)

لیکن مرزا نے اس واضح حدیث کو بگاڑ کر اسے محض ایک قوم یا فرقہ قرار دیا تا کہ اپنی ذات کو حقیقی دجال سے بری ظاہر کر سکے، حالانکہ اس کے اقوال و افعال خود دجالیت کی زندہ تصویر ہیں۔

مرزا قادیانی نے نبوت اور خدائی کے دعوے کے تصور کو چالاکی سے تحریف کرنے والی قوم پر منطبق کیا، مگر حقیقت یہ ہے کہ انہی اوصاف کا مجسم مظہر خود وہ اور اس کی جماعت تھی۔ پہلے اس نے نبی بننے کا دعویٰ کیا، پھر اپنے الہامات میں خدا کی صفات اپنے اندر ظاہر ہونے کا اعلان کیا، حتیٰ کہ اپنے متعلق کہا کہ خدا مجھ میں حلول کر گیا ہے اور میرا وجود خدا کے وجود سے جدا نہیں۔ یہی وہ دجالی گمراہی ہے جس سے نبی کریم ﷺ نے امت کو خبردار فرمایا تھا۔

مرزا نے دجال کے ظاہری خروج، اس کے فتنے، اس کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد اور اس کے قتل جیسے احادیثی حقائق کا انکار کر کے اپنے ماننے والوں کو ایمان بالغیب سے محروم کر دیا۔ اس نے اپنی خود تراشیدہ تاویل کے ذریعے اسلام کی پیشین گوئیوں کا مفہوم ہی بگاڑ دیا۔ یہی طرزِ عمل دراصل اس کے اپنے قول کی عملی تفسیر ہے یعنی تحریف، تکبر، اور قضاء و قدر پر ٹھٹھا مارنا جو اس کے نزدیک دجالیت کی علامت ہے، اور حقیقت میں وہ خود انہی صفات کا مجموعہ تھا۔

یہ اقتباس اس کتاب "قادیانی توحید" کے آخری تحاریر میں دجالیت کے حقیقی مفہوم اور مرزا کی فکری و اعتقادی گمراہی کو بے نقاب کرنے والا ثبوت ہے کہ جس شخص نے خود کو خدا کا مظہر قرار دیا، وہی دراصل اس دور کا سب سے بڑا دجال ہے۔

اسلام ہے؟ اور اگر یہ سوال ہو کہ جب کہ دجّال کا بھی حدیثوں میں ذکر پایا جاتا ہے کہ وہ دنیا میں ظاہر ہوگا اور پہلے نبوت کا دعویٰ کرے گا اور پھر خدائی کا دعویدار بن جائے گا تو اس حدیث کی ہم کیا تاویل کریں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اب تمہاری تاویل کی کچھ ضرورت نہیں۔ واقعات کے ظہور نے خود اس حدیث کے معنے کھول دیئے ہیں۔ یعنی یہ حدیث ایک ایسی قوم کی طرف اشارہ کرتی ہے جو اپنے افعال سے دکھلا دیں گے کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ بھی کیا ہے اور خدائی کا دعویٰ بھی۔ نبوت کا دعویٰ اس طرح پر کہ وہ لوگ خدا تعالیٰ کی کتابوں میں اپنی تحریف اور تبدیل اور انواع و اقسام کی بیجا دست اندازیوں سے جو نہایت جرأت اور بیبا کی اور شوخی سے ہوں گی اس قدر دخل دیں گے اور اس قدر اپنی طرف سے تصرفات کریں گے اور ترجموں کو عمداً بگاڑیں گے کہ گویا وہ خود نبوت کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ پس یہ تو نبوت کا دعویٰ ہوا۔ اب خدائی کے دعوے کی بھی تشریح سُنیے اور وہ یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ لوگ ایجاد اور صنعت اور خدائی کے کاموں کی کُنہ معلوم کرنے میں اور اس دُھن میں کہ الوہیت کے ہر ایک کام اور صنعت کی نقل اُتار لیں اس قدر حریص ہوں گے کہ گویا وہ خدائی کا دعویٰ کر رہے ہیں۔☆ وہ چاہیں گے کہ مثلاً کسی طرح بارش

☆ ربوبیت کی عظمت اور الوہیت کے جلال اور صفات باری کی وحدانیت کو ملحوظ رکھ کر انکسار اور ادب عبودیت کے ساتھ ایجاد اور صنعت کی طرف بقدر اعتدال مشغول ہونا یہ اور امر ہے مگر شوخی اور تکبر کو اپنے دماغ میں جگہ دے کر اور قضاء وقدر کے سلسلہ پر ٹھٹھا مار کر خدا کے پہلو میں اپنی انانیت کو کسی فعل ایجاد وغیرہ سے ظاہر کرنا یہی دجّالیت ہے اور دجّال کے لفظ سے ہماری وہ مراد نہیں ہے جو حال کے مولوی مراد لیتے ہیں اور اُس کو ایسا شخص سمجھتے ہیں جس سے وہ لڑائیاں کریں گے کیونکہ ہمارے نزدیک دجّال ہو یا کوئی ہو اُس سے دین کیلئے لڑائی کرنا منع ہے ہر یک مخلوق سے سچی ہمدردی چاہئے اور لڑائی کے خیالات سب باطل ہیں اور دجّال سے مراد صرف وہ فرقہ ہے جو کلام الٰہی میں تحریف کرتے ہیں یا دہریہ کے رنگ میں خدا سے لاپروا ہیں۔ اور اس لفظ میں کوئی اور خطرناک مفہوم مخفی نہیں ہے بلکہ یہ لفظ محرّف کے لفظ یا دہریہ کے لفظ سے مترادف ہے۔ منہ

مفتری علی اللہ کا انجام

خدا پر جھوٹ باندھنے، خدائی کا دعویٰ کرنے والے کے بارے خود مرزا قادیانی کا اقرار ہے کہ:

اے بد قسمت بدگمانو! کیا ممکن ہے کہ کوئی خدا پر جھوٹ باندھے اور پھر اُس کے دست قہر سے بچ رہے۔ خدا جھوٹوں کو ہلاک کرے گا اور وہ جو اپنے دل سے باتیں بناتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ یہ خدا کا الہام ہے وہ ہلاک کئے جائیں گے کیونکہ انہوں نے دلیری کر کے خدا پر بہتان باندھا۔ راستبازوں کے لئے بھی دن مقرر ہیں اور جھوٹے مفتریوں کے لئے بھی وقت مقرر کئے گئے ہیں۔ جب وہ وقت آئیں گے تو خدا تعالیٰ دکھا دے گا کہ کس نے شوخی سے باتیں کیں۔

(روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 341)

کتاب قادیانی توحید کا یہ آخری اقتباس دراصل اس پوری تصنیف کے فکری و تحقیقی مضمون کا جامع خلاصہ ہے۔ اس کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے باطل عقائد، اس کی خود ساختہ وحیوں، جھوٹے الہامات، اور اس کی گمراہ کن تعلیمات کو مستند قادیانی ماخذوں سے واضح کیا گیا ہے۔ پوری کتاب کا مرکزی نکتہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اسلامی توحید کے خالص تصور کو مسخ کر کے خدائی صفات کو مخلوق میں حلول شدہ قرار دیا، خود کو خدا کا مظہر بلکہ بعض مقامات پر خدا کا عین کہلوایا، اور یوں شرک و الہامِ شیطانی کی آخری حدوں تک جا پہنچا۔

"قادیانی توحید" میں یہ واضح کیا گیا کہ مرزا نے کبھی خود کو خدا کہا، کبھی خدا کا بیٹا کہا، کبھی خدا کی بیوی کہا، کبھی اللہ پاک کی گستاخیاں کیں، کبھی عورت کے روپ میں ظاہر ہونے والا،

کبھی روٹی، پانی اور ہوا قرار دیا۔ اس نے قضاء و قدر کی تقدیر اپنے ہاتھ سے لکھ کر خدا سے دستخط کرائے، اور اپنے بیٹے کی پیدائش کو گویا خدا کا آسمان سے نزول بتایا۔ مرزا اور اس کے پیروکاروں نے نہ صرف اسلامی عقیدۂ توحید کو بگاڑا بلکہ نبوت اور الوہیت کے درمیان کی حدِ فاصل کو بھی مٹا ڈالا۔

آخری اقتباس میں مرزا کا اپنا اعتراف اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ خدا پر جھوٹ باندھنے والا کبھی سلامت نہیں رہ سکتا۔ خدا جھوٹوں کو ہلاک کرے گا یہی وہ کلمہ ہے جو مرزا قادیانی کے اپنے انجام پر صادق آیا۔ جس نے خدائی کے دعوے کیے، جس نے اپنی وحی کو خدا کا کلام کہا، اور جس نے رسولِ اکرم ﷺ کی ختم نبوت پر وار کیا، وہ آخر کار اپنے ہی اقرار کے مطابق مفتری علی اللہ ثابت ہوا۔

یوں قادیانی توحید اس حقیقت پر مہرِ تصدیق ثبت کرتی ہے کہ اسلام کی توحید ایک ہے وہی خالص، ازلی و ابدی، جس میں خدا واحد، لاشریک، بے نیاز، اور ہر عیب سے پاک ہے۔ اور جو کوئی اس ذات کے ساتھ الوہیت کا ادنیٰ سا اشتراک بھی ثابت کرے، وہ نہ صرف گمراہ بلکہ اس دنیا و آخرت میں ہلاک ہونے والا ہے۔

مجھے معلوم ہوئی تھی اور وہ یہ ہے کہ ”انّ اللّٰہ لایغیّر مَابقومٍ حتّٰی یغیّروا ما بانفسھم. اِنّہ اٰوَی القَرْیَۃ۔ یعنی خدا تعالیٰ اُس نیکی یا بدی کو جو کسی قوم کے شاملِ حال ہے دور نہیں کرتا جب تک وہ قوم ان باتوں کو اپنے سے دور نہ کرے جو اُس کے دل میں ہیں۔ اُس خدا نے اس قریہ کو جو اس کے علم میں ہے انتشار سے محفوظ رکھا۔“ افسوس کہ بعض نادان کہتے ہیں کہ یہ الہام آپ بنا لیا ہے۔ ان کے جواب میں کیا کہیں اور کیا لکھیں۔ اے بدقسمت بدگمانو! کیا ممکن ہے کہ کوئی خدا پر جھوٹ باندھے اور پھر اُس کے دستِ قہر سے بچ رہے۔ خدا جھوٹوں کو ہلاک کرے گا اور وہ جو اپنے دل سے باتیں بناتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ یہ خدا کا الہام ہے وہ ہلاک کئے جائیں گے کیونکہ انہوں نے دلیری کر کے خدا پر بہتان باندھا۔ راستبازوں کے لئے بھی دن مقرر ہیں اور جھوٹے مفتریوں کے لئے بھی وقت مقرر کئے گئے ہیں۔ جب وہ وقت آئیں گے تو خدا تعالیٰ دکھا دے گا کہ کس نے شوخی سے باتیں کیں اور کس نے رُوح القدس کی آواز کی پیروی کی۔ خدا کی باتوں کو خدائی نشانوں سے تم شناخت کرو گے سچائی پوشیدہ نہیں رہے گی اور نہ باطل مخفی رہے گا۔ وہ خدا جو ہمیشہ اپنے تئیں ظاہر کرتا رہا ہے وہ اب بھی دکھلائے گا کہ وہ اُن کے ساتھ ہے جو واقعی طور پر اس سے ڈرتے اور نیکی اور پرہیز گاری کی راہوں کو اختیار کرتے ہیں۔

اے لوگو! خدا سے ڈرو۔ اور درحقیقت اس سے صلح کر لو۔ اور سچ مچ صلاحیت کا جامہ پہن لو اور چاہئے کہ ہر ایک شرارت تم سے دُور ہو جائے۔ خدا میں بے انتہا عجیب قدرتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا طاقتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا رحم اور فضل ہے۔ وہی ہے جو ایک ہولناک سیلاب کو ایک دم میں خشک کر سکتا ہے۔ وہی ہے جو مہلک بلاؤں کو ایک ہی ارادے سے اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر دُور پھینک دیتا ہے۔ مگر اس کی یہ عجیب قدرتیں اُن ہی پر کھلتی ہیں جو اس کے ہی ہو جاتے ہیں۔ اور وہی یہ خوارق دیکھتے ہیں جو اس کے لئے اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کرتے ہیں اور اُس کے آستانے پر گرتے ہیں اور اُس قطرے کی طرح جس سے موتی بنتا ہے صاف ہو جاتے ہیں۔ اور محبت اور صدق اور صفا کی سوزش سے پگھل کر اس کی طرف بہنے لگتے ہیں۔ تب وہ مصیبتوں میں

مصنف کی دیگر علمی و تحقیقی کتب

یہ کتاب" قادیانی توحید" دراصل ایک فکری و تحقیقی سلسلے کی کڑی ہے جس میں مصنف مفتی مبشر شاہ نے قادیانیت کے مختلف باطل عقائد کو قرآن وسنت، اقوالِ سلف، اور خود مرزا قادیانی کے بیانات کی روشنی میں منکشف کیا ہے۔ مگر موضوعِ توحید کے بعد بھی قادیانیت کے کئی دیگر پہلو ایسے ہیں جن پر مصنف نے الگ الگ جامع اور مدلل تصنیفات فرمائی ہیں۔

قارئین سے گزارش ہے کہ وہ ان دیگر کتب کا مطالعہ بھی لازمی فرمائیں تا کہ قادیانی فتنے کی جڑوں، اس کے فکری تضادات اور دین اسلام کے خلاف اس کے منظم انحرافات کو مکمل طور پر سمجھ سکیں۔

مصنف کی دیگر اہم کتب یہ ہیں:

1. قادیانی کلمہ۔ قادیانیوں کے جعلی کلمہ اور اس کے پس پردہ کفریہ نظریات کا تحقیقی جائزہ۔
2. قادیانی کذاب۔ مرزا قادیانی کے جھوٹ، فریب اور تضادات کی دلائل سے نقاب کشائی۔
3. مرزا کے 200 جھوٹ۔ مرزا کے خود ساختہ دعووں کی فہرست اور ان کا علمی تجزیہ۔
4. عقیدہ ختمِ نبوت۔ نبوت کے اختتام پر کامل و مستند عقیدۂ اہلِ سنت کی وضاحت۔
5. قادیانی عقیدہ اجرائے نبوت۔ قادیانی عقیدۂ نبوت کی تجدید کے دعوے کا شرعی رد۔
6. عقیدہ حیاتِ مسیح علیہ السلام۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیاتِ جسمانی پر قرآنی و حدیثی دلائل۔
7. قادیانی عقیدہ وفاتِ مسیح علیہ السلام۔ مرزا کے غلط عقیدۂ وفاتِ مسیح کا تحقیقی رد۔
8. عقیدہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ۔ امام مہدی ے ظہور سے متعلق صحیح اسلامی عقائد کی وضاحت۔
9. قادیانی عقیدہ امام مہدی۔ مرزا قادیانی کے جھوٹے مہدی ہونے کے دعوے کی تردید۔
10. رسائل ختمِ نبوت۔ مفتی مبشر شاہ کے لکھے گئے ختمِ نبوت پر مختصر مگر جامع علمی مقالات کا مجموعہ۔
11. جسمانی معراج۔ نبی اکرم ﷺ کی جسمانی معراج پر ایمان کے دلائل۔
12. مرزا کی بیان کردہ ضعیف احادیث۔ مرزا کی بیان کردہ جعلی احادیث اور فریب کاریوں کی تحقیقی وضاحت۔
13. مرزا چوہڑہ۔ مرزا قادیانی چوہڑہ فیملی سے تعلق رکھتا تھا چوہڑوں کے کردار، اخلاق اور روزمرہ زندگی کا عینی و تاریخی تجزیہ۔
14. قادیانی کرتوتیں۔ مرزا قادیانی کی زناکاری، شراب نوشی اور دیگر فتنہ انگیز اعمال اور اسلام دشمن سازشوں کی نقاب کشائی۔

یہ تمام تصانیف علم و بصیرت کا گنجینہ ہیں، جو قادیانی فتنہ کے رد اور عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مطالعہ کیجیے، سمجھیے، اور ایمان کے اس قلعے کی حفاظت میں اپنا کردار ادا کیجیے۔

مصنف کی دیگر کتب

قادیانی کلمہ

200 جھوٹ

قادیانی کذاب

ضعیف احادیث

قادیانی توحید

معراج جسمانی

مرزا چوہڑہ

رسائل ختمِ نبوت

عقیدہ ختمِ نبوت

عقیدہ حیاتِ مسیح علیہ السلام

قادیانی کرتوتیں

عقیدہ اجرائے نبوت

مکتبہ ختم نبوت فورم

03247448814 گوجرانوالہ